اللہ کے وجود اور اسکی وحدانیت
اسکے سب رسولوں
فرشتوں
اور کتابوں
آخرت کے دن
اور تقدیر پر ایمان لانا

# عقائدِ اسلام

www.KitaboSunnat.com

تالیف فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن زید المحمود

ناشر الدار السلفیۃ ممبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## معزز قارئین توجہ فرمائیں!

**کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ..........

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

## ☆ تنبیه ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

**﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾**

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ رسائل الشیخ عبداللہ بن زید المحمودؒ

عقیدة الإسلام والمسلمین و
تثقیف الأذهان بعقیدة الإسلام والمسلمین
کا اردو ترجمہ مسمی بہ

# عقائد اسلام

کتاب رقم 1092
مکتبۃ دار العلوم المحمدیۃ

تالیف
الشیخ عبداللہ بن زید المحمودؒ

ترجمہ
مختار احمد الندوی

www.KitaboSunnat.com

ناشر: الدار السلفیہ، ممبئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

© جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

سلسلہ مطبوعات الدار السلفیہ نمبر ۱۷۹

| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | : | عقائد اسلام |
| تالیف | : | الشیخ عبداللہ بن زید المحمودؒ |
| مترجم | : | مختار احمد الندوی |
| طابع | : | اکرم مختار |
| ناشر | : | الدار السلفیہ ممبئی |
| تعداد اشاعت (بار دوم) | : | دو ہزار |
| تاریخ اشاعت | : | اکتوبر ۲۰۰۱ء |

ملنے کا پتہ

دار المعارف

۱۴ محمد علی بلڈنگ، بھنڈی بازار، ممبئی - ۳

فون :- ۳۷۱۶۲۸۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# فہرست

عرض ناشر ............ ۵
اسلام اور مسلمانوں کا عقیدہ ............ ۷
پیغمبروں کو مبعوث فرمانے کی حکمت ............ ۹
غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا شرک ہے ............ ۱۱
تعویذ اور گنڈوں کا لٹکانا ............ ۱۲
اسلام کی حقیقت ............ ۱۶
اللہ کے رب ہونے پر ایمان لانا ............ ۲۳
قرآن پر ایمان، ایمان باللہ کا جزء ہے ............ ۲۷
آخرت میں اللہ رب العزت کا دیدار ............ ۲۹
ملائکہ کرام پر ایمان ............ ۳۰
یومِ آخرت پر ایمان ............ ۳۴
ایمان پر عقیدہ ............ ۴۱
ایمان کے لئے انشاء اللہ کہنا اسلام کے لئے نہیں ............ ۴۹
اسلام اور ایمان کے درمیان واو عطف کی بحث ............ ۵۱
صحابہ کرام کے زمانے میں پہلا اختلاف گناہ کبیرہ کے ... ۶۰
ایمان کا بڑھنا اور گھٹنا ............ ۶۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قیامت کے دن ایمان مومن کے لئے نور بنے گا ......... ۷۳
فصل ............................................ ۸۴
مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر ایمان ................ ۸۹
اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ....................... ۱۰۱
نیند موت کی ہم جنس اور اس سے بیداری ........... ۱۰۲
مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا انکار کرکے ............. ۱۱۴
جسم کو دوبارہ پیدا کرنے کے بارے میں اہل سنت کا ..... ۱۱۷
مرنے کے بعد اٹھائے جانے کی حقیقت کے .......... ۱۱۹
جنت کے بازار اور اس میں اہل جنت کی ملاقات ........ ۱۲۶
شریعت اسلامیہ میں منکر قیامت کا حکم ............... ۱۲۸
کمزور مومن کے مقابلے میں طاقتور مومن ............ ۱۲۶
اسباب کا مسببات سے ربط ......................... ۱۴۱
کیا انسان خود مختار ہے یا پابند ........................ ۱۴۴
نفاق کی حقیقت اور اس کی تفصیلات ................. ۱۵۳
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ معراج پر ایمان لانا ............... ۱۵۶
نبیوں پر ایمان لانے کا بیان ............................ ۱۷۲
بہائی فرقہ اور بہائیت کے پرچار کا آغاز .............. ۲۰۹
بابیہ ............................................ ۲۱۰
قادیانیت ........................................ ۲۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمن الرحیم

# عرض ناشر

عقیدۃ الاسلام والمسلمین، اسلام کی حقانیت،، اور'' ان الدین عند الله الاسلام '' اللہ کے نزدیک مقبول دین صرف دین اسلام ہے، اس دعویٰ حق کی دلیل میں علامہ شیخ عبداللہ بن زید المحمودؒ نے اپنے رسالۃ ''عقیدۃ الاسلام والمسلمین'' میں اسلام کی حقانیت اور اس کے دین فطرت ہونے کے دلائل اور اسلام کے بنیادی اجزاء جیسے یوم آخرت پر ایمان، ملائکہ پر ایمان، آخرت میں باری تعالیٰ کے دیدار پر ایمان، قرآن پر ایمان، اللہ کے رب ہونے پر ایمان، جیسے اہم اور بنیادی مسائل پر نہایت مدلل اور تحقیقی بحث کر کے اسلام کی حقانیت ثابت کی ہے۔

اللہ کا شکر ہے کہ راقم الحروف نے حضرت شیخ رحمہ اللہ کے حکم پر اس کا اردو ترجمہ کیا اور اسے حضرت شیخ کے صاحبزادے محترم عالیجناب فضیلۃ الشیخ عبدالرحمن المحمود حفظہ اللہ نے اسے نہایت اہتمام کے ساتھ ہزاروں کی تعداد میں طبع کروا کے اہل علم میں شائع کرایا۔

اس کتاب میں اسلام کے بنیادی عقائد و مسائل کے ساتھ ساتھ مخالف اسلامی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اشیاء شرک وبدعات اور مروجہ شرکیہ بدعات کا رد بھی نہایت مدلل طور پر کیا ہے جس کے ذریعے حضرت شیخ رحمہ اللہ نے امر بالمعروف کے ساتھ نہی عن المنکر کا فریضہ بھی مدلل اور محقق طور پر انجام دیا ہے، اس طرح حضرت شیخ رحمہ اللہ کا یہ رسالہ نہایت جامع اور دینی حقائق اور رد شرک وبدعات کا کامل طور پر جامع ہے۔

حضرت شیخ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن زید رئیس المحاکم الشرعیہ والشئون الدینیہ دولۃ قطر اپنے والد محترم کے حقیقی جانشین ہیں اور انہوں نے رئاسۃ المحاکم الشرعیہ والشئون کو اپنی اعلیٰ علمی صلاحیتوں سے بہت ترقی دی ہے اور اس کو ایک منظّم اسلامی ادارہ بنا دیا۔ ذاتی طور پر موصوف نہایت سنجیدہ اور باوقار اور علمی دنیا میں مقبول ومحبوب ہیں۔

ادارہ الدار السّلفیہ کا تعلق ان کے والد رحمہ اللہ کے زمانے سے ہی قائم ہے، بلکہ راقم الحروف کے وہ مربی، محسن اور استاذ تھے اور ان کے علمی فیوض وبرکات سے میں نے بھی بہت کچھ فائدہ اٹھایا۔

زیر نظر کتاب علامہ مرحوم کے علمی صدقات جاریہ اور حسنات علمیہ میں شاہکار کا درجہ رکھتی ہیں، میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شیخ رحمہ اللہ کے خلف صادق عالیجناب شیخ عبدالرحمٰن المحمود کے اس علمی یادگار کو نئی زندگی عطا کرنے پر اجر جزیل عطا فرمائے۔ (آمین)

الداعی الی الخیر
**مختار احمد الندوی**
مدیر الدار السّلفیہ ممبئی
اکتوبر ۲۰۰۱ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# اسلام اور مسلمانوں کا عقیدہ

اسلام، فطرت سلیمہ اور طریقۂ مستقیمہ کا دین ہے، اللہ اس کے ذریعہ اُن لوگوں کو سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے جو اس کی رضاء پر چلتے ہیں اور انھیں تاریکیوں سے نکال کر نورِ ہدایت کی طرف لاتا ہے اور صراط مستقیم کی طرف اُن کی راہنمائی کرتا ہے۔ الغرض اسلام وہ دین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام اُمتوں کیلئے پسند کیا ہے۔ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ (آل عمران ۱۹) — بیشک مقبول دین اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے

نیز فرمایا:-

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔ (آل عمران ۸۵) — اور جو شخص اسلام کے سوا دوسرا دین چاہے گا تو وہ ہرگز مقبول نہیں ہوگا اور آخرت میں خسارہ اٹھانیوالوں میں ہوگا۔

اور اسلام تمام انبیاء کا دین ہے، ان میں سب سے پہلے حضرت نوح ہیں، اور سب سے آخری حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ کا ارشاد ہے:-

شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ (اى يا محمد) وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ — اللہ نے تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا ہے جسکا اس نے نوح کو حکم دیا تھا اور جس کو ہم نے (اے محمد) آپ کی طرف وحی کے ذریعہ بھیجا ہے، اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا تھا کہ اسی دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ مت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ إِلَيْهِ، اَللّٰهُ يَجْتَبِيْ إِلَيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْدِيْ إِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ (الشوریٰ ۱۳)

ڈالنا، مشرکین کو وہ بات بہت گراں گزرتی ہے جس کی طرف آپ ان کو بلا رہے ہیں۔ اللہ اپنی طرف جس کو چاہے کھینچ لیتا ہے اور جو شخص اللہ کی طرف رجوع کرے اس کو اللہ اپنی راہ دکھاتا ہے۔"

البتہ انبیاء کرام کی شریعتیں الگ رہی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا (المائدہ ۴۸)

تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے خاص شریعت اور طریقت تجویز کی تھی۔

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت اپنے سے پہلی شریعتوں کی نگران اور فیصلہ کن بن کر آئی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو تمام انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا تھا، تاکہ آپؐ اسلام کو تمام ادیان پر غالب کر دیں۔ ارشاد باری ہے:۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيْعًا۔ (الاعراف ۱۵۸)

کہدیجئے! اے لوگو میں تم سب لوگوں کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

اور فرمایا:۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔ (سبا ۲۸)

اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا رسول بنا کر بھیجا ہے۔

لہٰذا کسی کے لئے جائز نہیں کہ آپؐ کی شریعت کے علاوہ کسی اور شریعت کے مطابق عمل اور فیصلہ کرے۔ اسی لئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کے پاس توراۃ کا ایک ٹکڑا دیکھا تو فرمایا:۔

یا عمر لقد جئتکم بیضاء نقیة لیلها کنهارها لا یزیغ عنها

اے عمرؓ میں اس شریعت کو صاف ستھری لیکر آیا ہوں جس کی رات اس کے دن کی طرح روشن ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بَعْدِی اِلَّا هَالِكٌ وَلَوْكَانَ اَخِیْ مُوْسٰی حَیًّا مَا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِیْ۔

میرے بعد جو بھی اس سے انحراف کریگا برباد ہوجائیگا اور اگر میرا بھائی موسیٰ بھی زندہ ہوتا تو اس کو میری پیروی کے سوا چارہ نہ ہوتا۔

اور اسلام عقیدہ، قول، اور عمل کا دین ہے، لہٰذا عمل کے بغیر اسلام ہی نہیں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

اِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِیَ الْقَلْبُ۔

جسم میں ایک ٹکڑا ہے کہ جب وہ ٹھیک رہا تو سارا جسم ٹھیک رہتا ہے اور جب وہ خراب ہوا سارا جسم خراب ہوجاتا ہے اور وہ دل ہے۔

آنحضور نے یہاں یہ اشارہ فرمایا کہ اصل چیز قلب کا اعتقاد ہے، اس لئے قلبی عقائد ہی سے بدنی اعمال اچھی اور بُری حالت میں وجود میں آتے ہیں یعنی عقیدہ صحیح ہوا تو عمل بھی صحیح ہوا اور عقیدہ خراب ہوا تو عمل بھی خراب ہوا اور اُس کے نتائج بھی بدتر ہوتے اور حضرت عباس بن عبدالمطلب کی حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ آپؐ نے فرمایا" اُس شخص نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا جو اللہ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہوگیا۔

## پیغمبروں کو مبعوث فرمانے کی حکمت

انبیاء کرام کو مبعوث کرنے کی حکمت یہ ہے کہ لوگ صرف اللہ کو پکاریں اور اس کے سوا کسی کو نہ پکاریں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو صرف اس لئے بھیجا ہے کہ وہ اپنی قوم کو حکم دیں کہ لوگ صرف اللہ کی عبادت کریں اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ اور عبادت کی بہت سی قسمیں ہیں جیسے روزہ، نماز، زکوٰۃ اور تمام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دینی احکامات اور دعا بھی عبادت کی ایک قسم ہے۔ صحیح مسلم شریف میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "الدعاء عبادة" دعا عبادت ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ۔

اور تمھارے رب کا فرمان ہے مجھکو پکارو میں تمھاری پکار سنوں گا، جو لوگ میری عبادت یعنی مجھ کو پکارنے سے اکڑیں گے جہنم میں ذلیل ہوکر داخل ہونگے۔

اور ترمذی کی روایت ہے "اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ" دعا عبادت کا مغز ہے اور مغز ہر چیز کا خلاصہ ہوتا ہے، لہٰذا جب دعا عبادت ہے تو اس کو غیر اللہ کے لئے استعمال کرنا شرک ہے، اس لئے جو لوگ حضرت علی یا کسی ولی کو یا شیخ عبدالقادر کو پکارتے ہیں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب آپ کی قبر کے پاس کھڑے ہوتے ہیں تو پکار کر کہتے ہیں "اے محمدؐ اپنے رب کے پاس میری سفارش کیجئے اور میری فریاد سن لیجئے"۔ تو یہ سب باتیں وہ شرک اکبر ہیں جن کو اللہ توبہ کئے بغیر معاف نہیں کرتا کیوں کہ اللہ اس بات کو ہرگز پسند نہیں کرتا کہ اس کی عبادت میں کسی کو بھی شریک کیا جائے خواہ وہ مقرب فرشتہ ہو یا فرستادہ نبی۔ اللہ کا ارشاد ہے۔

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۖ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الظَّالِمِينَ۔ (یونس-۱۰۶)

اور اللہ کے سوا کسی ایسی چیز کو مت پکارو جو تم کو نہ نفع دیتی ہے نہ نقصان۔ اگر تم نے ایسا کیا تو ظالموں میں ہو جاؤ گے۔ ٭

اللہ نے یہاں مشرک کو ظالم کہا کیوں کہ اس نے عبادت کو جو صرف اللہ کا حق تھا غیر اللہ کے لئے استعمال کیا اور فرمایا:۔

وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ

اور مسجدیں اللہ کے لئے ہیں تو اللہ کے سوا کسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اللّٰہِ اَحَدًا۔ (الجن۔ ۱۸) کو مت پکارو۔

اور اللہ نے باخبر کیا کہ اس شخص سے بڑھ کر نہ کوئی گمراہ ہے نہ ظالم نہ جاہل جو کسی مردے سے اپنی حاجات پوری اور مصائب دُور کرنے کا سوال کرے، جب کہ مُردہ اپنی قبر میں اپنے عمل کے ساتھ پابند ہے، نہ اپنی نیکی میں کچھ بڑھا سکتا نہ بُرائی میں کچھ کمی کر سکتا ہے۔ فرمایا:۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ۔ (الاحقاف۔ ۶)

اور اس شخص سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہو سکتا ہے جو اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کو پکارے جو قیامت تک بھی اسکا کہنا نہ کریں اور اُن کو ان کے پکارنے کی بھی خبر نہ ہو۔ اور جب سب آدمی جمع کئے جائینگے تو وہ اُن کے دشمن ہو جائیں گے اور اُن کی عبادت کا انکار کر بیٹھیں گے۔

اور یہی ہے لا الہ الا اللہ کی شہادت کا مطلب۔

## غیر اللہ کیلئے ذبح کرنا شرک ہے

اللہ تعالٰی نے دینی عبادات میں اپنے لئے جانور ذبح کرنے کو مشروع کیا ہے جیسے حج تمتع و قران اور حج کے راستے میں رُک جانے کے وقت ذبح کرنا، یا حج کے واجبات میں سے کسی چیز کو ترک کر دینے یا ممنوع فعل کے ارتکاب کا ذبیحہ، یا قربانی، عقیقہ اور اللہ کے لئے مانی ہوئی نذر کا ذبیحہ یہ سب اللہ رب العالمین کی عبادت میں داخل ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ہے:۔

اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ

بیشک میری نماز اور میری قربانی یعنی ذبیحہ اور میری زندگی اور میری موت اللہ رب العلمین کیلئے ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بِذَالِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (الانعام - ۱۶۳) اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا میں حکم دیا گیا ہوں اور میں سب ماننے والوں میں پہلا ہوں۔

جب ذبح کرنا اللہ رب العالمین کی عبادت ہے تو غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا شرک ہوا۔ مثلاً جن اور ہمزاد اور قبر کے لئے ذبح کرنا اور اسی طرح جو لوگ رہائش کے لئے گھر حاصل کرتے ہیں تو بے نام کا جانور ذبح کرتے ہیں۔ ذبح کی یہ سب صورتیں شرک ہیں اور یہ ذبیحہ حرام ہے جس کا کھانا جائز نہیں۔ اس لئے کہ یہ غیر اللہ کے نام کا پکارا ہوا ہے۔

بخاری میں حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چار باتیں بتائیں" اللہ اس پر لعنت کرے جو غیر اللہ کے لئے ذبح کرے، اللہ اس پر لعنت کرے جو اپنے والدین پر لعنت کرتا ہو، اللہ اس پر لعنت کرے جو کسی بدعتی کو پناہ دے، اللہ اس پر لعنت کرے جو زمین کے نشانات کو بدل ڈالے "

## تعویذ اور گنڈوں کا لٹکانا

تعویذ، گنڈے اور اس طرح کی دوسری چیزوں کا مطلب یہ ہے کہ جنوں اور انسانوں کی نظر بد سے بچنے کیلئے لوگ بچوں اور اپنے جسم اور جانوروں پر منتر لکھ کر لٹکا دیا کرتے ہیں اور یہ قدیم جاہلیت کی باقیماندہ یادگار ہے۔ اہل جاہلیت کا یہ طریقہ ہے کہ جب اُن کے ہاں بچہ پیدا ہوتا تو وہ جنوں اور انسانوں کی نظر بد سے محفوظ رکھنے کے لئے اُن کو تعویذ، باندھ دیا کرتے تھے، جیسا کہ شاعر نے کہا:

بلاد بها نيطت على تمائمي — واول ارض مس جلدی ترابها

وہ شہر جس میں مجھ پہ تعویذ لٹکائی گئی — اور وہ پہلی سرزمین جس کی مٹی کو میرے جسم نے چھوا

دھیرے دھیرے یہی شرکیہ تصور سادہ اور عقل و فہم کے کمزور عوام تک سرایت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کر گیا، اسلام نے اس کو باطل قرار دیا شرکیہ اعمال میں اسکا شمار کیا، اس لئے کہ اس تعویذ کا اس کی مختلف شکلوں میں لٹکانا دراصل دل کو اللہ سے پھیر کر اس لٹکے ہوئے تعویذ پر جما دینا ہے اس طرح کہ اسی تعویذ پر بچہ جوان اور بڑا، بڑھاپے کی منزل طے کرتا ہے اور وہ مرتا بھی اس حالت میں ہے کہ تعویذ اس کے جسم سے لگا رہتا ہے۔ اس وقت یہ اس کے لئے کتنا خطرناک اور ضرر رساں ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ مسند احمد میں عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں پیتل کا ایک کڑا دیکھا پوچھا "یہ کیا ہے؟" کہا "واھنہ" (درد دور کرنے کیلئے) ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ "نکال کر پھینک دو یہ تمہارے وہن یعنی کمزوری کو اور بڑھائے گا اور اگر تم اس کو پہنے ہوئے مر گئے تو کبھی نجات نہ پاؤ گے"۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پیتل کے کڑے پہننے سے اس لئے منع فرمایا کہ اس کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ کڑا اور درد سے اس کو بچائے گا، حالانکہ یہ کڑا دوا نہیں بلکہ خود بیماری ہے۔

اور مسند احمد میں عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "جس نے تعویذ لٹکایا اللہ اس کو پورا نہ کرے"، اور دوسری روایت یوں ہی "جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا"۔ جو شخص مرض و تکلیف سے محفوظ رہنے اور جنوں اور انسانوں کی نظرِ بد سے بچنے کیلئے تعویذ و گنڈے کا استعمال کرتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بددعا کی ہے کہ اللہ اس کا کام پورا نہ کرے اور اسے صحت و عافیت نصیب نہ ہو، اور اس سے بڑی وعید اس حدیث میں ہے "من تعلق تمیمۃ فقد اشرک" "جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا"۔ نیز فرمایا "من تعلق ودعۃ فلا ودع اللہ لہ"۔ "جس نے کوڑی یا گھونگھا لٹکایا اللہ اس کو سکون نہ دے"۔

اور عبداللہ بن حکیم سے روایت ہے، آپؐ نے فرمایا:۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِلَ إِلَيْهِ۔ جو شخص کوئی چیز لٹکائے گا اُس کو اس چیز کے حوالہ کر دیا جائیگا۔

ان احادیث مذکورہ میں تمام لٹکائی جانے والی چیزوں سے مخالفت ثابت ہوتی ہے، خواہ وہ قرآنی تعویذ ہو یا غیر قرآنی۔ لہٰذا صرف غیر قرآنی تعویذوں کی ممانعت نہیں سمجھنی چاہیئے اس لئے کہ حکم عام ہے تخصیص کی کوئی وجہ یہاں نہیں۔ اگر قرآن کی تعویذ لٹکانی جائز ہوتی، تو اس کے جواز کی دلیل موجود ہوتی جیسا کہ غیر شرکیہ جھاڑ پھونک کے جواز کی دلیل موجود ہے ابراہیم نخعی کہتے تھے "لوگ ہر قسم کی تعویذ کو مکروہ سمجھتے تھے قرآن کی ہو یا غیر قرآن کی اور 'کراہت' سے مراد یہاں 'حرمت' ہے جیسا کہ سلف سابقین کا معمول ہے، نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں اور بچوں کے جسم سے تعویذ کا ٹکڑا پھینک دینے کا حکم فرمایا کیوں کہ تعویذ سے کچھ فائدہ نہیں نقصان ہے یہ دل میں ایمان کو کمزور کر دیتی ہے۔

سعید بن جبیر کا بیان ہے:۔

مَنْ قَطَعَ تَمِيمَةً مِنْ إِنْسَانٍ كَانَ كَعِدْلِ رَقَبَةٍ بِكَوْنِهِ أَنْقَذَهُ مِنْ عُبُودِيَّةِ الشَّيْطَانِ۔ جس نے کسی کے جسم کی تعویذ کاٹ دی اس نے گویا ایک گردن آزاد کر دی کیوں کہ اس نے اس آدمی کو شیطان کی غلامی سے بچا لیا۔

الغرض، جو شخص کوئی چیز لٹکائے گا اللہ اس کو اُسی چیز کے سپرد کر دے گا، جس سے وہ تکلیف اور بے چینی اور مختلف قسم کے نقصانات اور امراض مثلاً مرگی وغیرہ میں مبتلا ہو جائے گا اور جو شخص اپنے رب پر توکل کرے گا اور اس کی طرف رجوع ہو گا اور اپنے کاموں کو اس کے حوالے کر دے گا تو اللہ اُس کے لئے ہر شر سے کافی ہو جائیگا۔

اور جو اللہ پر توکل کرے گا، اللہ اُس کے لئے کافی ہے۔

عام طور پر تعویذ لٹکانے کو جو لوگ اچھا سمجھتے ہیں اور اس دھندے میں لگے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہوئے ہیں وہ وہی لوگ ہیں جو عوام اور ضعیف العقل عورتوں کو دھوکہ دیکر اُس کے ذریعہ اپنی کمائی حاصل کرتے ہیں، شاعر نے کہا:

| | |
|---|---|
| اَرَادَ اِحْرَازَ مَالٍ كَيْفَ اَمْكَنَهُ | فَظَلَّ يَكْتُبُ لِلنِّسْوَانِ اَحْرَازَ۔ |
| ہر ممکن طریقہ سے مال سمیٹنے کا اُس نے ارادہ کیا | تو عورتوں کیلئے تعویز لکھنا شروع کر دیا |

لیکن آیات قرآنی اور ادعیۂ نبویہ کے ذریعہ جھاڑ پھونک کرنا مشروع ہے۔ کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی جھاڑ پھونک کیا اور آپ پر بھی دم کیا گیا اور آپ کا ارشاد بھی ہے "اگر جھاڑ پھونک میں شرک نہ ہو تو کچھ حرج نہیں اور معوذتین کی سورہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس تو جھاڑ پھونک کیلئے ہی نازل ہوئیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پڑھ کر اپنی ہتھیلیوں پر پھونکتے تھے اور بدن پر جہاں تک ہاتھ پہونچ سکتا تھا پھیرتے تھے، جب آپ بیمار ہوئے تو حضرت عائشہ رضؓ اسی طرح آپ پر دم کرتی تھیں۔ آپ کو تکلیف پہونچی تو حضرت جبرئیل نے ان لفظوں کے ساتھ آپ پر دم کیا:

| | |
|---|---|
| بِسْمِ اللهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَرٍّ | اللہ کے نام سے دم کرتا ہوں ہر اُس چیز کی بُرائی، |
| يُؤْذِيْكَ مِنْ كُلِّ عَيْنٍ حَاسِدٍ وَمِنْ | سے جو تم کو ایذا پہونچاتی ہے۔ ہر حاسد کی آنکھ اور |
| كُلِّ شَيْطَانٍ مَارِدٍ۔ (مسلم۔ترمذی) | سرکش شیطان سے۔ |

ایک صحابی نے بچھو کے ڈنک مارے ہوئے شخص پر سورہ فاتحہ کے ساتھ دم کیا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اِنَّهَا رُقْيَةٌ حَقٌّ" یہ سچا علاج ہے۔ جھاڑ پھونک کے صحیح ہونے کے لئے علماء نے چند شرطیں رکھی ہیں۔ یعنی جھاڑ پھونک قرآنی آیات یا احادیث نبویہ کے ساتھ ہو اور عربی زبان میں ہو، ساتھ ہی دم کرنے والا یہ عقیدہ بھی رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ ہی نفع وضرر کا مالک ہے، کیوں کہ یہ جھاڑ پھونک صرف دُعائیں ہیں، اور دعا بلا کے شر کو دُور کرتی ہے اور دعا کرنیوالے کے اندر ایمانی قوت پیدا ہوتی ہے وغیرہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# اسلام کی حقیقت

اسلام وہ فیاض، سہل پسند بہتر دین ہے جس میں نہ تنگی ہے نہ بندش اور نہ وہ گراں ہے اور نہ ہی وہ مسلمان کی عقل کو تمدن و ترقی سے روکتا ہے اور نہ مباح تجارت کو پھیلانے پر پابندی لگاتا ہے بلکہ اسلام تو ترقی کا زینہ اور کامیابی کا ذریعہ ہے۔ اُس کی بنیاد تو فرمانبرداری ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور اُس کے باقی ارکان زکوٰۃ اور رمضان کا روزہ اور بشرط استطاعت زندگی میں ایک بار بیت اللہ کا حج ہے۔ اللہ نے ان ارکان کو اسلام کی بنیاد قرار دی ہے بلکہ یہی اصل اسلام ہے جیسا کہ حدیث جبرئیل میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ حضرت جبرئیل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ اے محمد۔ اسلام کی بابت مجھے کچھ بتائیے، آپ نے جواب دیا کہ اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کا روزہ رکھو اور بیت اللہ تک جا سکتے ہو تو حج کرو، حضرت جبرئیل نے کہا "سچ کہا"۔ مسلم۔ اور صحیحین میں عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں، اور نماز قائم کرنا، اور زکوٰۃ دینا اور حج اور رمضان کا روزہ۔

یہ ارکان جہاں اسلام کی بنیاد ہیں وہیں مسلمانوں اور کافروں اور متقیوں اور فاجروں کے درمیان حد فاصل بھی ہیں اور ایمان کی صحت کی جانچ کے لئے یہ کسوٹی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہیں ارکان ہی کے ذریعہ سچے مسلمان اور کافر فاسق و نافرمان کے درمیان تمیز ہوتی ہے کیوں کہ اسلام کی بھی ایک روشنی ہے اور راستے کے مناروں کی طرح اسلام کے بھی روشن مینارے ہیں جس سے صاحب اسلام پہچان لیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو محض

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس کے زبانی دعویٰ اسلام پر نہیں چھوڑ دیتا بلکہ اُس کے ایمان کی صحت کی اچھی طرح جانچ ہوتی ہے۔ اس طرح تو بہت سے لوگ کہتے رہتے ہیں کہ میں مسلمان ہوں، مومن ہوں، لاالٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دیتا ہوں، ایسی باتیں تو ہم سب سُنتے رہتے ہیں حتیٰ کہ بت پرست مشرکین بھی جو اہل قبور کا وسیلہ لیتے ہیں اور اپنی حاجت برآری کے لئے اُن کے پاس عاجزی کرتے ہیں اور اُن سے شفاعت طلب کرتے ہیں۔ وہ بھی جب اُن بتوں کی فریاد سے فارغ ہوتے ہیں تو لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیتے ہیں۔ ایسے لوگ زبانی دعویٰ کے اعتبار سے تو مسلمان ہیں اور اپنے اعمال داعتقاد کے اعتبار سے مشرک ہیں۔ اور یہ حقیقت سب کو معلوم ہے کہ اسلام کے لئے کچھ مقررہ اعمال ہیں جو ایمان کی صحت کے لئے دلیل و برہان کا کام دیتے ہیں، جیسا کہ مسند احمد میں حضرت انسؓ کی حدیث میں مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "الاسلام علانیۃ والایمان فی القلب" اسلام ظاہری اعمال کا نام ہے اور ایمان دل میں ہوتا ہے۔ اسلام ظاہری باتوں کا نام کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان درحقیقت وہی ہے جو پانچوں فرض نمازیں پڑھا کرتا ہے، اور فرض زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور ماہ رمضان کا روزہ رکھتا ہے اور شریعتِ اسلامیہ پر عمل کرتا ہے۔ اس طرح عوام کے سامنے اسکا اسلام ظاہر ہوتا ہے اور لوگ اُس کے مسلمان ہونے کی شہادت دیتے ہیں اور عوام الناس ہی زمین میں اللہ کے گواہ ہیں اور یہ اعمال دراصل ایمان کی صحت کے لئے عنوان اور دلیل ہیں۔ انھیں اعمال کے ذریعہ سچا مسلمان کافروں، فاسقوں اور نافرمانوں سے الگ اور ممتاز ہو کر پہچانا جاتا ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے:-

| | |
|---|---|
| أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ | کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ محض اس لئے چھوڑ دیئے جائیں گے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے، اور اُنھیں آزمایا نہیں جائے گا۔ |

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِيْنَ۔ (العنکبوت - ۳)

حالانکہ ہم نے ان سے پہلے والوں کو بھی آزمایا ہے۔ تو اللہ ضرور جان لے گا سچوں کو، اور ضرور جان لے گا جھوٹوں کو۔

لیکن جن لوگوں نے محض زبان سے کہہ دیا" ہم ایمان لے آئے" اور اُن کے دل مومن نہیں ہوئے، اور اُن کے اعضاء وجوارح عمل کے لئے تابع نہیں ہوئے اور اسلام سے اُن کا تعلق محض نام اور نسبت کا رہ گیا نہ عمل نہ اطاعت تو اُن کا حال تو ان لوگوں جیسا ہوا جن کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے :۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ○ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ۔ (البقرہ - ۱۰)

اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں۔ ہم ایمان لائے اللہ اور آخرت کے دن پر، حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں، وہ اللہ اور ایمان والوں کے ساتھ چالبازی کرتے ہیں۔ لیکن درحقیقت وہ اپنے ہی ساتھ چالبازی کرتے ہیں۔ لیکن اُن کو اس کا احساس نہیں ان کے دلوں میں بیماری ہے اللہ نے اُن کا مرض اور بھی بڑھا دیا اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے کیونکہ وہ جھوٹ بولتے ہیں۔

آج بلاد عربیہ میں ایسے بہت سے لوگ پائے جاتے ہیں جو خود کو مسلمان کہتے ہیں، لیکن اسلام کو اُن سے دُور کا بھی واسطہ نہیں، وہ اسلام کی محبّت کا دعویٰ کرتے ہیں جب کہ وہ اس کے پکّے دشمن ہیں، مسلمانوں سے اُن کی عداوت ہے اور وہ اسلام کی بیخ کنی میں لگے ہوئے ہیں، اسلام کے ساتھ ان کا محض نام کا تعلق باقی رہ گیا ہے، درنہ حقیقت میں نہ وہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں نہ قیامت پر، اور نہ ہی نماز و زکوٰۃ وصیام میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سے کسی بھی دینی فریضہ پر عمل کرتے نہ ہی اللہ اور اس کے رسول کی حرام کی ہوئی چیزوں میں سے سود وزنا وشراب کسی کو حرام سمجھتے نہ ہی دین حق کو اپنا دین سمجھتے۔ انھوں نے شریعت کا لباس اپنے جسم سے اتار پھینکا ہے اور دین کی حرمت کو تار تار کر ڈالا ہے اور مسلمانوں کی راہ چھوڑ کر غیروں کی راہ پر چل پڑے ہیں۔

۲ آج مسلمانوں کی مختلف قسمیں ہوگئی ہیں، کچھ تو ایسے ہیں جو خود کو مسلمان کہتے ہیں۔ رمضان کا روزہ رکھتے ہیں، لیکن فرائض پنجگانہ ادا نہیں کرتے اور نہ ہی اپنے مال میں نصاب کے مطابق فرض زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، جیسا کہ آج اکثر عرب ملکوں کے مسلمانوں کا حال ہوگیا ہے۔ اور کچھ ایسے ہیں جو پنجوقتہ نمازیں ادا کرتے ہیں رمضان کا روزہ بھی رکھتے ہیں لیکن اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور یہ اکثر تجار کی عادت ہے۔ ایسے سب لوگ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے مصداق ہیں:۔

وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيدُونَ أَنْ يَّتَّخِذُوا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا أُولٰئِكَ هُمُ الْكٰفِرُونَ حَقًّا۔ (النساء۔ ۱۵۰)

اور کہتے ہیں کہ ہم اسلام کے کچھ حصّوں پر تو ایمان لائیں گے اور کچھ کا انکار کریں گے اور وہ چاہتے ہیں کہ اس کی درمیانی راہ اختیار کرلیں یہی لوگ پکے کافر ہیں۔

آدمی پکا مسلمان تو اسی وقت ہو سکتا ہے جب پورے اسلام کو نہایت عزم محکم کے ساتھ اختیار کرے۔ آخر وہ شخص کیسے مسلمان ہو سکتا ہے جو رمضان کا روزہ تو رکھے لیکن فرض نماز کو چھوڑنے پر اصرار کرے۔ جب کہ نماز اسلام کا ستون ہے فحشا اور منکر سے روکنے والی ہے اور یہ ہر انسان کی وہ آخری متاع ہے جو سب سے بعد میں ضائع ہوتی ہے اس کے بعد تو نہ اسلام باقی رہتا ہے نہ دین، لہٰذا جو مومن اس کو واجب سمجھتا ہے وہ کبھی اس کو چھوڑنا جائز نہیں سمجھے گا، جیسا کہ حدیث صحیح میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ نبی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے :۔

بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ مَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ،

آدمی اور کفر کے درمیان نماز کا چھوڑنا ہی کافی ہے جس نے نماز چھوڑ دیا اُس نے کفر کیا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ، الْعَهْدُ الَّذِيْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلٰوةُ مَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ اَشْرَكَ۔

دوسری روایت میں ہے، وہ عہد جو ہمارے اور کفار کے درمیان ہے وہ نماز ہے جس نے نماز چھوڑ دیا اُس نے شرک کیا۔

اس لئے کہ اسلام یہ ہے کہ آدمی اللہ پر ایمان لاکر اُس کے سپرد ہو جائے اور نماز و روزہ و زکوٰۃ ادا کر کے اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرے۔ کچھ لوگ نماز نہ پڑھنے کے لئے یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ اُن کے کپڑے اور جسم پاک و صاف نہیں ہیں۔ حالانکہ یہ ایسا عذر نہیں جس سے نماز کا چھوڑنا جائز ہو، اس لئے کہ نماز تو کسی حالت میں بھی ساقط نہیں ہو سکتی سوائے اس کے کہ آدمی اُس کا مکلف ہی نہ رہ سکے مثلاً پاگل ہو جائے وغیرہ۔ ایسا عذر لنگ کرنے والے اگر مخلص ہوتے اور ان کا عمل صالح اور عزم صادق ہوتا تو اپنی طہارت کا اہتمام کرتے جو نماز کی کنجی ہے اور جس سے گناہیں معاف ہوتے ہیں پھر وہ نماز ادا کرتے "لیکن اللہ نے ان کا راہ حق میں نکلنا پسند نہیں کیا اور کہدیا گیا کہ معذوروں کے ساتھ تم بھی بیٹھے رہو۔"

نماز ہی کی طرح زکوٰۃ کا مسئلہ بھی ہے، صحیحین میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں، یہانتک کہ وہ اس بات کی گواہی دینے لگیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِکَ عَصِمُوْا مِنِّیْ دِمَاءَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ اِلَّا بِحَقِّھَا۔

وسلم اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں جب وہ ایسا کریں گے تو مجھ سے اپنا خون اور مال بچا لیں گے سوائے اس کے کہ اس کا بہانا حق ہو جائے۔

اس حدیث کی تصدیق کتاب اللہ کی اس آیت سے ہوتی ہے۔

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ۔ (التوبہ۔۱۱)

اگر یہ لوگ توبہ کر لیں اور نماز پڑھنے لگیں، اور زکوٰۃ دینے لگیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہو جائیں گے۔

دوسری آیت میں یوں ہے:۔

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَخَلُّوْا سَبِیْلَھُمْ۔ (التوبہ۔۵)

اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کر لیں اور زکوٰۃ ادا کریں تو اُن کی راہ چھوڑ دو۔

اور صحابہ کرام زکوٰۃ کی ادائیگی کو اسلام کا حق سمجھتے تھے جس کے لئے جہاد کرنا واجب ہے۔ اسی لئے مانعین زکوٰۃ سے قتال کو مباح قرار دے دیا تھا اور زکوٰۃ نہ دینے کیوجہ سے لوگ ان کو مُرتد سمجھتے تھے اور اسی بنا پر حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا تھا:۔

وَاللّٰہِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ فَھِیَ مِنْ حُقُوْقِ شَھَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

بخدا میں اُن لوگوں سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کریں گے کیوں کہ زکوٰۃ لا الٰہ الا اللہ و محمد رسول اللہ کے حقوق میں سے ہے

اس کی وجہ یہ ہے کہ شرائع اسلام مثلاً نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حرام سے بچنا یہ سب اللہ علیم و حکیم کے نازل کردہ ہیں، اُس نے ان کو مشروع اور واجب کیا ہے۔ وہ جانتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے کہ ان میں سے اس کے بندوں کے معاد اور معاش کی کتنی مصلحتیں پوشیدہ ہیں۔ یہ بندگان خدا کی دنیوی اور اخروی سعادت کے اسباب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے روزہ، نماز اور زکوٰۃ وغیرہ میں سے جس چیز کو بھی واجب کیا ہے اس کی مصلحت راجح اور منفعت واضح ہے۔ اسی طرح جتنی چیزیں حرام کیں مثلاً سود، زنا، شراب خوری، جو اسب کی خرابیاں راجح اور نقصانات واضح ہیں۔

لہٰذا شرائع دینیہ پر عمل کی عادت اخلاق کو سنوارتی اور نسل کو پاک کرتی ہے اور کفر و اختلاف و نفاق و بدخلقی کو دور کرتی ہے اور عمل کرنے والے کو فرائض و فضائل سے مزین کرتی ہے اور منکرات و رذائل اخلاق سے دور رکھتی ہے۔ خصوصاً نماز، کہ وہ اللہ کریم واکبر کی یاد دلاتی ہے اور فحشاء و منکر سے باز رکھتی ہے اور دل میں اللہ کی محبت اور جود و کرم کا بیج ڈالتی ہے اور کم ہمتی اور گھبراہٹ سے نفرت دلاتی ہے، جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:۔

إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا إِلَّا الْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ۔ (المعارج ۲۳)

انسان کم ہمت پیدا ہوا ہے جب اسکو تکلیف پہونچی ہے تو واویلا کرتا ہے اور جب فارغ البالی پہونچتی ہے تو بخیل ہو جاتا ہے، سوائے اُن نمازیوں کے جو اپنی نماز پر قائم رہتے ہیں۔

سچ کہا گیا ہے "ہر متدین متمدن ہے"۔ اور نفس اپنی ضلالت سے باز نہیں رہ سکتا جب تک کہ اسے باز رکھنے والا کوئی نہ ہو،

رہی بے دینی تو یہ سارے فساد کی جڑ، شہروں کی ویرانی، بندگان خدا کے اخلاق کی بربادی کا سبب ہے۔ خصوصاً عورتوں اور بچوں کے حق میں یہی بے دینی ہے جس سے مہلک حادثات اور بدترین فواحشات رونما ہوتے ہیں، جیسے قتل، شراب خوری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عزت و آبرو کی بربادی، ڈاکہ زنی، عورتوں اور بچوں کا اغوا یہ ان بے دینوں کے کارنامے ہیں جن کے مزاج بگڑ چکے ہیں اور طور طریقے خراب ہو چکے ہیں انہیں نہ اللہ کے یہاں ثواب کی امید نہ عذاب کا خوف ہے، اللہ تعالیٰ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرماتا ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَ يُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ، وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ۔

(البقرة ۲۰۴-۲۰۶)

کچھ لوگ ایسے ہیں جن کی دنیادی باتیں آپ کو اچھی لگتی ہیں اور وہ ما فی الضمیر پر اللہ کو گواہ بناتا ہے اور جب پیٹھ پھیرتا ہے تو اس دوڑ دھوپ میں پھرتا رہتا ہے کہ شہر میں فساد کرے اور کسی کے کھیت اور مویشی کو تلف کرے اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا اور جب اس سے کوئی کہتا ہے کہ خدا کا خوف کر تو غرور اس کو گناہ پر آمادہ کر دیتا ہے تو ایسے شخص کی کافی سزا جہنم ہے، اور وہ بُری جگہ ہے۔

## اللہ کے رب ہونے پر ایمان لانا

"اس شخص نے ایمان کا مزہ چکھ لیا جو راضی ہوا اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی رسول ہونے پر۔"

(مسلم، حدیث عباس بن عبدالمطلب)

اللہ کے رب ہونے پر راضی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اللہ رب العزت کے وجود پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کرے کہ اللہ اکیلا ہے، فرد ہے، بے نیاز ہے، سارے جہان کا رب ہے، آسمانوں اور زمین کا مالک ہے اس نے اپنی قدرت سے ساری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مخلوق کو عدم سے وجود بخشا، اپنی نعمت سے ان کی پرورش کی اور کھانے پینے کی چیزیں اور حیوانات، میوے اور پھل، مال و دولت غرض جن چیزوں کو اُن کی ضرورت تھی سب پیدا کیا تاکہ اپنی زندگی میں وہ ان سے لطف اندوز ہوں اور بندگیِ رب کیلئے ان سے مستفید ہوں اور اخروی زندگی میں اس سے بہرہ ور ہوں،

كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۔ (السباء-۱۰)
اپنے رب کا رزق کھاؤ اور اُس کی بندگی کرو، اور اس کا شکر بجالاؤ۔

لیکن جس کا یہ خیال ہو کہ آسمان و زمین اور اُس کے اندر کی سب چیزیں خود بخود یا نیچر کے ذریعہ پیدا ہو گئی ہیں تو ایسا شخص کافر ہے، ایسے لوگوں کو دہریہ اور نیچری کہا جاتا ہے کیوں کہ ان کا دعویٰ ہے کہ (معاذ اللہ) اللہ کے بجائے ہر چیز کو نیچر ہی پیدا کرتا ہے۔ لیکن جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ بتاؤ نیچر کیا چیز ہے تو وہ لاجواب ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں نیچر کا وجود نہیں وہ معدوم شئی ہے اور یہ تو ہر شخص جانتا ہے جس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں کہ "عدم" کسی وجود کو پیدا نہیں کر سکتا۔ اللہ کا ارشاد ہے:۔

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ، اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ۔ (الطور ۳۵-۳۶)
کیا یہ لوگ کسی خالق کے بغیر خود بخود پیدا ہو گئے یا خود اپنے خالق ہیں، یا انھوں نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے، بلکہ یہ لوگ یقین نہیں کرتے۔

فَوَا عَجَبًا كَيْفَ يُعْصَى الْاِلٰهُ ۔ اَمْ كَيْفَ يَجْحَدُهُ الْجَاحِدُ
تعجب ہے وہ اللہ کی کس طرح نافرمانی کرتا ہے ۔ یا منکر کس طرح اسکا انکار کرتا ہے
وَفِيْ كُلِّ شَيْءٍ لَهٗ اٰيَةٌ ۔ تَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ وَاحِدٌ
اور ہر چیز میں اس کی ایک نشانی ہے ۔ جو بتاتی ہے کہ بیشک اللہ ایک ہے

اللہ کے رب ہونے پر ایمان لانے کے لئے ضروری ہے کہ اللہ نے جو کچھ اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کتاب میں اپنی ذات کی بابت بیان فرمایا ہے اور اُس کے رسول نے اُس کی توضیح و توصیف کی ہے، سب کی تصدیق کی جائے اور دل سے اس کو تسلیم کیا جائے جیسے کلام، استواء، نزول، وجہ، سمع، بصر وغیرہ کا اثبات، اس اُمت کے اہل سنت قرآن وحدیث میں آیات صفات کی بابت جو کچھ بیان کیا گیا ہے سب پر ایمان رکھتے ہیں، اور سب اس کے قائل ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے صفات کی بابت جو کچھ ہم تک آیا ہے ان پر ایمان لانا، ان کو تسلیم کرنا حق ہے سب کا کہنا ہے کہ اللہ کی ذات پر اور اس کی طرف سے جو کچھ وارد ہوا ہے ہم اللہ کی مراد کے مطابق ان پر ایمان لاتے ہیں اور ہم رسول اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور اُن کی طرف سے جو کچھ پیش کیا گیا ہے سب پر اُن کی مُراد کے مطابق ایمان لاتے ہیں۔

اللہ نے اپنی کتاب میں اپنی بابت جو کچھ بیان کیا ہے اس کی تفسیر یہی ہے کہ اس کی تلاوت کیجائے اور اس کی بابت کسی قسم کی رائے زنی سے سکوت کیا جائے کسی کو حق نہیں کہ ان آیات کی تفسیر کرے، اہلسنت کا کہنا ہے کہ "آیات صفات جس طرح نازل ہوئی ہیں اسی شکل میں ان کو کسی کیف، تشبیہ اور تاویل کے بغیر گذار دینا چاہیئے اللہ کے مثل کوئی چیز نہیں وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ کیوں کہ صفات الٰہی میں کلام کرنا ذات الٰہی میں کلام کرنے کی ایک شاخ ہے، جس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات مخلوقات کی ذات کے مشابہ نہیں، اسی طرح اُس کی صفات بھی مخلوقات کی صفات کے مشابہ نہیں، کوئی چیز اُس کے مثل نہیں وہ سُننے والا دیکھنے والا ہے۔

اہل سنت اسی کے قائل ہیں جیسے کہ امام مالک رحمہ اللہ سے جب "استواء" کی بابت پوچھا گیا تو اُنھوں نے فرمایا، استواء معلوم ہے اور کیفیت مجہول ہے اور اس پر ایمان واجب ہے اور اس کے متعلق سوال کرنا بدعت ہے،" اور یہی جواب نزول،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وجہ، سمع، بصر وغیرہ کے سوال میں بھی دیتے ہیں مثلاً کہتے ہیں، وجہ (اللہ کا چہرہ) معلوم ہے کیفیت مجہول ہے اور اس پر ایمان واجب ہے، اسی طرح باقی سب صفات کے بارے میں بھی۔ جنہوں نے ان صفات کا انکار کیا اور کلام اللہ کی تکذیب کی وہ قرآن کو مخلوق کہنے پر مجبور ہوئے، وہ تشبیہ سے بھاگے اور تعطیل میں مبتلا ہوئے، اور کلام تو ایک صفت کمال ہے اور اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ہر کمال کے ساتھ موصوف ہے، اور صفات میں کلام دراصل ذات میں کلام کی فرع ہے تو جس طرح اللہ کی ذات ایسی ہے، جو مخلوقات کی ذات کے مشابہ نہیں، اُسی طرح اس کی صفات بھی مخلوقات کی صفات کے مشابہ نہیں "لیس کمثلہ شیئ وھو السمیع البصیر" "اُس کے مثل کوئی چیز نہیں وہ سُننے والا دیکھنے والا ہے"۔

جو شخص ان صفات کے ظاہر پر ایمان لائے اور اُس کے علم اور تفسیر کو اللہ کی طرف سونپ دے وہ اچھا کرے گا۔ کیوں کہ جتنا اُس نے سُنا اتنے پر وہ رُک گیا۔ اور تعطیل و تحریف اور انحراف سے بچ گیا۔ اسی طرح علم کے بغیر خواہ مخواہ کلام کرنے اور تاویل کے ذریعہ اللہ کو اس کی صفات سے معطل کرنے اور اس کے کلام کو جھٹلانے سے بھی محفوظ رہا۔ "بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ" (یونس۔ ۳۹) "اُنھوں نے اس کو بھی جھٹلا دیا جو اُن کے علم کی گرفت میں نہیں اور اس کا انجام بھی اُن کے سامنے نہیں آیا"، اور کیا خوب کہا گیا:

عَقِيدَتُنَا أَنْ لَيْسَ مِثْلَ صِفَاتِهِ ۔۔۔ وَلَا ذَاتِهِ شَيْءٌ عَقِيدَةُ صَائِبِ

ہمارا یہ عقیدہ صحیح عقیدہ ہے کہ ۔۔۔ اللہ کی ذات و صفات کے مثل کوئی چیز نہیں

نُسَلِّمُ آيَاتِ الصِّفَاتِ بِأَسْرِهَا ۔۔۔ وَأَخْبَارَهَا لِلظَّاهِرِ الْمُتَقَارِبِ

ہم آیات صفات کو تمام تسلیم کرتے ہیں ۔۔۔ اور اسکی خبر کو قریبی ظواہر پر محمول کرتے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ونركب للتسليم سفنا فانها لتسليم دين المرء خير المراكب۔

اور ہم محفوظ رہنے کے لئے کشتیوں پر سوار ہوتے ہیں کیونکہ آدمی کے دین کی حفاظت کیلئے یہ بہترین سواریاں ہیں

## قرآن پر ایمان لانا، ایمان باللہ کا جزء ہے

بیشک قرآن اللہ کا کلام ہے، مخلوق نہیں ہے، ارشاد ہے

نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ (الشعراء۔۱۹۳-۱۹۵)

اس کو امانت دار فرشتہ لے کر آیا، آپ کے قلب پر تاکہ آپ بھی ڈرانے والوں میں ہو جائیں، صاف عربی زبان میں۔

قُلْ نَزَّلَهُ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ۔ (النحل۔۱۰۲)

فرما دیجئے کہ اس کتاب کو روح القدس نے آپ کے رب کی طرف سے ٹھیک اُتارا ہے۔

تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ٥ (سورۂ حٰم۔۴)

یہ کلام رحمان و رحیم کی طرف سے اُتارا گیا ہے یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں صاف صاف بیان کی گئی ہیں یہ عربی ہے ایسے لوگوں کے لئے جو دانشمند ہیں بشارت دینے والا اور ڈرانے والا ہی اکثر لوگوں نے روگردانی کی پھر وہ سنتے ہی نہیں ہیں۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ط مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ

اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف وحی کیا رُوح کو اپنے حکم سے اور آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب اور ایمان کیا ہے لیکن ہم نے اس کو نور بنا دیا جس کے ذریعہ ہم اپنے بندوں میں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَاِنَّكَ لَتَهْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ (الشوریٰ - ۵۲)

جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں اور بیشک آپ راہ دکھلاتے ہیں صراط مستقیم کی طرف۔

معلوم ہوا کہ قرآن اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کا کلام ہے جس پر ایمان لانا ضروری ہے۔

اللہ کا ارشاد ہے:۔

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِیْمًا۔ (النسأ - ۱۶۴)

اور اللہ نے موسیٰ سے خاص طور پر کلام کیا

نیز فرمایا۔

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَسْمَعُوْنَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ۔ (البقرۃ - ۷۵)

کیا تم اُمید رکھتے ہو کہ یہ یہود تمہارے کہنے سے ایمان لائیں گے حالانکہ ان میں سے کچھ لیسے گزرے ہیں جو اللہ کا کلام سُنتے تھے پھر سمجھ کر اس کو بدل ڈالتے تھے اور خوب جانتے بھی تھے۔

قرآن اس لئے بھی کلام اللہ ہے کہ وہ اللہ کی صفت کمال ہے اور اللہ تعالیٰ کمال کے ساتھ موصوف ہے اور نقص و عیب سے پاک ہے اس لئے اُس کا کلام بھی مخلوق نہیں ہے۔

اب جو شخص کلام اللہ کو جھٹلائے یا کہے کہ قرآن مخلوق ہے یا یہ ایک ایسی چیز ہے جو خود بخود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پر اُتر آئی ہے تو ایسا کہنے والا کتاب اللہ کی تکذیب کر رہا ہے اور اللہ نے اپنے رسولوں کو جو دین دے کر بھیجا ہے سب کو جھٹلا رہا ہے، اور یہ اس سرکش ظالم کے قول کی تائید ہے جس کی بابت قرآن نے یوں نقل کیا ہے۔

اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ سَاُصْلِیْهِ سَقَرَ۔ (المدثر - ۲۵ - ۲۶)

اور یہ قرآن آدمی کا کہا ہوا ہے میں اس کو جہنم میں داخل کر دوں گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ (الفرقان۔ ۵-۶)

اور کافر کہتے ہیں کہ یہ قرآن بے سند باتیں ہیں۔ جو اگلوں سے منقول ہوتی چلی آرہی ہیں، جن کو انھوں نے لکھوالیا ہے پھر وہی اُن پر صبح و شام پڑھی جاتی ہے کہہ دیجئے کہ اس کو اُس ذات نے اتارا ہے جو آسمان و زمین کی سب چھپی باتوں کو جانتا ہے، بیشک وہ بخشنے والا رحم والا ہے۔

## آخرت میں اللہ رب العزت کا دیدار

ہمارا ایمان ہے کہ اہل ایمان آخرت میں اللہ رب العزت کا دیدار کریں گے، اللہ کا ارشاد ہے :۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ۔ (القیمہ۔ ۲۲-۲۳)

بہت سے چہرے اُس دن بارونق ہوں گے اپنے پروردگار کی طرف دیکھتے ہوں گے۔

اور حدیث صحیح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے "آپ لوگ اپنے رب کو اسی طرح دیکھیں گے جس طرح چاندنی رات میں چاند کو دیکھتے ہیں، جس کے دیکھنے میں کوئی کشمکش محسوس نہیں کرتے، لہٰذا ہو سکے تو آفتاب نکلنے اور ڈوبنے سے قبل کی نماز سے نہ چوکو، یعنی فجر اور عصر کی نماز۔

رہی بات دنیا میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی تو اس میں اختلاف ہے اور قول راجح یہ ہے کہ دُنیا میں کوئی بھی اللہ کو نہیں دیکھ سکتا، اللہ نے اپنے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بابت فرمایا ہے کہ موسیٰ نے کہا :۔

رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ قَالَ لَنْ

میرے رب مجھے دکھا دے کہ میں تیری طرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تَرَانِيْ۔ (الاعراف - ۱۴۳) نظر کروں فرمایا تم مجھکو ہرگز نہ دیکھ سکو گے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا، کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے ؟ کہا نہیں، نور کو میں نے دیکھا ہے یعنی ایک دبیز نور اس کے درمیان حائل رہا جو دنیا میں، اللہ کو دیکھنے سے روکتا ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے، جس نے تم سے کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو اس نے بہت بڑا بہتان آپ پر باندھا۔ اور انہوں نے یہ آیت پڑھی،

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ۔ (الانعام - ۱۰۳)

اور نگاہیں اس کو پا نہیں سکتیں اور وہ نگاہوں کو پالیتا ہے اور وہ بڑا باریک بین باخبر ہے۔

## ملائکہ کرام پر ایمان

اللہ اور ملائکہ پر ایمان لانا بھی اصول ایمان میں سے ہے، اللہ کا ارشاد ہے:۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ۔ (البقرۃ - ۱۷۷)

نیکی یہ نہیں ہے کہ تم اپنے چہروں کو مشرق اور مغرب کی طرف پھیرو، بلکہ نیکوکار وہ ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر، اور کتاب الٰہی اور نبیوں پر ایمان لے آئے۔

نیز فرمایا:

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ

ایمان لایا رسول اس کتاب پر جو اس کے رب کی طرف سے اس کی طرف نازل کی گئی اور سب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ۔ (البقرۃ - ۲۸۴) ایمان والے بھی سب کے سب ایمان لائے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر۔

معلوم ہوا کہ ملائکہ پر ایمان شاخ ہے اللہ عزوجل پر ایمان لانے کی اور ان مقدس کتابوں پر ایمان لانے کی جو اللہ عزوجل نے اپنے انبیاء اور رسولوں پر نازل کی ہیں۔

اور فرشتے غیبی مخلوق ہیں، صاحب عقل ہیں، اللہ نے ان کو اپنی خدمت اور، عبادت کے لئے پیدا کیا ہے، جیسے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ ان میں عقل دشعور تو ہے لیکن شہوت نہیں وہ اللہ کے معزز بندے ہیں، اللہ جو کچھ ان کو حکم دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جس کا ان کو حکم دیا جاتا ہے اور اللہ کے حکم وارادے سے اپنی شکلیں بدلتے ہیں جیسے حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ایسے آدمی کی شکل میں آئے جس کے کپڑے خوب سفید اور بال انتہائی کالے تھے اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اصول دین پوچھے اور صحابہ کرام اس کی گفتگو سنتے رہے جب وہ واپس گیا تو آپؐ نے فرمایا یہ جبرئیل تھے۔ جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے، ایک مرتبہ انھیں دحیہ بن خلیفہ الکلبی کی صورت میں بھی دیکھا گیا، اور ایک مرتبہ آپؐ نے ان کو ان کی اس ہیبت ناک شکل میں دیکھا جس میں ان کو پیدا کیا گیا ہے، ارشاد الٰہی ہے: "ولقد رأٰہ مرۃ اخری عند سدرۃ المنتھی"۔ (النجم - ۱۳ - ۱۴) اور آپ نے ان کو ایک مرتبہ اور دیکھا ہے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس، فرشتوں پر ایمان لانا ان کے دیکھنے پر موقوف نہیں ہے کیوں کہ وہ غیبی دنیا کے لوگ ہیں اور اللہ نے ان متقی بندوں کی تعریف کی ہے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں لہٰذا وجود باری تعالیٰ پر ایمان لانا ایمان بالغیب ہے اسی طرح فرشتوں پر بھی ایمان لانا ایمان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بالغیب ہے اور مرنے کے بعد حساب وکتاب کے لئے اٹھنا اور جنت و دوزخ پر ایمان لانا بھی ایمان بالغیب ہے۔

کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے موحد مومن بندے ہیں۔ اللہ نے جن باتوں کی خبر دی ان کو حواس سے محسوس کئے بغیر سب کی یقینی تصدیق کرتے ہیں، ایسی حقیقی تصدیق جس میں شک وشبہے کا کوئی شائبہ نہیں۔ اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو مادہ پرست ملحد ہیں صرف انہیں چیزوں پر ایمان لاتے ہیں جنھیں اپنے حواس سے محسوس کرتے ہیں اور جن چیزوں کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ پاتے ان کا انکار کر دیتے ہیں اس طرح وہ وجود باری تعالیٰ کو جھٹلاتے ہیں، ملائکہ وجنت وجہنم کو جھٹلاتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے:۔

| | |
|---|---|
| هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ | یہ لوگ اس امر کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے |
| الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ | آئیں یا اُن کے پاس آپ کا رب آئے یا آپ کے رب |
| بَعْضُ اٰيَاتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَاْتِيْ | کی کوئی بڑی نشانی آئے۔ جس دن آپ کے رب |
| بَعْضُ اٰيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا | کی بڑی نشانی آئیگی کسی ایسے شخص کا ایمان اُسکے |
| اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ | کام نہ آئے گا، جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا |
| قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا | یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا، آپ |
| قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ۔ | فرما دیجئے کہ تم منتظر رہو، ہم بھی منتظر ہیں۔ |

(الانعام ۔ ۱۵۸)

کوئی شخص اگر کسی چیز کو جانتا نہیں اور اُس نے اس کا مشاہدہ نہیں کیا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس چیز کا وجود ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے جھٹلانے والوں کے بارے میں فرمایا ہے:۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ○ وَمِنْهُم مَّن يُؤْمِنُ بِهِ وَمِنْهُم مَّن لَّا يُؤْمِنُ بِهِ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِينَ ○ وَإِن كَذَّبُوكَ فَقُل لِّي عَمَلِي وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ أَنتُم بَرِيئُونَ مِمَّا أَعْمَلُ وَأَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ○

(یونس - ۳۹ - ۴۱)

بلکہ ایسی چیز کو جھٹلایا جس کا اُن کو علم نہ تھا اور نہ ان کو اس تکذیب کا انجام معلوم ہوا جو کافران سے پہلے ہوئے ہیں انھوں نے بھی ایسے ہی جھٹلایا تھا۔ پس دیکھ لو ان ظالموں کا انجام کیا بُرا ہوا۔ ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو قرآن پر ایمان لے آئیں گے اور کچھ اس پر ایمان نہیں لائیں گے اور تمہارا رب مفسدوں کو خوب جانتا ہے اگر اس کے بعد آپ کو جھٹلاتے ہیں تو کہہ دو میرے لئے میرا عمل تمہارے لئے تمہارا عمل۔ تم بری ہو میرے عمل سے اور میں بَری ہوں تمہارے عمل سے

اس آیت میں لفظ تأویل سے مراد قیامت کا دن ہے جس دن نظروں سے غائب چیزیں ظاہر ہو جائیں گی اور اللہ رب العزت اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے تجلّی فرمائے گا اور فرشتے باہر نکل آئیں گے اور جب اہل جنت، جنت میں اور اہل جہنم جہنم میں داخل ہوں گے۔ ذیل کی آیت میں بھی تاویل کا یہی معنی لیا گیا ہے۔

هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا تَأْوِيلَهُ يَوْمَ يَأْتِي تَأْوِيلُهُ يَقُولُ الَّذِينَ نَسُوهُ مِن قَبْلُ قَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ فَهَل لَّنَا مِن شُفَعَاءَ فَيَشْفَعُوا لَنَا أَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ قَدْ خَسِرُوا

یہ نہیں انتظار رکھتے مگر اس کے اخیر نتیجہ کا جس دن اس کا آخری نتیجہ پیش آئے گا اس روز جو لوگ اس کو پہلے سے بھولے ہوئے تھے یوں کہنے لگیں گے کہ بیشک ہمارے رب کے رسول سچی سچی باتیں لائے تھے، تو کیا اب ہمارا کوئی سفارشی ہے جو ہماری سفارش کر دے، یا کیا ہم پھر واپس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ۔ (الاعراف۔۵۳)

بھیجے جا سکتے ہیں تاکہ ہم جو اعمال کیا کرتے تھے ان کے برخلاف دوسرے اعمال کریں. بیشک ان لوگوں نے اپنے کو خسارہ میں ڈالدیا اُنکی افترا پردازی بیکار ہو گئی

فرشتوں کے وجود کا انکار کرنا یا یہ کہنا کہ فرشتے مخلوق نہیں بلکہ انسان کے اندر اچھے اعمال کے وجود کو کہتے ہیں جیسا کہ فلاسفہ کا خیال ہے یہ سب صریح کفر ہے جس سے اللہ کی کتاب اور رسولوں کی لائی ہوئی شریعت کا انکار ہے اور جو بھی اس کا انکار کریگا، جہنم ہی اس کا ٹھکانا ہے۔

سچا مومن وہی ہے جو اللہ اور اُس کے رسول کی پیش کردہ ہر بات پر پختہ آیسا یقینی ایمان لائے جس میں تشک اور تردد کا شائبہ تک نہ ہو، خواہ اُسے اس چیز کا اپنے مشاہدہ اور شعور سے ادراک ہو یا نہ ہو اس لئے کہ انبیاء کرام محیر العقول غیبی خبریں اور معجزات لے کر آئے تھے۔

## آخرت کے دن پر ایمان لانا

آخرت کے دن پر ایمان اعمال کی اصلاح و درستگی فرائض اور فضائل کی پابندی اور منکرات ورذائل سے اجتناب کی بنیاد ہے۔ یہی ایمان دل میں اللہ کی محبت اور اطاعت کے ذریعہ اس کے تقرب کی جڑیں مضبوط کرتا ہے، انسان کی زندگی کو بہتر نظام کا پابند کرتا ہے اس طرح کہ وہ اپنے گناہوں سے ڈرنے لگتا ہے اور نیکیوں کے ثواب کا امیدوار ہوتا ہے لیکن قیامت کے دن کے ثواب و عذاب، جنت و دوزخ کی تصدیق نہ کرنے سے اکثر بُرے اعمال کا ظہور ہوتا ہے اور جو شخص بھی اللہ اور اُس کے فرشتوں، اُس کی کتابوں اُس کے رسولوں اور قیامت کے دن کا انکار کرتا ہے وہ کھلی ہوئی گمراہی میں پڑ گیا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کیونکہ جو شخص ڈرے گا وہ آخر شب ہی میں چل پڑے گا اور جو اندھیرے منہ نکل جائیگا وہ منزل تک پہونچ جائے گا۔ اور جو اللہ سے ڈرے گا اس کے غضب کے قریب بھی نہ جائے گا، اور جو اللہ سے ڈریگا وہ مَن مانی کام نہیں کرے گا۔ اور اگر قیامت کا وجود برحق نہ ہوتا تو آج دنیا کا یہ حال نہ ہوتا۔ کیوں کہ مومن جانتا ہے کہ دُنیا ابتلاء اور امتحان اور فنا اور زوال کا مقام ہے، ارشاد ہے :۔

| | |
|---|---|
| اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً | ہم نے زمین پر کی چیزوں کو اس لئے بارونق بنایا |
| لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا | تاکہ ہم لوگوں کی آزمائش کریں کہ ان میں زیادہ اچھا |
| وَاِنَّا لَجَاعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا | عمل کون کرتا ہے۔ اور ہم زمین پر کی تمام چیزوں |
| جُرُزًا۔ (الکہف ۔ ۷ ۔ ۸) | کو ایک صاف میدان (یعنی فنا) کر دیں گے۔ |

اور اللہ نے دُنیا کو دار متاع کہا ہے، فرمایا:

| | |
|---|---|
| قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ۔ (النساء ۔ ۷۷) | کہہ دو دنیا کا سامان تھوڑا ہے |
| وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ | اور دُنیا دھوکے کا سامان ہے۔ |
| الْغُرُوْرِ۔ (آل عمران ۔ ۱۸۵) | |

اور متاع اس چیز کو کہتے ہیں جس سے آدمی عارضی طور پر تھوڑے دن کے لئے فائدہ اٹھاتا ہے پھر وہ فائدہ ختم ہو جاتا ہے جیسے مسافر کا سامان، فرمایا:

| | |
|---|---|
| اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ | کیا تم آخرت کے ہوتے ہوئے دنیا کی زندگی |
| الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا | پر خوش ہو گئے، لیکن حیات دُنیا کا سامان |
| فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ۔ (التوبہ ۔ ۳۸) | آخرت کے مقابلے میں بہت تھوڑا ہے۔ |

رہی موت جو دنیا کی نعمتوں اور لذتوں کو دنیا والوں سے ختم کر دیتی ہے، وہ ہمیشہ کے لئے ختم نہیں کرتی بلکہ موت تو نام ہے ایک مقام سے دوسرے مقام کیطرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



منتقل ہوجانے کا (لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَاۤءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى) تاکہ بروں کو ان کے برے اعمال کی سزا دیجائے اور نیکوں کو نیکی کی جزا ملے ۔ لہذا موت سے تو وہی گھبرائے گا جس نے آخرت کے لئے کوئی اچھا کام نہیں کیا ہوگا اور جس کا یہ نظریہ ہوگا کہ (مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا) بس زندگی اسی دُنیا کی زندگی کا نام ہے جس میں ہم جیتے اور مرتے ہیں، اور یہ وہی شخص کرسکتا ہے جس نے اپنی زندگی میں افراط سے کام لیا، دُنیا کو خوب سنوارا اور آخرت کو ویران کرڈالا (خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ) ایسا شخص دنیا اور آخرت دونوں ہی جگہ خسارہ میں رہا اور یہ بہت بڑا خسارہ ہے ۔ ایسا شخص موت کے وقت بہت نادم وپشیمان ہوتا ہے، اور افسوس کے ساتھ کہتا رہتا ہے :

يَا لَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗۤ اَحَدٌ ۝ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗۤ اَحَدٌ۔ (الفجر-۲۴-۲۶)

کاش میں آخرت کی زندگی کے لئے کوئی عمل نیک آگے بھیجے ہوتا تو اس روز نہ تو اس کے عذاب کے برابر کوئی عذاب دینے والا نکلے گا اور نہ اُس کے جکڑنے کے برابر کوئی جکڑنے والا نکلے گا ۔

لیکن اس ندامت سے کچھ حاصل نہ ہوسکے گا اُس دن تو آدمی اپنی اطاعت اور احسان کی جزا پائے گا یا گناہ وعصیان کی سزا پائے گا کہنے والے تو صرف اتنا کہیں گے کہ آج فلاں شخص مرگیا، اور زندگی موت سے کتنی قریب ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے پردۂ غیب سے ظاہر ہوکے رہے گا اور مومن کا عقیدہ ہے کہ اس کی دنیاوی زندگی سے زیادہ مضبوط اور ترقی پذیر زندگی اس کیلئے آخرت میں ہے اور موت چاہے لوگوں کو ناپسند ہو لیکن وہ مومن کے لئے اس محرومی اور فنا کے مقام سے سعادت اور بقا کے ابدی مقام کی طرف منتقل ہونے کا سبب ہے، اسی لئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نے فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ۔ (الحدیث) | جو اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ |

تو صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ، ہم میں سے ہر شخص موت کو ناگوار سمجھتا ہے، تو آپؐ نے فرمایا بات یہ نہیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ انسان جب دنیا سے رشتہ ختم کر کے آخرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اگر وہ اہل خیر میں سے ہے تو اس کو خیر کی بشارت دی جاتی ہے اسوقت وہ اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور اللہ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے، اور اگر وہ اہل شر میں سے ہوتا ہے تو اس کو برائی کی اطلاع دیجاتی ہے اسوقت وہ اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے تو اللہ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔

جو روز آخرت کے جھٹلانے کا عقیدہ رکھتا ہے اور حشر کے برپا ہونے اور نیکیوں اور گناہوں کی جزا و سزا کا انکار کرتا ہے وہ اپنی عقل و عمل سے دنیا ہی کے کام کا اہتمام کرتا ہے اور اپنے پیٹ و شرمگاہ کی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور اللہ کے فرائض کو ترک کرتا ہے اور آخرت کے کاموں کو بھول جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو ہوشیار کیا ہے کہ وہ اس دنیادار کی طرح نہ ہو جائیں، فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ (الحشر-۱۸-۱۹) | اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ہر شخص کو چاہیئے کہ سوچے کل کیلئے اس نے کیا کیا آگے بھیجا اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ تمہارے عمل سے باخبر ہے اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنھوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے بھی انکو بھلا دیا، یہی لوگ فاسق ہیں۔ |

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یعنی نماز۔ زکوٰۃ اور دوسرے واجبات کی شکل میں اللہ کے جو حقوق ان پر تھے، انھوں نے ان کو بھلا دیا تو اللہ نے بھی اُن کو بھلا دیا یعنی ان کے دینی اور دنیادی مصالح کو نسیاً منسیاً کر دیا اور مومنوں کو اللہ نے تنبیہ فرمائی کہ ایسے نہ بنیں۔

جو لوگ وجود باری تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں اور مرنے کے بعد زندہ ہو کر اٹھنے اور جنت و جہنم کو جھٹلاتے ہیں وہ محققین علمائے اسلام کے نزدیک یہود و نصاریٰ سے بڑھ کر کافر ہیں اور ان کا ضرر اسلام اور مسلمانوں پر یہود و نصاریٰ سے زیادہ ہے کیونکہ مسلمان ان کی باتوں سے دھوکہ کھا جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ پر رحمت کے خیال سے اسلام سے پھر جانے والے (مرتد) کو قتل کرنے کا حکم اپنے نبی کو اسی لئے دیا ہے، کہ کہیں ان کے ذریعہ امت کا عقیدہ و اخلاق خراب نہ ہو جائے کیوں کہ اخلاق و عادات کا اثر ایک دوسرے پر پڑتا ہے۔ جب یہ لوگ اپنے شہروں میں کھلم کھلا الحاد کا اظہار کریں گے تو ان کے اس الحادی پروپیگنڈہ سے زمین میں فتنہ و فساد برپا ہوگا کیوں کہ الحاد کا اعلان بگاڑ اور شہر کی تباہی اور بندگان خدا کے اخلاق و عادات کی بربادی کے اصلی جراثیم ہیں خصوصاً عورتوں اور بچوں میں، کیوں کہ لوگ خیر و شر میں ایک دوسرے کی تقلید کرتے ہیں۔ لہٰذا جہاں کہیں بھی ایسے لوگ پائے جائیں جو دین کی عداوت کا اظہار کر رہے ہوں اور دلوں میں اس کے انکار اور کراہیت کا بیج بوتے ہوں اور لوگوں کو دین سے ردگردانی اور اس کی تکذیب کی دعوت دے رہے ہوں اور حدود و فرائض دینیہ کی، عدم پابندی کی تلقین کر رہے ہوں تو سمجھ لو کہ یہی فتنہ کی جڑ ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کے خلاف برسرپیکار ہیں، اللہ نے ان سے لڑنے مارنے کو ضروری قرار دیا ہے اور انہیں "کفر کے پیشوا" کا خطاب دیا ہے۔ فرمایا:۔

وَاِنْ نَّکَثُوْٓا اَیْمَانَھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ　　اور اگر وہ لوگ عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِي دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ○ (التوبہ - ۱۲)

توڑ ڈالیں اور تمہارے دین واسلام پر طعن کریں تو تم لوگ ان پیشوایان کفر سے لڑو تاکہ وہ اس سے باز آجائیں کیونکہ انکا کوئی عہد و پیمان باقی نہیں۔

اللہ نے ایسے لوگوں کو "ائمہ کفر" کا خطاب دیا کیوں کہ لوگ ان کے کفر و ضلال کی اقتدا کرتے ہیں اور سلف صالح کی عادت تھی کہ لوگ اپنی وصیت کے شروع میں اپنا عقیدہ بھی لکھ دیا کرتے تھے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ان کا انتقال اہل سنت کے عقیدہ پر ہوا ہے۔ چنانچہ اپنی وصیت میں وہ اس طرح لکھتے تھے:۔

"یہ وہ وصیت ہے جسے فلاں ابن فلاں نے کیا ہے اور وہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور عیسیٰ اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جسے مریم کی طرف اللہ نے القا کیا اور اس کی روح ہیں اور جنت حق ہے اور جہنم حق ہے اور قیامت آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں اور اللہ قبر والوں کو دوبارہ زندہ کریگا، میں اس کی گواہی دیتا ہوں اسی پر جیتا ہوں اور اسی پر مروں گا۔ اور اسی عقیدہ پر انشاء اللہ اٹھوں گا۔ واللہ اعلم وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔

۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# تثقیف الأذہان

# بعقیدۃ الاسلام والایمان

## عقیدۂ ایمان

سے

## ذہنوں کی تربیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر ہے اس اللہ کا جس نے اپنے بندہ کو جب اپنی راہ دکھانی چاہی تو اسے اسلام کی توفیق دی۔ چنانچہ بندہ کے اعضاء و جوارح اسلام پر عمل کیلئے فرمانبردار ہو گئے، اس طرح کہ بندہ نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور رمضان کا روزہ رکھا اور بیت اللہ الحرام کا حج کیا۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس بندہ کی طرح سچی گواہی جس نے کہا میرا رب اللہ ہے پھر وہ اس پر جما رہا، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں ان پر بہترین درود و سلام ہو۔

معلوم ہو کہ لوگ قدیم زمانہ سے لے کر دور حاضر تک اسلام اور ایمان کے بارے میں خواہ وہ دونوں ساتھ ہوں یا الگ الگ دونوں حالتوں میں غور و فکر کے لئے مشغول رہے ہیں، چوں کہ دونوں ہی کے بارے میں نصوص و دلائل الگ الگ ہیں اس لئے انکے بارے میں لوگوں کے سوچ بچار کا انداز بھی مختلف رہا ہے۔ اسلام کی حقیقت کے بارے میں سب سے مشہور حدیث وہ ہے جسے بخاری اور مسلم نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے سچے رسول ہیں، اور نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، حج ادا کرنا اور ماہ رمضان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے روزے رکھنے۔"

دوسری وہ حدیث ہے جسے مسلم نے حضرت عمرؓ سے روایت کیا ہے جسمیں حضرت جبرئیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا ہے کہ "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ مجھے اسلام کے متعلق بتلایئے"۔ آپ نے جواب میں فرمایا" اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رمضان کا روزہ رکھو، اور بیت اللہ تک پہونچنے کی تم کو طاقت ہو تو اس کا حج کرو"۔ جبرئیل نے کہا "آپ نے سچ کہا" پھر انھوں نے پوچھا" مجھے ایمان کے متعلق بتایئے"۔ آپ نے فرمایا" ایمان یہ ہے کہ تم اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور قیامت کے دن پر اور اچھی و بُری تقدیر پر ایمان لاؤ، جبرئیل نے کہا "آپ نے سچ کہا"۔ جبرئیل نے پھر پوچھا" آپ مجھے یہ بتایئے احسان کیا ہے"؟ آپ نے فرمایا "احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی بندگی اس طرح کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو، لیکن اگر تم اس کو دیکھ نہیں رہے ہو تو یہ یقین کر کے بندگی کرو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے"۔ جبرئیل نے کہا "سچ فرمایا" اس حدیث کو بخاری نے ابوہریرہؓ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اس حدیث کے آخر میں اتنا مزید ہے کہ آپ نے فرمایا کہ "سائل جبرئیل تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے اور وفد عبدالقیس کی حدیث میں عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" میں تمہیں اللہ واحد پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہوں، تم جانتے ہو کہ اللہ پر ایمان لانے کا مطلب کیا ہے؟ (یہ ہے کہ) اس بات کی گواہی دیجائے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور رمضان کا روزہ رکھنا اور یہ کہ تم خمس ادا کرو (غنیمت کا پانچواں حصہ)۔

آپ نے یہاں ایمان کی تشریح شرائع اسلام سے کی جس کی طرف صحیحین کی یہ روایت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بھی رہنمائی کرتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ایمان ساٹھ سے اوپر چیزوں کا نام ہے"۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس کی ستر سے زائد شاخیں ہیں، سب سے بلند شاخ لاالہ الااللہ کہنا ہے اور سب سے کمتر شاخ راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا ہے۔ اور حیاء ایمان کی ایک شاخ ہے اور شاخوں سے مُراد اقوال وافعال ہیں۔ اور یہ سب شاخیں اسلام کی عملی شکلیں ہیں جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان سے تعبیر کیا ہے، اس لئے کہ اعمال دین کا جُزء ہیں بلکہ ایمان دراصل اسلام ہی کو کہتے ہیں اور اسلام کا دوسرا نام ایمان ہے۔ ابن ابی شیبہ کا قول ہے کہ اسلام کا وجود ایمان کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔ ابن ابی شیبہ سے یہ روایت شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے کتاب الایمان" ص۱۱" میں لی ہے

اور حضرت ابوذرؓ کے پاس ایک شخص نے آکر پوچھا "ایمان کیا ہے؟" تو حضرت ابوذرؓ نے اس کے سامنے یہ آیت پڑھی۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ

نیکی یہ نہیں ہے کہ تم اپنے چہروں کو مشرق اور مغرب کی طرف پھیر لو بلکہ نیکوکار وہ ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور سب نبیوں پر ایمان لائے اور اللہ کی رضا کیلئے قرابت داروں اور یتیموں اور مساکین اور مسافروں اور سوال کرنے والوں کو اور گردن آزاد کرانے میں اپنا مال دے۔ اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے۔ اور نیک وہ ہیں کہ جب وہ عہد کرتے ہیں تو اپنے عہدوں کو پورا کرتے ہیں اور تنگی اور مصیبت کے وقت میں اور حق وباطل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔ کی جنگ میں صبر کریں۔ یہ ہیں سچے لوگ (یعنی اپنے ایمان میں سچے) اور یہی ہیں متقی لوگ۔ (البقرۃ ۔ ۱۷۷)

اس آدمی نے کہا، میں نیکی کے متعلق نہیں پوچھتا۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا، ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے بھی آپ سے وہی سوال کیا جو تم نے مجھ سے کیا۔ آپ نے اس کے سامنے یہی آیت تلاوت کی تو اُس نے ماننے سے انکار کیا جیسے تم نے ماننے سے انکار کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مومن جب کوئی اچھا کام کرتا ہے تو اسے خوشی ہوتی ہے اور اس کے ثواب کا امیدوار رہتا ہے اور جب کوئی بُرا کام کرتا ہے تو اسے رنج ہوتا ہے اور اس کے انجام سے ڈرتا ہے۔ اس کو ابو مردویہ نے روایت کیا اور ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔

اور علماء کا بیان ہے کہ اسلام اور ایمان جب ایک ساتھ ذکر کئے جائیں تو ان کا معنی الگ الگ ہوتا ہے۔ اس وقت ایمان کا مطلب یہ لیا جائیگا کہ ایمان کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے فرشتوں کے وجود کا دل سے عقیدہ رکھا جائے اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے اور جنت و دوزخ کا اعتقاد۔ اور اسلام کا مطلب ہوگا، اعضاء سے عمل کرنا یعنی توحید و رسالت کی شہادت کا زبان سے ادا کرنا اور پنجگانہ نماز کی ادائیگی، زکوٰۃ دینا اور رمضان کا روزہ رکھنا اور حج کرنا۔ اور اسلام کے یہ سارے اعمال ظاہری ہیں۔ اسی طرح ایمان کے تمام اعمال باطنی ہیں۔ اور اسلام و ایمان کی یہ تعبیر انسؓ کی اس حدیث میں ایک ساتھ بیان کر دی گئی ہے جسے امام احمد نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسلام ظاہری اعمال کا نام ہے اور ایمان دل میں ہوتا ہے، لہٰذا اسلام اور ایمان کا ایک ہی شخص کے اندر جمع ہونا ضروری ہے۔ اسلام کے ظاہری عمل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ فی الحقیقت مسلمان کو ایسا ہونا چاہئے کہ اس کا اسلام لوگوں کے سامنے اس طرح عیاں ہو کہ لوگ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دیکھ کر گواہی دیں کہ یہ واجبات اسلام کو ادا کر رہا ہے اور لوگ اس سرزمین پر اللہ کے گواہ ہیں۔ جب لوگ دیکھیں گے کہ یہ شخص نمازیوں کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے اور روزہ داروں کے ساتھ روزہ رکھ رہا ہے اور فقراء و مساکین کو اپنے مال ذکوٰۃ دے رہا ہے، یعنی اُس کا اسلام عوام کے سامنے علانیہ ظاہر ہو رہا ہے تو لوگ شہادت دیتے ہیں کہ یہ مسلمان اپنے اسلام کا حق ادا کر رہا ہے یہی مطلب ہے اسلام کے ظاہری اور علانیہ ہونے کا، جس کی تشریح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بایں الفاظ فرمائی ہے۔

"اسلام کی کچھ علامات اور نشانات راہ ہیں، جیسے راستوں کے نشانات ہوا کرتے ہیں۔"

یعنی ان علامات ہی سے مسلم کو پہچانا جاتا ہے، لہٰذا ظاہری اعمال و فرائض کا ترک کر دینا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ باطن میں بھی ایمان نہیں ہے، کیونکہ دل میں جب صحیح ایمان ہوگا تو لازمی طور پر ظاہر میں بھی صالح اعمال رُونما ہوں گے، عمل کے بغیر دل میں ایمان کامل کا پایا جانا محال ہے۔ اور ایمان دراصل دین کا دوسرا نام ہے۔

اور حدیث صحیح میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا یہی مطلب ہے، آپ نے فرمایا۔

"جسم میں ایک ٹکڑا ہے جب دُرست رہتا ہے تو پورا بدن ٹھیک رہتا ہے اور جب وہ خراب ہوتا ہے تو پورا بدن خراب ہوتا ہے، یاد رکھو کہ وہ ٹکڑا دل ہے۔" (رواہ البخاری ومسلم عن النعمان بن بشیر)

آپ کے اس ارشادِ گرامی سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ دل جب عقیدۂ ایمان سے درست ہوتا ہے تو اعضاء و جوارح بھی فرائض کی ادائیگی میں مستعد و چُست ہوتے ہیں اور جب دل کی سُدھار خراب ہوتی ہے تو اعضاء کا عمل بھی خراب اور برباد ہو جاتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لوگوں نے دل کو بادشاہ سے تشبیہ دی ہے اور اعضاء کو اس کے تابعدار لشکری سے، جو دل کی سعادت سے سعید ہوتے ہیں اور اس کی شقاوت سے شقی ہوتے ہیں، جیسے روح اور جسم کا معاملہ ہے۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"ایمان آرزو اور تمنا کا نام نہیں، بلکہ ایمان وہ ہے جو دل میں پیوست ہو جائے اور عمل اس کی تصدیق کرے۔ کچھ لوگوں کو مغفرت کی تمنا اور آس نے غافل بنا دیا، یہانتک کہ جب وہ دنیا سے نکلے تو نیکی سے محروم تھے بس وہ یہی رٹ لگایا کرتے تھے کہ ہمیں اللہ کے ساتھ حسن ظن ہے لیکن درحقیقت وہ جھوٹے تھے، اگر ان کو اللہ کے ساتھ حسن ظن ہوتا تو اچھے عمل کئے ہوتے"۔

اسی بنیاد پر حسن بصری نے فرمایا ہے کہ "ایمان دکھاوے اور آرزو کرنے کا نام نہیں بلکہ ایمان یہ ہے کہ دلوں میں پیوست ہو جائے اور اعمال اس کی تصدیق کریں"۔ اسی لئے تو ابو ثور نے کہا "ایمان تصدیق اور عمل کا نام ہے"۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام کی پانچ بنیادیں ہیں جن کا ذکر عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے، اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ اور نماز قائم کرنا، اور زکوٰۃ ادا کرنا، اور رمضان کا روزہ رکھنا اور حج کرنا۔ (بخاری و مسلم)

اسلام کی بابت جب کوئی پوچھے تو اس کو بتانا چاہیئے کہ یہی اسلام کی بنیاد ہے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہی مسلمانوں اور کافروں کے درمیان حد فاصل ہے۔ اور ایمان خالص کے جانچنے کی یہی کسوٹی ہے، انہیں اعمال کے ذریعہ معلوم کیا جاتا ہے کہ آدمی سچا مسلمان ہے یا کافر و فاسق و عاصی ہے، اور ایمان کا مزہ وہی چکھے گا جو اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی رسول ہونے پر راضی ہوگا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اپنی کتاب "الایمان" میں لکھا ہے کہ " عام طور پر جو لوگ سوال کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ جو ظاہری اعمال اللہ نے اپنے بندوں پر فرض کئے ہیں جب وہ اسلام کی ان پانچ ارکان کے علاوہ بھی ہیں تو پھر اس ارشاد کا کیا مطلب کہ " اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، شہادتین، نماز و زکوٰۃ اور روزہ اور حج " اور یہ کہ آپ کا ارشاد ہے کہ " جبرئیل تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے " ! شیخ الاسلام نے اس عوامی شبہ کا یہ جواب دیا کہ یہ پانچوں ارکانِ اسلام شریعت اسلامیہ کے ظواہر ہیں اور سب سے عظیم ہیں۔ ان کی ادائیگی ہی سے آدمی اسلام کے ساتھ اپنی کامل سپردگی کا اظہار کرسکتا ہے، ان کے چھوڑ دینے کا مطلب ہے اسلام کی گرفت سے آزاد ہو جانا۔

نیز فرمایا، حقیقت یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں دین کا ذکر فرمایا ہے جس سے مراد یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کا مکمل طور پر فرمانبردار ہو اور یہ کہ سب لوگوں پر صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت فرض ہے، لہٰذا ہر وہ شخص جسے بندگی کی قدرت ہو اس کا فرض ہے کہ صرف اللہ واحد کیلئے بندگی کو خاص کر دے اور اسلام کے ارکان خمسہ اسی بندگی کے مظاہر ہیں۔ رہا ارکان خمسہ کے علاوہ امور پر عمل تو وہ اسباب مصالح کی بنیاد پر فرض ہے۔ لہٰذا سب کیلئے ان کا ادا کرنا ضروری نہیں بلکہ بعض تو فرض کفایہ ہیں جیسے جہاد، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، اسی طرح حکومت، فیصلہ، فتاویٰ و تبلیغ وغیرہ۔ یا پھر بعض امور ایسے ہیں جو عوام کے حقوق کی بنیاد پر فرض ہیں جن کا ادا کرنا صرف انھیں لوگوں کے لئے ضروری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے جن پر وہ حق عائد ہوتا ہے یا جن کے لئے عائد ہوتا ہے اگر حق ثابت نہیں تو ادائیگی بھی ضروری نہیں، اسی طرح صلہ رحمی، میاں بیوی کے حقوق، اولاد، پڑوسیوں، حصہ داروں فقیروں کے حقوق، نیز قرض کی ادائیگی، غصب کردہ چیزوں کی واپسی، منگنی کی چیزیں، اماتوں کی ادائیگی، ظالم سے انصاف حاصل کرنا، خون، مال اور آبرو کا بدلہ لینا، یہ ساری چیزیں انسانی حقوق ہیں۔ جب اہل حق اس سے برأت کرلیں تو ان کی ادائیگی غیر ضروری ہو جاتی ہے نیز ان کا ادا کرنا سب پر یکساں ضروری نہیں بلکہ صرف اہل حق پر واجب ہے، دوسروں پر نہیں، پھر بعض وقت ضروری ہے بعض وقت نہیں، یہ اللہ کی بندگی کی طرح ہر فردِ بشر پر یکساں واجب نہیں، یہی وجہ ہے کہ ان میں اکثر باتیں ایسی ہیں جو مسلمان، یہودی اور عیسائی سب کیلئے یکساں ضروری ہیں۔ بخلاف ارکان خمسہ، شہادتین، نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج (بشرط استطاعت) جو صرف ہر مسلمان کے ساتھ خاص اور ضروری ہیں۔ اور زکوٰۃ اگرچہ مالی حق ہے پھر بھی اللہ کیلئے فرض ہے جسے صرف اس کے مقرر کردہ آٹھوں مصارف ہی میں ادا کرنا مشروع ہے۔ چونکہ زکوٰۃ شعائر دین میں سے ہے اس لئے وہ کفار سے وصول بھی نہیں کی جاتی۔

لہٰذا ایمان کے بغیر جو شخص اپنے مسلم ہونے کا دعویٰ کرے، اس کا دعویٰ جھوٹا ہے ہاں منافق ہو تو اور بات ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ظاہری اعمال کی بناء پر ان سے مسلمانوں جیسا سلوک کیا تھا اور ان کے باطنی حالات کو اللہ کے سپرد کر دیا۔ اور یہ کہنا کہ ہر مومن مسلمان ہے لیکن ہر مسلمان مومن نہیں ہے بالکل غلط ہے، اس لئے کہ ایمان کے بغیر اسلام کا وجود ہی ممکن نہیں سوائے مرجئہ اور جہمیہ کے جن کا عقیدہ ہے کہ ایمان صرف تصدیق کا نام ہے اور اعمال ایمان میں داخل نہیں ہیں۔ اور اہلسنت کے نزدیک ایمان، قول وعمل اور اعتقاد کے مجموعہ کا نام ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## ایمان کیلئے انشاء اللہ کہنا اسلام کیلئے نہیں؟

سلف کے عقائد میں یہ بحث چلی آرہی ہے کہ ایمان کے اظہار کیلئے انشاء اللہ کہنا چاہئے اسلام کے لیئے نہیں، مثلاً آدمی یوں کہے کہ" انشاء اللہ میں مومن ہوں" جیسا کہ سفارینی نے اپنے "عقیدہ" میں کہا ہے ۔

وَنَحْنُ فِيْ اِيْمَانِنَا نَسْتَثْنِيْ مِنْ غَيْرِ شَكٍّ فَاسْتَمِعْ وَاسْتَبِنِيْ

ہم اپنے ایمان کی بابت بغیر شک کے استثنار کرتے ہیں لہٰذا تم سنو اور یقین کرو

لیکن ایسے استثنار کی ایمان میں کوئی بنیاد نہیں، البتہ علماء نے اسے عقیدہ میں داخل کر دیا ہے اور اسے ایک دوسرے سے نقل کرتے چلے آرہے ہیں کیونکہ جب آدمی کو دل سے یقین ہے کہ وہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے، اور اللہ اور اس کے فرشتے اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کے وجود کی تصدیق کرتا ہے اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے اور جنت وجہنم پر ایمان رکھتا ہے تو اسے اپنے ایمان بالیقین کے اعلان کرنے پر کوئی چیز مانع نہیں ہے، کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۡ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝

(البقرۃ ـــ ۱۳۶)

کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ اور اس دین پر جو اتارا گیا ہم پر اور جو ابراہیم، اسحاق، یعقوب اور اولاد یعقوب کی طرف نازل کیا گیا تھا اور جو موسیٰ عیسیٰ اور دوسرے تمام پیغمبروں کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا تھا، ہم ان کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے اور اللہ کے مسلمان بندے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ بالا میں قولوا آمنا باللہ ان شاء اللہ نہیں کہا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حارثہ سے پوچھا، صبح کیسے کی؟ انھوں نے کہا، سچے مومن کی حالت میں۔ آپ نے فرمایا، سوچ لیں کیا کہہ رہے ہیں؟ کیونکہ ہر بات کی ایک سچائی ہوتی ہے۔ حارثہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! میں نے اپنے نفس کو بُری خواہشات سے دُور کر رکھا ہے، اور اپنی رات کو تہجد و نوافل سے بیدار رکھا ہے، اور اپنے دن کو روزوں کے ذریعہ پیاسا رکھا ہے، اور میرے ایمان ویقین کا یہ عالم ہے کہ گویا میں اپنے رب کے عرش کو کھلم کھلا دیکھ رہا ہوں۔ اور گویا اہل جنت کو جنت میں عیش کرتے ہوئے اور اہل جہنم کو جہنم میں عذاب پاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے یہ سُن کر فرمایا "اللہ نے اس شخص کا دل منور کر دیا ہے" ابن رجب کا بیان ہے کہ یہ حدیث متصل اور مرسل دونوں طرح روایت کی گئی ہے اور مرسل زیادہ صحیح ہے۔

اور جب قبیلۂ بنوازد کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے ان سے پوچھا "آپ لوگ کس دین پر ہیں؟" انھوں نے جواب دیا، ہم مومن ہیں۔ آپ نے فرمایا "ہر قول کی ایک حقیقت ہوتی ہے تو تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے"؟ انھوں نے کہا، پندرہ باتیں، پھر انھوں نے اسلام کے پانچوں ارکان، ایمان کے ارکان بتلائے اور ان کے اندر جو اچھی عادتیں تھیں ان کو بتایا۔ علامہ ابن القیم نے "زاد المعاد" کتاب الوفود میں اس کا ذکر کیا ہے۔

قابل غور بات یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احادیث میں ایمان کا یقینی دعویٰ کرنے والوں پر اعتراض نہیں کیا۔ (یعنی یہ نہیں فرمایا کہ یوں کہو ان شاء اللہ میں مومن ہوں) کیونکہ ان شاء اللہ تو کسی موجود چیز میں ہوتا ہے، گذری ہوئی چیزوں پر بھی ان شاء اللہ کہنا بے محل ہے، مثلاً یوں کہنا دُرست نہیں "کہ کل ان شاء اللہ میں روزے سے تھا۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور "گذشتہ روز انشاء اللہ میں نے کوئی صدقہ نہیں دیا" کیوں کہ یہاں تو انشاء اللہ کہنے کا کوئی موقع ہی نہیں۔ انشاء اللہ تو ان باتوں میں کہا جاتا ہے جو آئندہ کی جائیں گی، جس پر اس کی مدد کیجائے گی، یا وہ یہ کام نہیں کریگا اور نہ اس پر اس کی مدد کی جائے گی، اس بارے میں اللہ کا ارشاد ہے۔

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ۝ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ (الکہف ۲۳،۲۴) اور تم کسی چیز کے بارے میں ہرگز نہ کہو کہ میں کل اسے کر دوں گا (تم کچھ نہیں کر سکتے) مگر یہ کہ اللہ چاہے۔

نیز فرمایا۔

لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِن شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ (الفتح - ۲۷) بیشک اللہ نے اپنے رسول کا خواب سچ کر دکھایا کہ تم انشاء اللہ مسجد الحرام میں بے خوف ہو کر ضرور داخل ہو گے۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بخدا میں قریش سے ضرور جہاد کروں گا، بخدا میں قریش سے ضرور جہاد کروں گا، تیسری بار یہ جملہ کہہ کر فرمایا "انشاء اللہ"۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کا بیان ہے کہ ایمان میں انشاء اللہ کہنے کے بارے میں علماء کے تین اقوال ہیں، بعض اس کو واجب کہتے ہیں، بعض نے اس سے منع کیا ہے، اور بعض نے دونوں باتوں کو جائز قرار دیا ہے، اگر اپنے ایمان کی صحت کا یقین ہو تو انشاء اللہ کہہ سکتا ہے اور چاہے تو انشاء اللہ نہ کہے اور یہی تمام اقوال میں صحیح ترین قول ہے۔

## اسلام اور ایمان کے درمیان واو عطف کی بحث

بعض علماء کو اس بات میں اشکال ہوا ہے کہ حدیث جبرئیل میں اسلام و ایمان کے درمیان واو عطف آیا ہے، اور اسی طرح اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے اس ارشاد میں بھی واو عطف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آیا ہے، فرمایا۔

| | |
|---|---|
| اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ | بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن |
| وَالْمُؤْمِنَاتِ الٰی قولہ وَالصَّآئِمِيْنَ | مرد اور مومن عورتیں، اور روزہ دار مرد اور |
| وَالصَّآئِمٰتِ۔ (الاحزاب۔۳۵) | روزہ دار عورتیں۔ |

ان علماء کا خیال ہے کہ مذکورہ حدیث و آیات میں واوعطف مغایرت کو بیان کر رہا ہے اور اس سے انھوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ جو مسلم ہیں وہ مومن نہیں ہیں، لیکن ان کا ایسا سمجھنا صحیح نہیں کیونکہ یہاں واو عطف مغایرت کیلئے نہیں عطف صفات کیلئے ہیں اور ایمان واسلام کی یہ دونوں صفتیں ایک ہی شخص کے اندر جمع ہو سکتی ہیں ان کو الگ نہیں کیا جاسکتا۔ تم دیکھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے "صائمین" کا عطف "مسلمین" پر کیا ہے، اور روزے کے بغیر اسلام کا وجود ہی کہاں؟ اور جو روزہ چھوڑنے کو مباح سمجھے گا وہ کافر ہوگا۔ اور امام بغوی نے شرح السنہ میں جو لکھا ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہری اعمال کا نام اسلام رکھا ہے اور باطنی اعتقاد کا نام ایمان تو ایسا کہنا بھی صحیح نہیں، کیونکہ اعمال کا نام ایمان نہیں اور نہ ہی اسلام کا نام تصدیق بالقلب ہے بلکہ اعمال واعتقاد تو ایمان واسلام کی مجموعے کی تفصیل ہیں۔ اور اعتقاد واعمال دونوں ایک ہی چیز کا جُزء ہیں اور وہ ہے "دین" لہٰذا آیت مذکورہ میں "المؤمنین" کا عطف "المسلمین" پر اور حدیث جبرئیل میں ایمان کا عطف اسلام پر دراصل مثال ہے، قرآن کی بہت سی آیات میں "ایمان باللہ" پر "الاعمال الصالحات" کے عطف کی جیسے کہ ارشاد ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (سورہ الاحزاب ۳۵) اور اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ (البینۃ۔۷) اور وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (البقرہ۔۲۵) اور وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(العصر) کیونکہ ایمان دل کے اعتقاد کا نام ہے اور اعمال صالحہ اعضاء کا عمل، اور ایمان و اسلام کی صحت میں دونوں کا ایک ساتھ موجود ہونا ضروری ہے۔ اور میں کہہ چکا ہوں کہ اسلام کی حیثیت انسان کے مرکزی کردار کی ہے، اور اس دین کی مرکزی حیثیت بھی اسلام ہی ہے، اور ایمان کی حیثیت دل کی ہے، دونوں ایک جسم میں ناقابل تقسیم جُزء کی طرح ہیں بیماری اور صحت میں دونوں ہی ایک دوسرے کے ساتھ بڑھتے گھٹتے ہیں بالکل ایسے جیسے رُوح کا تعلق جسم سے ہوتا ہے، جب اُن میں سے کوئی ایک بیکار ہوتا ہے تو دوسرا بھی بیکار ہو جاتا ہے، جیسے رُوح کے بغیر جسم کا وجود نہیں ویسے ہی اسلام کے بغیر ایمان کا وجود نہیں دونوں ایک دوسرے کیلئے لازم و ملزوم ہیں، ایک کا دوسرے سے جُدا ہونا ممکن نہیں اور اسلام و ایمان کی سب سے جامع تعریف ان لفظوں میں کی گئی ہے کہ اسلام و ایمان نام ہے زبان سے اقرار کا، دل سے اعتقاد کا، اور اعضاء و جوارح کے عمل کرنے کا، جیسے شاعر نے یوں نظم کیا ہے۔

اِيْمَانُنَا قَوْلٌ وَقَصْدٌ وَعَمَلٌ ۔۔۔ يَزِيْدُ بِالتَّقْوَىٰ وَيَنْقُصُ بِالزَّلَلِ

ہمارا ایمان نام ہے قول اور ارادہ اور عمل کا جو تقویٰ سے بڑھتا اور خطاؤں سے گھٹتا ہے

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے کتاب الایمان، میں لکھا ہے، ایمان مطلق دراصل دین کا نام ہے جو اوامر کے ادا کرنے اور نواہی کے چھوڑنے کو کہتے ہیں۔ کچھ علماء کو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں اشکال ہوا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

| | |
|---|---|
| قَالَتِ الْأَعْرَابُ اٰمَنَّا ۭ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا | دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے، کہو تم ایمان |
| وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ | نہیں لائے بلکہ یوں کہو کہ ہم فرمانبردار ہو گئے ایمان |
| الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوا | ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا ہے اگر |
| اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ | تم اللہ اور اس کے رسول، کی فرمانبرداری کرلو |

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شَيْـئًا۔ (الحجرات-۱۴) تو وہ تمہارے اعمال میں کمی نہیں کرے گا۔

جو علماء اس کے قائل ہیں کہ اسلام اور ایمان ایک نہیں اور مومن و مسلم میں فرق ہے وہ اس آیت سے استدلال کرتے ہیں، اور یہ آیت جزیرۃ العرب کے دیہاتیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب اصحاب رسول کے لشکریوں نے ان بدوؤں پر ہر طرف سے قابو پالیا اور ان کو خوف ہوا کہ مسلمان انہیں قتل کر کے جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے تو یہ آمنّا، آمنّا (ایمان لائے ایمان لائے) کہتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حالانکہ ابھی نہ وہ ایمان لائے تھے نہ ایمان ان کے دلوں میں جاگزیں ہوا تھا، بس وہ تلوار کے خوف سے آمنّا کہہ رہے تھے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کہو کہ تم مومن نہیں ہوتے ہو، تم کو کہنا چاہیئے کہ ہم سب مخالفت چھوڑ کر آپ کے فرمانبردار ہو گئے ہیں اور ایمان ابھی تمہارے دلوں میں اُترا نہیں ہے ہوسکتا ہے کہ تم بعد میں مسلمان ہو جاؤ۔ یہاں "لمّا" کا لفظ حال کی نفی کے لئے استعمال ہوا ہے (یعنی ابھی فی الحال تم میں ایمان نہیں ہے، ممکن ہے آئندہ تم ایمان کی نعمت پاجاؤ۔

امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں اس آیت کی ایسی تفسیر کی ہے جس سے حقیقت حال کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ امام صاحب نے اس آیت کے تحت باب باندھ کر لکھا ہے۔

> "اس بات کا بیان کہ اسلام جب حقیقت میں نہ ہو اور محض فرمانبرداری یا قتل کے خوف سے اطاعت ہو، جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا (الحجرات-۱۴) اور اگر سچ مچ ہو تو اللہ کے اس قول کے مطابق ہو گا۔ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ" (آل عمران-۱۹)

امام بخاری نے اس کے بعد حضرت سعد کی یہ حدیث ذکر کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو عطیات دیئے، حضرت سعد فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تکذیب، جنت وجہنم کے انکار پر جم کر نافرمانی کی تھی اُن کا حال اللہ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّ نِفَاقًا وَّ اَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ط (التوبۃ ـ ۹۷)

یہ بدوی عرب کفر و نفاق میں زیادہ سخت ہیں اور ان کے معاملے میں اس امر کے امکانات زیادہ ہیں کہ اس دین کے حدود سے ناواقف ہیں جو اللہ نے اپنے رسول پر نازل کیا ہے۔

وہ اپنے دلوں میں ایمان کے داخل ہونے کے لئے اس وقت تک معذور و محتاج ہیں جب تک ایمان کی حقیقت نہ جان لیں اور اس پر عمل نہ کرنے لگ جائیں ہتا کہ ایمان کی محبت اُن کے دلوں میں اچھی طرح پیوست ہو جائے، اس لئے ان کے مومن ہونے کے لئے وہ وقت نہیں جب تلوار کے خوف سے آدمی ایمان لاتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے فوراً بعد ہی اس قسم کے ڈر کر ایمان لانے والے لوگ اسلام سے پھر گئے تھے، کیونکہ وہ ایمان اُن کے دلوں میں موجود ہی نہ تھا جس سے مومن اسلام اور صالح عمل پر ثابت قدم رہتا ہے۔ اور جو شخص بھی قرآن کا بنظر غائر مطالعہ کرے گا وہ ایمان اور عمل صالح کا ایک ساتھ ذکر بکثرت مقامات پر پائے گا کیونکہ عمل کے بغیر ایمان کا کچھ فائدہ نہیں، اسی طرح ایمان کے بغیر عمل بھی بیکار رہے ہے، اللہ کا ارشاد ہے۔

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ط كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ط قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ۔ (البقرۃ ـ ۲۵)

اے پیغمبر، جو لوگ اس کتاب پر ایمان لے آئیں اور عمل صالح کریں انھیں خوشخبری دیدو کہ اُنکے لئے ایسے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، جب کوئی پھل انھیں کھانے کو دیا جائیگا، تو وہ کہیں گے کہ ایسے ہی پھل اس دنیا میں ہم کو دیئے جاتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فلاں کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ بخدا میں تو اسے مومن سمجھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا وہ مسلمان بھی ہے؟ مجھ پر اس شخص کی حمایت کا جذبہ غالب ہوا تو پھر عرض کیا، یا رسول اللہ! فلاں کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے، بخدا میں اسے مومن سمجھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا، کیا وہ مسلم بھی ہے؟ اس کے بعد آپ نے فرمایا، میں کسی کو کچھ عطیہ دیتا ہوں، حالانکہ دوسرا شخص میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے محض اس ڈر سے کہ کہیں اللہ اسے اوندھے منہ جہنم میں نہ ڈال دے۔ (مسلم)

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد سے یہ چاہا تھا کہ وہ شخص مذکور کے بارے میں مومن کے بجائے یوں کہیں کہ "میں اسے مسلم سمجھتا ہوں، یعنی اس شخص کی تعریف اس کے مشہود کے ظاہری اعمال کے مطابق کریں، یہ نہ کہیں کہ وہ مومن ہے کیونکہ ایمان تو اس کا باطنی عمل ہے، جس کا حال اللہ کے سوا کسی کو نہیں معلوم۔ یہ تعبیر و بیان کا بہترین طریقہ ہے اور غلو سے ممانعت اور مدح میں مبالغہ آرائی سے پرہیز کی تعلیم ہے۔

اور صحیح مسلم میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امانت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کے پاس ایسے لوگ آتے ہیں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ کتنا چالاک اور کتنا سمجھدار ہے، حالانکہ اس کے اندر رائی برابر بھی ایمان نہیں ہوتا۔

ان دیہاتیوں کی طرح بنو جذیمہ کا قصہ بھی ہے۔ خالد بن ولید نے اپنی فوجوں سے جب اُن پر قابو پا لیا تو یہ "صبأنا، صبأنا" (ہم بددین ہو گئے) کہتے ہوئے ان کے پاس آئے، دراصل وہ "اسلمنا"، نہیں کہہ سکے۔ خالد بن ولیدؓ نے غلط فہمی میں کافر سمجھ کر ان کو قتل کر ڈالا، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقت کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا، اے اللہ میں تیرے سامنے خالد کے اس عمل سے اپنی برأت کا اظہار کرتا ہوں۔

جن دیہاتیوں نے شرک، بُت پرستی اور خدا کے انکار اور مرنے کے بعد حشر کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نیز فرمایا۔

| | |
|---|---|
| وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (البقرۃ ۔ ۸۳) | اور جو ایمان لائے اور صالح عمل کئے وہی جنت کے مستحق ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے ۔ |

نیز فرمایا۔

| | |
|---|---|
| اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ (البینۃ ۔ ۷) | بیشک جو ایمان لائے اور صالح عمل کیا، یہی ہیں بہترین مخلوق ۔ |

نیز فرمایا۔

| | |
|---|---|
| وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (العصر ۔ ) | زمانہ کی قسم، انسان بڑے خسارے میں ہے سوائے اُن کے جو ایمان لائے اور صالح اعمال کئے ۔ |

اور فرمایا۔

| | |
|---|---|
| اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ (التین ۔ ٦) | مگر وہ جو ایمان لائے اور صالح عمل کئے اُن کیلئے نہ ختم ہونے والا اجر ہے ۔ |

ایسی بہت سی آیات ہیں جن کا شمار کرنا مشکل ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ ایمان پر اعمال صالحات کا عطف ایسا ہی ہے، جیسے اسی آیت ان المسلمین والمسلمات والمؤمنین والمؤمنات میں مومنین کا عطف مسلمین پہ ہے ۔ اسی طرح حدیث جبرئیل میں اسلام کی صفت پر ایمان کی صفت کی حیثیت بھی ایسی ہی ہے جیسے قرآن کی اکثر آیات میں اعمال صالحہ کا عطف ایمان پر ہے، اس لئے کہ ایمان نام ہے اعتقاد و عمل کا، لہٰذا اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے رسولوں اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر، اور اس بات پر کہ جنت وجہنم حق ہے، ایمان رکھتا ہوں، لیکن نماز نہیں پڑھتا، روزہ نہیں رکھتا، زکوٰۃ نہیں ادا کرتا، تو ایسا شخص پکا کافر ہے۔ اور ایمان کے تقاضوں پر عمل کئے بغیر محض اس کی تصدیق سے کچھ فائدہ نہیں بلکہ اسکی بے عملی سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنے دعویٰ ایمان میں جھوٹا ہے۔ اسی طرح اس کے برعکس اگر کوئی شخص پابندی کے ساتھ وقت پر پانچوں نمازیں پڑھتا ہو، فرض زکوٰۃ دیتا ہو، رمضان کے روزے رکھتا ہو اور تمام شرائع اسلام کا پابند ہو لیکن اللہ اور فرشتوں کے وجود کا منکر ہو، حشر و نشر کو جھٹلاتا ہو، جنت و دوزخ کی تکذیب کرتا ہو تو ایسا شخص بھی قطعاً کافر ہے۔ ایسوں ہی کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِۨ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰي شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ (ابراھیم ـ ۱۸)

جن لوگوں نے اپنے رب سے کفر کیا ہے ان کے اعمال کی مثال اس راکھ کی سی ہے جسے ایک طوفانی دن کی آندھی نے اُڑا دیا ہو، وہ اپنے کئے کا کچھ بھی پھل نہ پا سکیں گے، یہی پرلے درجے کی ضلالت ہے۔

اور فرمایا۔

وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَاۗءً مَّنْثُوْرًا ۔ (الفرقان ۲۳)

اور جو کچھ ان کا کیا دھرا ہے اسے لیکر ہم غبار کی طرح اڑا دیں گے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ شرک تمام اچھے اعمال کو ضائع کر دیتا ہے، البتہ کافر جب کوئی اچھا کام کرتا ہے تو دُنیا میں اُسے صحت، مال اور کثرت اولاد کی شکل میں جزاء مل جاتی ہے لیکن آخرت میں اس کے لئے کچھ نہ ہوگا، اور مومن کی نیکیوں کی جزاء اسے دُنیا میں بھی دیجاتی ہے اور آخرت میں اس کا ثواب محفوظ ہے، اس طرح وہ دہری نیکی اور سعادت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پاتا ہے۔ رہے منافقین جو جہنم کے نچلے طبقے میں ہوں گے، وہ اسلام کے ظاہری اعمال تو ادا کرتے تھے لیکن اندر کفر و نفاق چھپائے ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکاح و میراث وغیرہ جیسے مسائل میں ان کے ساتھ عام مسلمانوں ہی جیسا سلوک کرتے تھے اور ان کے باطنی اسرار کو اللہ کے سپرد کر دیا تھا۔ الغرض اسلام اور ایمان کی حیثیت ایسی ہے کہ وہ ایک دوسرے سے الگ نہیں ہو سکتے، جیسے روح اور جسم، لہٰذا جس میں ایمان نہیں اس میں اسلام نہیں اور جس میں اسلام نہیں اس میں ایمان نہیں۔ ابو طالب مکی کا قول ہے۔ اسلام اور ایمان کی مثال شہادتین کی سی ہے کہ ان میں سے ہر ایک معنی اور حکم میں دوسرے سے مرتبط ہے، چنانچہ اگر کوئی یوں کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، لیکن یہ گواہی نہیں دیتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو اسکا اسلام صحیح نہ ہوگا، کیونکہ دونوں شہادتیں شی واحد کی طرح ایکدوسرے سے مربوط ہیں'

اور حدیث جبرئیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام اور ایمان کو جو الگ الگ بیان کیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے یہاں اعضاء اور قلوب کے اعمال کی تفصیل بتائی ہے جن کا ہر شخص کے اندر پایا جانا ضروری ہے، اور حدیث مذکور میں "واو" جو اسلام اور ایمان کے درمیان واقع ہے وہ عطف مغایرت کیلئے نہیں بلکہ عطف صفات کیلئے ہے، یعنی اسلام اور ایمان دونوں صفتیں ایک ہی شخص کے اندر بیک وقت بلا تضاد و اختلاف پائی جاتی ہیں، یہ واو اس بات کی دلیل نہیں کہ اسلام اور ایمان حکم میں دو الگ چیزیں ہیں، کیونکہ دل سے ایمان کی تصدیق اعضاء سے اسلام پر عمل کئے بغیر مفید نہیں، اسی طرح اعضاء و جوارح کا اسلام قلبی ایمان کے بغیر مفید نہیں، جیسے سر اور دل، بھلا ایسا بھی کوئی ہوگا جس کے سر ہو لیکن دل نہ ہو، یا دل ہو اور سر نہ ہو۔ لہٰذا حدیث جبرئیل میں اسلام اور ایمان کے درمیان اور آیت اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ میں واو کا استعمال ایسا ہی ہے جیسے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الصّٰلِحٰتِ أُولٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ" میں واو استعمال ہوا ہے۔

## صحابۂ کرام کے زمانہ میں پہلا اختلاف گناہ کبیرہ کے مرتکب کے بارے میں ہوا تھا

بلاشبہ ایمان اور اسلام، کفر اور نفاق بڑے عظیم مسائل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان ناموں سے ان کے مسمّیٰ احکام اور ان کے سعادت و شقاوت کے نتائج اور جنت کا حصول اور جہنم سے نجات کو موقوف رکھا ہے، اور اس امت میں پہلا اختلاف انہیں ناموں کے مسمّی کے بارے میں ہوا۔ سب سے پہلے خوارج نے صحابہ کرام سے اس بات پر اختلاف کیا۔ خوارج گناہ کبیرہ کے مرتکب کو کافر کہتے تھے اور صاحب توحید گناہگار کو اسلام سے کلی طور پر خارج کر دیا اور انہیں دائرۂ کفر میں داخل کر کے ان سے کفار جیسا معاملہ کیا، یعنی ایسے مسلمانوں کے مال و جان کو حلال قرار دے دیا۔ اور آیت "وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا" (النساء ۹۳) یعنی جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے گا اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا) کی انھوں نے من مانی تاویل کی۔

گناہ کبیرہ کے مرتکب کے بارے میں اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ ان گناہوں کی سزا کا وہ مستحق ہے لیکن کبھی کبھی یہ ٹل بھی جاتی ہیں یا تو اللہ کے معاف کر دینے کی وجہ سے، یا پھر مقبول توبہ کی وجہ سے، یا ان نیکیوں کے سبب جو گناہوں کا کفارہ بنتی ہیں۔ یا مصائب پر صبر کے باعث، ہاں جس کے حساب میں جرح کیجائے گی وہ ہلاک ہو جائیگا۔

اور خوارج اس حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "زانی زنا نہیں کرتا جبکہ وہ مومن ہو، اور نہ ہی مومن ہونے کی صورت میں وہ چوری کرتا ہے، نہ شراب پیتا ہے۔" حالانکہ یہ حدیث گناہ کبیرہ پر وعید کے لئے ہے، جیسے وارد ہوئیں ویسے ہی بیان کیجاتی ہیں، ان میں ایمان کے کمال کی نفی کی گئی ہے۔ اصل ایمان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی نفی نہیں کی گئی ہے، اور جزء کی نفی سے کل کی نفی نہیں ہوتی، اور یہ بھی ہے کہ لوگ اعمال میں مختلف درجے کے ہیں بعض ایمان میں کامل ہیں بعض ناقص ہیں۔ اور ہم جب ایمان و اسلام اور مومن و مسلم کے بارے میں بحث کرتے ہیں تو دراصل ہم اسی قاعدے کے تحت ان کے ظاہری حالات پر بحث کرتے ہیں، لہٰذا جو شخص اسلام یا ایمان کا نام لیتا ہو، لیکن نہ پنجگانہ نمازیں پڑھتا ہو، نہ فرض زکوٰۃ ادا کرتا ہو، نہ رمضان کا روزہ رکھتا ہو تو بلاشبہ اس کا اسلام داغدار و بے حقیقت ہے، صرف زبانی اسلام ہے جس کو حس اور وجدان اور سنت و قرآن جھٹلاتے ہیں اور جو شخص کسی ایسی چیز کا دعویٰ کرتا ہو جو اسمیں موجود نہیں ہے تو اسے امتحان میں ذلت و ناکامی ہوتی ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

| | |
|---|---|
| یَاَیُّهَا الرَّسُوْلُ لَا یَحْزُنْكَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْكُفْرِ مِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ (المائدۃ ـ ۴۱) | وہ لوگ آپ کے لئے باعث رنج و غم نہ ہوں جو کفر میں بڑی تیزی دکھاتے ہیں خواہ وہ ان میں سے ہوں جو منہ سے تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے لیکن ان کے دل مومن نہیں ہیں۔ |

یا پھر ان کی مثال ایسی ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس کا پڑوسی اس کے ظلم سے محفوظ نہ ہو وہ مومن نہیں۔ یا جیسے فرمایا، وہ شخص مومن نہیں جب تک اس کی یہ حالت نہ ہو جائے کہ جو چیز اپنے بھائی کے لئے چاہتا ہے وہی خود کے لئے بھی چاہے، یا جیسا کہ آپ نے فرمایا، مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے سب محفوظ رہیں اور مومن وہ ہے جس کی طرف سے سب لوگ اپنی آبرو اور مال کے بارے میں بے خوف رہیں۔ (رواہ اہل سنن)۔

ان تمام احادیث سے صرف اسلام اور ایمان کا کمال مقصود ہے، ورنہ ظاہر ہے کہ زبان و ہاتھ سے سلامتی اور جان و مال سے بے خوفی ایسی چیز ہے جو مسلم و کافر دونوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں پائی جاتی ہے۔ اسی طرح یہ حدیث بھی ہے جس میں آپ نے فرمایا "کھانا جب حاضر ہو تو نماز نہیں اور نہ اس حالت میں جب آدمی پیشاب یا پاخانہ کو روکے ہوئے ہو، تو اس حدیث میں بھی نماز کے کمال کی نفی کی گئی ہے اصل نماز سے انکار نہیں کیونکہ تمام فقہاء اس حالت میں ادائیگی نماز کے جواز کے قائل ہیں اور یہ کہ یہ فرض نماز ادا ہو چکی ہے، لہٰذا خوارج نے جو مذکورہ احادیث وآیات سے غلط استدلال کیا ہے وہ محض بکواس ہے۔

خوارج کے بعد گناہ کبیرہ کے بارے میں معتزلہ کا اختلاف پیدا ہوا، معتزلہ کا کہنا ہے کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب دو حالتوں کے درمیان ہے یعنی نہ وہ کافر ہے نہ مسلم۔ معتزلہ کے بعد مرجیہ کا اختلاف رونما ہوا جن کا کہنا ہے کہ فاسق، کامل مومن ہوتا ہے۔

فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ۔ (البقرة – ۲۱۳)

جو لوگ ایمان لائے انہیں اللہ نے اپنے اذن سے اس حق کا راستہ دکھایا جس میں لوگوں نے اختلاف کیا تھا۔

اور اس عقیدہ کا اقرار کیا کہ مسلم اپنے ایمان کے باعث مومن ہے اور گناہ کے باعث فاسق ہے، یا یوں کہا، کہ گنہگار مسلمان ناقص الایمان ہے۔ منافق کو جس طرح مسلمان کہنا جائز ہے کیا اسی طرح اس کو مومن کہنا بھی جائز ہے؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے کتاب الایمان ص۱۲۵ میں فرمایا ہے کہ یَآیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے خطاب میں وہ سب لوگ شامل ہیں جو مومن ہیں اور اپنے ایمان کا اعلان کرتے ہیں اور وہ بھی جو اندر سے منافق ہیں۔ اور آپ نے فرمایا، اور حقیقت یہ ہے کہ جو پکا مومن نہیں ہے اس کے بارے میں کہا جائیگا کہ وہ مسلم ہے اور اس کے اندر بھی وہ ایمان موجود ہے جو اسے جہنم میں ہمیشہ رہنے سے روکتا ہے۔ یہ ایسی بات ہے جس پر اہل سنت میں پورا اتفاق ہے، لیکن کیا ایسے مسلمان کو مومن بھی کہنا چاہیئے؟ بس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اختلاف اسی میں ہے، کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ایسے شخص کو مسلمان کہنا تو جائز ہے لیکن مومن کہنا جائز نہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس کو مومن بھی کہا جا سکتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسے ناقص الایمان مومن کہنا چاہئیے، جو اپنے گناہوں کے باعث فاسق ہے، اس کو نہ تو ایمان مطلق کا مستحق سمجھا جائیگا نہ بالکل بے ایمان ہی کہا جائیگا۔

اور سفارینی نے اپنے مشہور منظوم عقیدہ میں لکھا ہے ؎

لَا يَخْرُجُ الْمَرْءُ مِنَ الْإِيْمَانِ ۔۔۔ بِمُوْبِقَاتِ الذَّنْبِ وَالْعِصْيَانِ

آدمی کو اس کے جرم و گناہوں کے سبب ایمان سے خارج نہیں کیا جائے گا

وَوَاجِبٌ عَلَيْهِ أَنْ يَتُوْبَا ۔۔۔ مِنْ كُلِّ مَا جَرَّ عَلَيْهِ حُوْبَا

اور ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ اپنے کئے تمام گناہوں سے توبہ کرے

وَمَنْ يَمُتْ وَلَمْ يَتُبْ مِنَ الْخَطَا ۔۔۔ فَأَمْرُهُ مُفَوَّضٌ لِذِي الْعَطَا

اور جو شخص گناہ سے توبہ کئے بغیر مرے گا اسکا معاملہ اللہ کو سونپ دیا جائیگا

فَإِنْ يَشَأْ يَعْفُوْ وَإِنْ يَشَاءْ انْتَقَمَ ۔۔۔ وَإِنْ يَشَاءْ أَعْطَى وَأَجْزَلَ النِّعَمَ

وہ چاہیگا تو معاف کر دیگا اور چاہیگا تو سزا دیگا اور چاہیگا تو بھرپور نعمتوں سے نوازیگا

جسے اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے اس کا سینہ اسلام کیلئے کھول دیتا ہے، یعنی اسے ایمان کی توفیق دیتا ہے اور اس مرد مومن کو اس کے فرائض و نوافل، نماز و زکوٰۃ اور روزہ کی ادائیگی کی وجہ سے کشادگی عطا کرتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہتا ہے اس کے سینہ کو بالکل تنگ کر دیتا ہے، یعنی اسلام کا نام لینے سے وہ گھٹن محسوس کرتا ہے۔ سچ ہے۔

أَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهِ۔ (الزمر۔۲۲)

اب کیا وہ شخص جس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیا اور وہ اپنے رب کی طرف سے ایک روشنی پر چل رہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وَاِذَا حَلَّتِ الْهِدَايَةُ قَلْبَ شَخْصٍ نَشِطَتْ فِي مُرَادِهَا الْاَجْسَامُ

جب کسی کے دل میں ہدایت داخل ہو جاتی ہے تو اس کے جسم میں ہدایت کے تقاضے رُونما ہوتے ہیں

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ میں یہ دُعا پڑھا کرتے تھے "۔ اے اللہ ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھے اسے اسلام اور سنت پر زندہ رکھ یعنی اسلام اور شریعت اسلامیہ کے عمل پر زندہ رکھ، اور ہم میں سے جس کو تو وفات دے اسے ایمان پر وفات دے، کیونکہ مرتے ہی عمل تو ختم ہو جائیگا لیکن اس کے ساتھ ایمان باقی رہ جائے گا۔

اب یہاں صرف ایک آیت رہ جاتی ہے جسمیں ان لوگوں کو اعتراض کی گنجائش ہے جو اسلام اور ایمان کو ایک دوسرے سے الگ سمجھتے ہیں اور وہ یہ آیت ہے۔

فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (الزاریات ۳۵-۳۶)

پھر ہم نے ان سب کو نکال لیا جو اس بستی میں مومن تھے اور وہاں ہم نے ایک گھر کے سوا مسلمانوں کا کوئی گھر نہ پایا۔

یہاں مومنین اور مسلمین کے تکرار سے وہ سمجھ گئے کہ مسلم اور مومن الگ قسمیں ہیں۔

حالانکہ قرآن مسلمین اور مومنین کی الگ الگ تعبیر کرتا ہے، اکثر آیات میں انھیں "مسلمین" سے خطاب کرتا ہے، جیسے ارشاد ہے۔

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ (اٰل عمران ۔۱۰۲)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس کا حق ہے اور تم کو موت نہ آئے مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان رہو۔

اور اس کا ارشاد ہے۔

قُلْ يَاۤ اَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ

اے اہل کتاب آؤ ایک ایسے کلمہ کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے کہ ہم اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۔ (آل عمران ۔ ٦٤)

کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں اور نہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک کریں اور نہ ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے مقابلہ میں رب بناتے، اگر وہ پھر بھی نہ مانیں تو کہدو گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں

☚ اور اللہ کا ارشاد۔

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭ يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۔ (البقرۃ ۔ ۱۳۲)

اور انہیں باتوں کی ابراہیم نے اور یعقوب نے بھی اپنے بیٹوں کو وصیت کی، اے میرے بیٹو! اللہ نے تمہارے لئے ایک دین چن لیا ہے پس تم کو موت نہ آئے مگر تم اس کے فرمانبردار بنے رہنا۔

اس مضمون کی بیشمار آیات ہیں، اور علماء نے یہ بھی کہا کہ "اسلام نام ہے توحید کے ساتھ اللہ کے لئے جھک جانے کا اور اطاعت کے ساتھ اس کے فرمانبردار بن جانے اور شرک سے برأت کے اظہار کا۔ اسی طرح اسلام اور ایمان دونوں کو دین قرار دیا، فرمایا۔

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۔ (آل عمران ۔ ۱۹)

دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے ۔

یہاں دین سے مراد ایمان ہے۔ اسی طرح فرمایا۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَھُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۔ (آل عمران ۸۵)

اور جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی دین چاہیے گا تو اسے کبھی قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں سخت خسارہ سے دوچار ہوگا۔

معلوم ہوا کہ جو لوگ مسلمان ہیں وہ مومن بھی ہیں، کیونکہ مومن اور مسلم یہ دونوں ہی نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی پیرو امت کی صفات ہیں، جیسا کہ مہاجرین د

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



انصار کے درمیان پانی کی بابت پیدا ہونے والے اس جھگڑے میں جسمیں انصار نے انصاریوں کو و مہاجرین نے مہاجرین کو مدد کیلئے آواز دی تھی، آپ نے سخت ناراض ہو کر فرمایا تھا کیا میرے رہتے ہوئے جاہلیت کا نعرہ لگاؤ گے، واللہ جاہلی نعرہ کو ذلیل سمجھ کر چھوڑ دو اور اللہ کی اس پکار کے ساتھ بلاؤ جسمیں اللہ نے تمہیں مسلمان، اللہ کا مومن بندہ کہا ہے۔

یہ کلمات مسلمانوں کی شیرازہ بندی کرتے ہیں جن سے مسلمان، اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بنتے ہیں، ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، رہا اللہ کا یہ ارشاد کہ "فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ (الذاریات ۳۵-۳۶) تو یہاں آیت میں "المسلمین" سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام کی دعوت کو اطاعت اور خضوع کے ساتھ تسلیم کر لیا تھا، اسلام کی یہی تفسیر امام بخاری نے آیت "قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا" میں استسلمنا یعنی ہم فرمانبردار ہو گئے، گردن جھکا دی سے کیا ہے، اور اللہ نے "اسلام کو سلم یعنی صلح سے تعبیر کیا ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ نے یہاں اسلام اور ایمان محض تنوع کے طور پہ ایک ہی چیز کے دو نام کے طور پر استعمال کیے ہوں جس کی مثال قرآن میں جگہ جگہ آئی ہے۔ مثلاً فرمایا۔

| | |
|---|---|
| يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ۭ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۔ (الحجرات ۔ ۱۷) | لوگ آپ پر احسان جتلاتے ہیں کہ وہ مسلمان ہو گئے، کہدو مجھ پر اپنے اسلام لانے کا احسان مت جتلاؤ بلکہ اللہ تم پر احسان جتلاتا ہے کہ تم کو ایمان کی ہدایت دی اگر تم سچے ہو۔ |

یہاں اسلام کو ایمان کے لفظ سے بیان کیا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# ایمان کا بڑھنا اور گھٹنا

اہلسنت کا اس پر اتفاق ہے کہ ایمان بڑھتا اور گھٹتا ہے، یعنی اطاعت، قرآن میں تدبر، اس پر عمل اور ذکرِ الٰہی اور موعظت سے ایمان بڑھتا ہے، اور معصیت سے گھٹتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ط

(الانفال ۲-۴)

سچے مومن تو وہ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سن کر لرز جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے وہ اپنے رب پر اعتماد رکھتے ہیں، جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ حقیقی مومن ہیں۔

اور فرمایا۔

وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَۃٌ فَمِنْھُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ اَیُّکُمْ زَادَتْہُ ھٰذِہٖٓ اِیْمَانًا ج وَھُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْھُمْ رِجْسًا اِلٰی رِجْسِھِمْ وَمَاتُوْا وَھُمْ کٰفِرُوْنَ ۝

(التوبۃ ۱۲۴-۱۲۵)

جب کوئی نئی سورۃ نازل ہوتی ہے تو ان میں سے بعض لوگ (مذاقاً) پوچھتے ہیں، کہو تم میں سے کس کے ایمان میں اس سے اضافہ ہوا؟ جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کے ایمان میں اضافہ ہی ہوا ہے اور وہ اس سے خوش ہیں البتہ جن لوگوں کے دلوں میں بیماری تھی ان آیتوں سے انکی نجاست میں اضافہ ہی ہوا اور وہ مرتے دم تک کفر ہی میں مبتلا رہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صحابۂ کرام نے اس ایمان کی کیفیت کو اپنے اندر بھی محسوس کیا، جسے انھوں نے نفاق سمجھا، کیونکہ نفاق کہتے ہی ہیں ظاہر و باطن کے تضاد کو، چنانچہ امام احمد اور ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابوہریرہؓ کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ "ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا بات ہے؟ جب ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں تو ہمارے دل نرم ہو جاتے ہیں، اور ہمارے اندر دنیا سے بے رغبتی پیدا ہو جاتی ہے اور خود کو ہم آخرت والوں میں سمجھنے لگتے ہیں۔ لیکن جب آپ کے پاس سے نکل جاتے ہیں اور اپنے بال بچوں میں گھل مل جاتے ہیں، ان سے پیار و محبت کر لیتے ہیں تو اپنی حالت بدل جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اگر آپ لوگ اسی حالت پر قائم رہ جائیں جس پر میرے پاس سے نکلتے وقت تھے تو فرشتے آپ کی مجلسوں اور راستوں میں آپ لوگوں سے آکر ملیں، اگر آپ لوگ گناہ نہ کریں گے تو اللہ آپ کو ختم کر دیگا اور ایسے لوگوں کو پیدا کرے گا جن سے گناہ کا ارتکاب ہوگا اور وہ استغفار کریں گے اور اللہ انھیں معاف کر یگا۔[1]

حضرت حنظلہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ حنظلہ منافق ہو گیا۔ آپ نے فرمایا، یہ کیسے؟ حنظلہ نے کہا، ہم آپ کے پاس رہتے ہیں، آپ ہمیں جنت و جہنم کی یاد اس طرح دلاتے ہیں گویا ہم انھیں آنکھ سے دیکھ رہے ہیں لیکن جب آپ کے پاس سے نکل جاتے ہیں، اپنے بال بچوں میں مل جاتے ہیں اور اُن سے پیار کر لیتے ہیں تو آپ کی کہی ہوئی اکثر باتیں بھُول جاتے ہیں، آپ نے فرمایا، اگر آپ لوگ اپنی حالت پر باقی رہ جائیں جس پر میرے پاس رہتے ہوئے تھے تو فرشتے آپ لوگوں سے آپ کی مجلسوں میں اور راستوں میں ملاقات کرنے لگیں"۔ لیکن حنظلہ آہستہ آہستہ ہی ایمان کی

---

[1] ابو یعلیٰ نے حضرت انسؓ سے بسند صحیح روایت کیا ہے کہ "اگر آپ لوگ اسی حالت پر قائم رہ جائیں جس پر میرے پاس سے نکلتے وقت تھے تو ملائکہ مدینہ کے راستوں میں آپ لوگوں سے مصافحہ کرنے لگیں"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اعلیٰ درجات تک پہونچ گئے۔ (رواہ مسلم فی صحیحہ)

نیز لوگ ایمان میں مختلف درجات کے مالک ہیں، کچھ لوگ تو ایسے ہیں جو ایمان پر ثابت قدم رہنے میں کامل جماؤ اور رسوخ میں پہاڑ کی طرح ہوجاتے ہیں، جس کی بابت شاعر نے کہا ہے۔

تَزُوْلُ الْجِبَالُ الرَّاسِيَاتُ وَقَلْبُهُ ۔ عَلَى الْعَهْدِ لَا يَلْوِيْ وَلَا يَتَلَعْثَمُ

مضبوط پہاڑ متزلزل ہوسکتے ہیں لیکن مومن کا دل ایمان پر ذرا بھی جنبش نہیں کرتا

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ۔ (ابراھیم۔ ۲۷)

ایمان لانے والوں کو اللہ ایک قول ثابت کی بنیاد پر دنیا اور آخرت دونوں میں ثبات عطا کرتا ہے اور ظالموں کو اللہ بھٹکا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔

قول ثابت اس پختہ ایمان کو کہتے ہیں جس سے صالح عمل لازماً صادر ہوتا ہے۔

اور کچھ لوگ ایسے ہیں جنھیں ایمان کا محض ایک ذرہ ہی حاصل ہوتا ہے، ایسا شخص معمولی سی بات پر بھی دین میں تشکک کرنے لگتا ہے۔ ایسے لوگوں کا حال اللہ تعالیٰ نے ان لفظوں میں بیان کیا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰي حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُۨ انْقَلَبَ عَلٰي وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝ (الحج۔ ۱۱)

اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو کنارے رہ کر اللہ کی بندگی کرتے ہیں اگر فائدہ ہوا تو مطمئن ہوگئے اور اگر کوئی مصیبت آئی تو الٹا پھر گئے تو اس کی دنیا بھی گئی اور آخرت بھی۔ یہ ہے صریح خسارہ۔

یہ آیت ان دیہاتیوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی کہ ان میں سے جب کوئی مسلمان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہوتا اور اگر اس کے بعد اس کے گھر میں لڑکا پیدا ہوتا اور اس کی اونٹنی یا گھوڑی بچہ دیتی، اور بارش ہوتی تو کہتا یہ دین بڑا اچھا ہے اور مطمئن ہو جاتا، لیکن اگر اسلام لانے کے بعد سے کوئی بیماری لگی یا اُس کے گھر والوں میں سے کوئی مرا یا اس کا اونٹ ہی مر گیا، یا لوگ قحط سالی کے شکار ہو گئے تو وہ کہنے لگا کہ یہ بڑا خراب دین ہے، اور اس سے بدشگونی لے کر مُرتد ہو گیا کیونکہ ایمان کی تازگی تو اس کے دل میں آئی نہیں تھی نہ ابھی اس نے ایمان کا مزہ پایا تھا، لہٰذا جیسے اسلام میں آیا تھا ویسے ہی فوراً نکل بھی گیا۔

اور حدیث میں ہے، آدمی اپنے گھر سے اپنا دین لے کر نکلیگا، جب واپس ہو گا تو اس کے ساتھ دین نام کی کوئی چیز نہ ہو گی۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی ہے کہ وہ وقت بھی آئیگا جب فتنے اندھیری رات کے تاریک ٹکڑوں کی طرح پھیلے ہوں گے۔ جنمیں آدمی مومن ہو کر صبح کرے گا اور کافر ہو کر شام کرے گا، اور اپنا دین متاع دنیا کے عوض بیچدیگا، اور تارک الصلاۃ کے کفر کے بارے میں وارد حدیث کو بھی ہمیں نہیں بھولنا چاہیئے جسمیں آپ نے فرمایا ہے، آدمی اور شرک وکفر کے درمیان سب سے بڑا رابطہ ترک صلوٰۃ ہے۔

اور حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہمارے اور مشرکین کے درمیان سب سے بڑا عہد "نماز" کا ہے، جس نے نماز چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا" (رواہ الامام احمد، ابو داؤد، ترمذی، صحیح النسائی، ابن ماجہ، ابن حبان فی صحیحہ وقال صحیح لانعلم لہ علۃ۔)

اس حدیث کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جسے ترمذی نے معاذ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دین کی بنیاد اسلام ہے اور اسلام کا ستون نماز ہے "کسی بھی چیز کے ستون دراصل اس کے اٹھانے والے پائے ہوتے ہیں جس سے وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



چیز سیدھی رہتی ہے اور ستون کے چھوڑ دینے سے وہ چیز گر جاتی ہے، اور ہمیں ان لوگوں سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیئے جن کا کہنا ہے کہ فرائض کے ترک سے "کفر دون کفر" (کفر سے کم تر کفر) لازم کرتا ہے کیونکہ یہ تو کلام کو اس کی اصل جگہ سے ہٹا دینا ہے، اور یہ ایک صاف ناقابل تاویل بات ہے۔ اور علماء بالاتفاق اس شخص کو کافر قرار دیتے ہیں جو نماز، زکوٰۃ یا روزہ چھوڑنے کو مباح سمجھتا ہو، کیونکہ جو شخص ان امور کی فرضیت کو جانتا ہو اور پھر بھی ان کے ترک پر مُصر ہو تو وہ کفر و عناد میں سب سے بڑھ کر ہے بلکہ اس کا کفر تو ابلیس اور یہود کے کفر کے برابر ہے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ ان فرائض کو ادا کرنے سے اکڑتا نہیں اور وہ ان کی فرضیت کا ہمیشہ قائل بھی رہا پھر بھی ان کے ترک پر کفر کا فتویٰ صادر کیا گیا۔

اور سلف صالح نماز کو اسلام کا ترازو قرار دیتے تھے وہ جب کسی کے دین کی تحقیق کرتے تو اس کی نماز کا حال پوچھتے، اگر لوگ جواب دیتے کہ یہ شخص نماز باجماعت کا بڑا پابند ہے، تو یقین کر لیتے کہ وہ دیندار ہے۔ اور اسی کے مطابق اس کی گواہی دیتے اور اگر لوگ جواب دیتے کہ نماز سے اسکا کچھ تعلق نہیں تو سمجھ جاتے کہ وہ بے دین ہے اور جس کے پاس دین نہیں وہ ہر برائی کے لائق ہے اور ہر بھلائی سے دُور ہے، اور مثل مشہور ہے کہ خالی ہاتھ آدمی بخشش کیا کرے گا، اور برتن سے وہی چیز ٹپکتی ہے جو اس کے اندر ہوتی ہے، ارشاد ہے۔

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ۔ (التوبۃ۔ ۱۱)

اگر انھوں نے توبہ کر لی اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی تو تمہارے دین میں بھائی ہیں۔

خَسِرَ الَّذِیْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ وَخَابَ وَأَبٰی مَعَادًا صَالِحًا وَمَثَابًا

جس نے نماز چھوڑ دی وہ خسارے اور ناکامی سے دو چار ہوا اور اس نے صالح اور مقام ثواب آخرت کا انکار کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اِنْ کَانَ یَجْحَدُھَا فَحَسْبُکَ اَنَّہٗ      اُضْحیٰ بِرَبِّکَ کَافِرًا مُرْتَابًا

اگر نماز کا وہ منکر ہے تو تمہارے لئے اتنی بات کافی ہے کہ وہ تمہارے رب کا کافر اور شک کرنیوالا ہے

اَوْکَانَ یَتْرُکُھَا لِنَوْعِ تَکَاسُلٍ      غَطّٰی عَلیٰ وَجْہِ الصَّوَابِ حِجَابًا

اگر وہ محض سستی سے نماز چھوڑ دیتا ہے تو اس نے بلاشبہ اپنے چہرہ پر پردہ ڈال لیا ہے

فَالشَّافِعِیُّ وَمَالِكٌ رَأَیَا لَہٗ      اِنْ لَّمْ یَتُبْ حَدَّ الْحُسَامِ عِقَابًا

ایسے شخص کے بارے میں امام شافعی اور امام مالک کی رائے ہے کہ اگر وہ توبہ نہ کرے تو تلوار سے اسکی گردن ماردی جائے

محمد بن نصر مروزی کا بیان ہے کہ میں نے اسحاق سے کہتے ہوئے سُنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا "نماز کا تارک کافر ہے"۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے لے کر آج تک اہل علم کا یہ فتویٰ ہے کہ جس نے بلاعذر نماز ترک کر دی، یہانتک کہ اس کا وقت چلا گیا تو ایسا شخص کافر ہے۔ اور حافظ عبدالعظیم المنذری کا بیان ہے کہ صحابہ اور ان کے بعد والوں کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ جس نے قصداً نماز چھوڑ دی یہانتک کہ اس کا پورا وقت چلا گیا تو وہ کافر ہے، ان صحابہ کرام میں سے حضرت عمر بن خطابؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن عباسؓ۔ معاذ بن جبلؓ، جابر بن عبداللہؓ، اور ابوالدرداءؓ وغیرہ ہیں۔ اور صحابہ کے علاوہ علماء سلف میں احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، عبداللہ بن مبارک، نخعی، حکم بن عتیبہ، ایوب سختیانی، ابوداؤد الطیالسی، ابوبکر بن ابی شیبہ، زہیر بن حرب وغیرہ ہیں۔ اسے امام منذری نے الترغیب میں ترک الصلوٰۃ کی بحث میں ذکر کیا ہے۔

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، مسلمانوں کی اس میں دو رائے نہیں ہیں کہ جان بُوجھ کر نماز کا چھوڑنا عظیم ترین گناہ اور اکبر الکبائر میں سے ہے، اور اللہ کے نزدیک اس کا گناہ قتل کرنے، ڈاکہ، زنا، چوری اور شراب نوشی سے بھی بڑا ہے جس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سے اللہ کی ناراضگی، اس کی رسوائی اور دنیا و آخرت میں اس کی سزا کا موجب ہے، اور سفیان ثوری اور ابو عمر والاوزاعی، عبداللہ بن مبارک، حماد بن زید، وکیع بن جراح، مالک بن انس، شافعی، احمد، اسحاق بن راہویہ اور ان کے تلامذہ نے فتویٰ دیا ہے کہ جو شخص جان بوجھ کر بلا عذر جب کہ اس کو نماز کے لئے بلایا گیا ہو نماز چھوڑتا ہے اس کو قتل کر دیا جائے۔ سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ میں ایسے بے نمازی کی نماز جنازہ نہیں پڑھتا۔ (کتاب الصلوٰۃ)

اور امام بخاری نے اپنی صحیح میں اسی مضمون کا باب باندھا ہے، فرماتے ہیں "مومن کا اس بات سے ڈرنا کہ کہیں اس کا عمل برباد نہ ہو جائے اور اس کو اس کا احساس بھی نہ ہو" امام بخاری نے اس بات میں نفاق کا ذکر کیا ہے کہ نفاق سے مومن ہی ڈرتا ہے اور اس سے منافق ہی بے خوف رہتا ہے۔

## قیامت کے دن ایمان مومن کیلئے نور بنے گا

قیامت کے دن ایمان مومن کے لئے اس کے ایمان کے تناسب سے نور کی شکل میں تبدیل ہو جائے گا، جہنم کے اوپر پھیلے ہوئے پُل کے اوپر ایمان کی روشنی بن کر اسطرح نمودار ہو گا جیسے کنویں پر لکڑیاں رکھی جاتی ہیں، اور وہ انتہائی پھسلن کی جگہ ہو گی، اعمال لوگوں کو اس پر سے لیکر چلیں گے۔ گذرنے والوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو بجلی کی طرح گذر پڑیں گے، کچھ ایسے ہوں گے جو آندھی کی رفتار سے گذر جائیں گے، کچھ تیز رفتار گھوڑوں اور اونٹوں کی طرح، حالانکہ وہ جگہ انتہائی پھسلن کی ہو گی اور اس کے کنارے کانٹے دار درخت ہوں گے جو لوگوں کو الجھائیں گے اور ساتھ ہی وہ جگہ سخت اندھیری ہو گی، لوگوں کو ان کے ایمان کے مطابق ان کا نور دیا جائے گا، کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کا نور پہاڑ کی طرح عظیم ہو گا، بعض کا کھجور کے درخت کی طرح، کچھ ایسے بھی ہوں گے جن کا نور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ان کے پاؤں کے انگوٹھے کی نوک پر ہوگا، جو کبھی روشن ہوگا کبھی بجھے گا، اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

| | |
|---|---|
| يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ۔ (الحدید ۔ ۱۲) | اس دن آپ ایمان والے مرد اور عورتوں کو دیکھیں گے کہ ان کا نور ان کے سامنے اور داہنے چلتا ہوگا ان کو بشارت دی جائے گی کہ آج تمہارے لئے ایسے باغات ہیں جن میں نہریں بہہ رہی ہیں۔ |

نیز فرمایا۔

| | |
|---|---|
| يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (التحریم ۔ ۸) | جس دن اللہ اپنے نبی اور ان پر ایمان لانے والوں کو رسوا نہیں کرے گا ان کا نور ان کے سامنے اور داہنے چلتا ہوگا وہ کہیں گے، اے ہمارے رب ہمارے لئے ہمارا نور پیدا کر دے اور ہم کو بخش دے، تو ہر چیز پر قادر ہے۔ |

منافقین کو بھی یہ نور دیا جائے گا اس کے سہارے وہ پُل صراط کے کنارے جائیں گے، پھر وہ نور بجھ جائے گا، تب وہ ایمان والوں سے فریاد کریں گے۔

| | |
|---|---|
| انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ط فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ط بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ؁ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ | ہماری طرف دیکھو تاکہ ہم تمہارے نور سے کچھ فائدہ اٹھائیں، مگر ان سے کہا جائے گا کہ پیچھے ہٹ جاؤ اپنا نور کہیں اور تلاش کرو، پھر ان کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا، اس دروازہ کے اندر |

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نَكُنْ مَّعَكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَاۗءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ۭ هِىَ مَوْلٰىكُمْ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

(الحدید - ۱۳ - ۱۵)

رحمت ہوگی اور باہر عذاب، وہ مومنوں سے پکار پکار کر کہیں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے، مومن جواب دیں گے، ہاں، مگر تم نے اپنے آپ کو خود فتنے میں ڈالا، موقع پرستی کی، شک میں پڑے رہے اور جھوٹی توقعات تمہیں فریب دیتی رہیں، یہاں تک کہ اللہ کا فیصلہ آگیا، اور وہ دھوکہ باز تم کو اللہ کے معاملہ میں دھوکہ دیتا رہا، لہٰذا آج نہ تم سے کوئی فدیہ قبول کیا جائیگا نہ اُن لوگوں سے جنہوں نے کفر کیا، تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے وہی تمہاری خبرگیری کرنے والا ہے اور بدترین انجام ہے۔

منافقین کا یہ حال ہوگا، چونکہ ان کا ایمان دھوکہ کا تھا اس لئے نہ اس کا کوئی اعتبار ہے نہ حقیقت، جب وہ اپنے نور ایمان کے لئے سب سے زیادہ محتاج تھے، اس عین وقت پر ان کے نقلی ایمان نے بھی ان کے ساتھ انہیں جیسا دھوکہ کا معاملہ کیا، کیونکہ سچا ایمان تو تھا نہیں کہ ان کے لئے نور بنتا۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اور حدیثِ جبرئیل جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اسلام کی وضاحت فرمائی پھر ایمان کی اور دونوں کے درمیان واو عطف کو استعمال کیا، واو عطف کا یہ استعمال ایسا ہی ہے جیسے قرآن کی اکثر آیات میں ایمان اور اعمال صالحات کے درمیان ہوا ہے، مثلاً آیت اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ" میں۔

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ جو اس مسئلہ میں سب سے زیادہ علم و تحقیق رکھتے ہیں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دوسرے علوم میں بھی انہیں ایسا ہی ید طولیٰ حاصل ہے، ان کے وسیع علم کے سامنے ہمارے علم کا حال ایسا ہے جیسے کسی بڑے عالم کے سامنے ایک بچہ ہو، اس کے باوجود علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ محض کسی ایک فرد کے قائل ہونے سے حق صریح کو رد نہیں کیا جاسکتا نہ ہی ناقلین کی کثرت سے باطل کو تسلیم کیا جاسکتا ہے، کیونکہ حق سب سے بالاتر ہے ہم دیکھ رہے ہیں کہ ایمان اور اسلام کے بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے اقوال مختلف ہیں کبھی وہ کہتے ہیں کہ یہ ممکن ہے کہ ایک شخص مسلمان ہو لیکن وہ مومن نہ ہو، نیز وہ ایمان میں توانشاء اللہ کہنے کے قائل ہیں لیکن اسلام میں نہیں، اور حدیث "لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مؤمن" یعنی زانی جب زنا کرتا ہے تو اس وقت وہ مومن نہیں رہتا، اس حدیث کی بابت وہ فرماتے ہیں کہ اس وقت مومن دائرہ ایمان سے نکل کر اسلام کے دائرہ میں آجاتا ہے۔ اور آیت قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا، سے وہ اس کی دلیل پیش کرتے ہیں اور حضرت سعد کی اس حدیث سے بھی کہ جب انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ فلاں کی بابت آپ کا کیا خیال ہے؟ "بخدا میں اسے مومن سمجھتا ہوں" آپ نے فرمایا۔ کیا وہ مسلم بھی ہے؟

اور حضرت جبریل کی حدیث سے بھی وہ استدلال کرتے ہیں، کیونکہ ان کا خیال ہے کہ اس حدیث میں اسلام کو ایمان سے الگ ذکر کیا گیا ہے، اور وہ اپنے اس قول اعتقاد کو راجح قرار دیتے ہیں اور اسے امام احمد بن حنبل اور دوسرے بہت سے علماء کی طرف منسوب بھی کرتے ہیں، اور اپنے اسی قول کی صحت پر ان کا اعتماد ہے، اسی پر ان کی رائے اور روایت برقرار ہے اور کبھی کبھی وہ اپنے اس قول کو بھی ترجیح دیتے ہیں کہ کسی مسلم اور اسلام کا وجود ایمان کے بغیر نہیں ہوتا اور ہر مسلمان کے ساتھ کچھ نہ کچھ ایمان ضرور ہوتا ہے۔ اور مذکورہ بالا حدیث "لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مومن" کی تشریح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وہ یوں کرتے ہیں کہ اس حدیث سے صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زانی ناقص الایمان مومن ہے یا اس کے بارے میں یوں کہا جائے کہ وہ اپنے ایمان کے سبب مومن ہے اور اپنے گناہ کے سبب فاسق ہے، وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ایمان دین کے قائم مقام ہے جو تمام فرائض کی ادائیگی اور ممنوعات سے اجتناب کو شامل ہے، اور کبھی وہ یہ کہتے ہیں کہ اسلام اور ایمان کا آپس میں ایسا تعلق ہے جیسے رُوح کا جسم سے اور اس کی صحت پر وہ ان علماء کے اقوال سے استدلال کرتے ہیں جو اس کی صحت کے قائل اور اس عقیدہ کے دربے کے معتقد ہیں، چنانچہ وہ اس سلسلے میں امام محمد بن نصر کا قول اپنی کتاب "الایمان" میں جو آیت "فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا" جیسے تم ایمان لائے اگر وہ بھی ایمان لائیں تو وہ ہدایت یاب ہیں" کی بابت نقل کیا ہے۔ پس اللہ سبحانہ، وتعالیٰ کا حکم کہ جو اسلام لایا وہ مومن اور ہدایت یاب ہوا، اور جو ایمان لایا وہ بھی ہدایت یاب ہوا۔ تو ہدایت پانے میں اسلام اور ایمان کو اللہ نے برابری کا درجہ دیا اور اسلام کو ایمان سے الگ کرنے کی کوئی دلیل نہیں، اور اسلام کو ایمان سے الگ کرنے کی کوششوں اور اس کے لئے کتاب وسنت سے پیش کردہ دلائل کے غلط ہونے کو ہم اچھی طرح واضح کر چکے ہیں، اور ان آیات سے اپنی من مانی مراد کو حاصل کرنے کی غلطی بھی ہم ثابت کر چکے ہیں، اور حق یہ ہے کہ اسلام اور ایمان ایک ہی چیز ہیں۔

اور امام بغوی نے شرح السنہ میں حدیث جبرئیل پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس حدیث میں اسلام اور ایمان کا ذکر کیا گیا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کو ظاہری اعمال سے تعبیر کیا ہے اور باطنی اعتقاد کا نام ایمان رکھا ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ اعمال ایمان کا جزء نہیں ہیں اور نہ تصدیق بالقلب اسلام کا جزء ہے بلکہ یہ سب عمومی تفصیل ہیں ورنہ اسلام اور ایمان حقیقت میں ایک چیز ہیں، اور دونوں کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مجموعہ دین ہے۔

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے کتاب "الایمان" میں محمد بن نصر مروزی سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "اسلام ایمان کو ہی کہتے ہیں اور مومن مسلم کا ہی دوسرا نام ہے"

امام محمد بن نصر مروزی کا بیان یہ ہے "علماء کی ایک بڑی جماعت جو اہلسنت والجماعت اور اصحاب الحدیث کا جمہور اعظم ہے، اس کی قائل ہے کہ جس اللہ نے اپنے بندوں کو ایمان کی دعوت دی ہے اور ان پر اسے فرض کیا ہے اور ان کے لئے اس دین کو پسند کیا ہے وہ وہی ہے جسے اللہ نے دین قرار دیا ہے اور اپنے بندوں کے لئے اسے پسند کیا ہے چنانچہ اس کا ارشاد ہے۔

وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ط — اور تمہارے لئے میں دین اسلام سے راضی ہوا۔

(المائدہ - ۳)

نیز فرمایا۔

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ط — بیشک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہے۔

(آل عمران - ۱۹)

اور فرمایا۔

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ٥ (آل عمران - ۸۵) — اور جس نے اسلام کے علاوہ کوئی اور دین اختیار کیا تو اس کو کبھی قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں سخت نقصان اٹھانیوالوں میں سے ہوگا

اور یہ اسلام اس کفر کی ضد ہے جس سے اللہ ناراض ہے اور جسے تمام اعمال صالحہ کو ضائع کرنے کا سبب قرار دیا ہے، چنانچہ فرمایا۔

وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ (الزمر-۷) — اور اللہ اپنے بندوں کیلئے کفر سے راضی نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور فرمایا۔

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ۔ (الانعام - ۱۲۵)

اللہ جس کی ہدایت چاہتا ہے اس کا سینہ اسلام کیلئے کھول دیتا ہے۔

نیز فرمایا۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ (الزمر ۲۲)

تو کیا جس کا سینہ اللہ نے اسلام کیلئے کھول دیا ہے وہ اپنے رب کے نور پر ہے۔

یہاں اللہ نے اسلام کی ویسی ہی تعریف فرمائی ہے جیسی ایمان کی مدح کی ہے، امام مروزی فرماتے ہیں کہ تمام انبیاء و رسل نے اسلام ہی کو پسند کیا اور اللہ سے اسی کی دعا مانگی ہے۔ ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام نے فرمایا۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ (البقرہ ۱۲۸)

اے ہمارے رب ہم دونوں کو اپنا مسلمان بندہ بنا اور ہماری نسل میں سے بھی اپنی فرمانبردار امت پیدا کر۔

اور یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔

اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ (یوسف - ۱۰۱)

تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا ولی ہے، مجھے مسلمان بنا کر وفات دے اور اپنے صالح بندوں میں مجھے شامل فرما۔

اور فرمایا۔

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ (البقرۃ - ۱۳۲)

اور اسی بات کی ابراہیم نے اپنی اولاد کو اور یعقوب نے بھی وصیت کی، میرے فرزندو! اللہ نے تمہارے لئے اس دین کو چن لیا ہے پس ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان ہو کر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور فرمایا۔

| | |
|---|---|
| قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔ (البقرہ۔ ۱۳۶) | کہو ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس دین پر جو ہماری طرف نازل کیا گیا اور جو ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اولاد یعقوب کی طرف نازل کیا گیا اور جو موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا اور دوسرے تمام پیغمبروں کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا ہم ان کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے اور ہم اس کے فرمانبردار بندے ہیں۔ |

اور فرمایا۔

| | |
|---|---|
| قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔ (آل عمران۔ ۸۴) | کہو ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس دین پر جو ہماری طرف اتارا گیا (اور آخر میں فرمایا) اور ہم اس کے مسلمان بندے ہیں۔ |

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اس کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا* محمد بن نصر رحمہ اللہ کا مطلب یہ ہے کہ ان آیات میں جو مسلمان کی تعریف کی گئی ہے وہ حقیقت میں مومن کی تعریف ہے اور ہر مومن مسلم ہے، لہٰذا ثابت ہوا کہ ہر مسلم صاحب ایمان ہے، اور یہی صحیح اور متفق علیہ بات ہے۔ (ختم شد کتاب الایمان۔ ص۔ ۱۹۰)

اور ابو طالب مکی کا بیان ہے کہ اسلام کی پانچ بنیادیں ہیں شہادتین، پانچوں نمازیں زکوٰۃ، ماہ رمضان کا روزہ اور حج اور ایمان کے سات ارکان یعنی یہ پانچوں ارکان جو حدیث جبریل میں مذکور ہیں ان کے علاوہ تقدیر پر ایمان، اور جنت دوزخ پر ایمان ہے، ان دونوں ارکان کا ذکر حدیث جبریل میں آیا ہے جس کا ہم عنقریب ذکر کریں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور کچھ کہنے والوں نے کہا، کہ ایمان ہی کو اسلام کہتے ہیں، اس بیان سے سارا اختلاف ختم ہو جاتا ہے، کچھ اور لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ اسلام ایمان کے علاوہ ہے، ان لوگوں نے اسلام اور ایمان کے درمیان تضاد اور تغایر پیدا کر دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک مشکل مسئلہ ہے جو شرح و تفصیل کا محتاج ہے، یعنی اسلام و ایمان کی مثال شہادتین جیسی ہے جنہیں سے ہر ایک معنی اور حکم میں ایک دوسرے سے مرتبط ہے، مثلاً رسول کی شہادت، وحدانیت کی شہادت سے بالکل مختلف چیز ہے یعنی عین و ذات میں تو یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں لیکن معنی اور حکم میں ایک دوسرے سے مرتبط ہے۔ اس اعتبار سے دونوں ایک ہی چیز ہیں، لہٰذا جس کے پاس اسلام نہیں اس کے پاس ایمان نہیں اور جس کو ایمان حاصل نہیں اسے اسلام حاصل نہیں، کیونکہ کوئی مسلمان ایمان سے خالی نہیں ہو سکتا جس سے اس کا ایمان دُرست ہوتا ہے اور نہ کوئی مومن ہی اسلام سے خالی ہو سکتا جس سے اس کا ایمان ثابت ہوتا ہے، اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اعمال صالحہ کیلئے ایمان کی شرط رکھی ہے اور ایمان کے لئے اعمال صالحہ کی چنانچہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

فَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ (الانبیاء ۹۴) — اور جو نیکیاں کرے گا اس حال میں کہ وہ مومن ہو تو اس کے عمل کی ناقدری نہ ہو گی۔

اور ایمان عمل سے صحیح ہوتا ہے، اس بارے میں فرمایا۔

وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ۔ (طٰہٰ ۔ ۷۵) — اور جو شخص اللہ کے پاس مومن ہو کر آئے گا اور اس نے صالح اعمال کئے ہوں گے ایسوں کے لئے بلند مرتبے ہوں گے۔

اس طرح لوگوں کی تین تقسیم ہوئی، جن کے ظاہر اعمال اسلام کے مطابق ہوں گے۔ لیکن دل میں غیب پر ایمان نہیں ہو گا تو وہ پکا منافق ہے اور ملت اسلامیہ سے خارج،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جس کا ایمان غیب پر راسخ ہے لیکن ایمان احکام اور شرائع اسلام کے مطابق عمل نہیں کرتا تو وہ کھلا ہوا کافر ہے توحید سے اس کو کچھ واسطہ نہیں، اور جو اس غیب پر ایمان رکھتا ہے جسے انبیاء نے اللہ کی طرف سے ہمیں باخبر کیا ہے اور وہ احکام الٰہی پر عمل کرتا ہو، تو ایسا شخص مومن ہے، اہل قبلہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہر مومن مسلم ہے اور مسلم اللہ اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں پر ایمان رکھتا ہے اور ایمان کا تعلق اعمال سے ایسا ہے جیسا دل کا تعلق جسم سے ہوتا ہے، انہیں سے کوئی بھی ایک دوسرے سے الگ نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی ممکن نہیں کہ کوئی جسم والا دل کے بغیر اور دل والا جسم کے بغیر زندہ رہ سکے، حالانکہ حقیقت میں یہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں جو حکم اور معنی میں الگ ہو جاتی ہیں، ان کی ایک مثال دانہ کی جیسی ہے، دانہ کے اوپر چھلکا ہوتا ہے اور اندر مغز لیکن دونوں الگ ہونے کے باوجود ایک ہی چیز کی حیثیت رکھتے ہیں، صفت کے بدلنے سے ان کی حیثیت نہیں بدلتی ہے۔

علامہ ابن القیمؒ نے کتاب "الفوائد" صفحہ ۸۴ میں لکھا ہے کہ "ایمان کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے، ایمان کا ظاہر زبان کا اقرار، اور اعضاء کا عمل ہے اور باطن دل کی تصدیق اور اس کی اطاعت اور محبت ہے جس ایمان کا باطن نہ ہو اگرچہ اس کے ظاہر کی بنا پر اس کی جان کی حفاظت کی جائے، مال اور اولاد محفوظ ہوں لیکن باطن نہ ہونے کی وجہ سے اس کے ظاہر کا کچھ اعتبار نہیں، اسی طرح اس باطن کا بھی کچھ اعتبار نہیں جس کا ظاہر نہ ہو، ہاں البتہ اگر کوئی مجبوری ہو مثلاً جبر و اکراہ اور جان کی ہلاکت کا خوف ہو تو اور بات ہے لیکن کسی سبب کے بغیر ظاہری عمل کے پیچھے ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ باطن فاسد اور ایمان سے خالی ہے، ظاہر کا نقص باطن کے نقص کی اور اس کا طاقت ور ہونا باطن کے طاقت ور ہونے کی دلیل ہے، ایمان اسلام کا قلب اور خلاصہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے اور یقین ایمان کا قلب اور خلاصہ ہے، جو علم و عمل، ایمان اور یقین کو طاقت نہ بخش سکے وہ بیکار ہے اسی طرح جو ایمان عمل نہ پیدا کر سکے وہ بیکار ہے۔"

یہی حال اعمالِ اسلام کا ہے، اسلام دراصل ایمان کا ظاہر ہے جو اعضاء کے عمل سے ظاہر ہوتا ہے اور ایمان اسلام کا باطن ہے جو قلب کا عمل ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، آپ نے فرمایا، اسلام ظاہری اعمال کا نام اور ایمان قلب میں ہوتا ہے، اور دوسری روایت میں ہے "ایمان پوشیدہ ہوتا ہے۔" اس طرح معلوم ہوا کہ اسلام ایمان کے اعمال کا نام ہے اور ایمان اسلام کا عہد نامہ ہے جو قلبی عمل ہے، لہٰذا عمل کے بغیر ایمان نہیں اور عقیدہ کے بغیر عمل مقبول نہیں۔

جو لوگ اس بات میں تعصب کا شکار ہیں کہ یہ جائز ہے کہ ایک شخص مسلمان ہو لیکن مومن نہ ہو ہم ان سے کہیں گے کہ کیا مسلمان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی نہیں دیتا وہ ضرور کہیں گے کہ "ہاں" کیونکہ شہادتین اسلام کے ظاہری اعمال میں سے ہے، جب یہ بات ثابت ہوگئی تو انہیں اپنے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس شہادت کو بھی ماننا چاہیئے جسمیں آپ نے فرمایا، اُس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا جو اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہوا۔ (رواہ مسلم واحمد والترمذی)

اس کے بعد ہم پوچھیں گے کہ ایسے مسلمان کس کیلئے نماز پڑھتے ہیں اللہ کیلئے یا بُت کیلئے اگر جواب یہ ہو کہ یہ لوگ اللہ کیلئے نماز پڑھ رہے ہیں تو سوال ہوگا کہ کیا یہ لوگ نماز کیلئے وضو بھی کرتے ہیں؟ اگر جواب "ہاں" میں ہو تو ظاہری اعمال میں ان کا حال عام مسلمانوں جیسا ہوگا اور ان کے بارے میں یہی کہا جائیگا کہ ان کو ویسا ہی ایمان حاصل ہے جیسی ان کی شہادت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے بارے میں فرمایا ہے، کرتے رہو اور شمار مت کرو اور یقین رکھو کہ تمہارا بہترین عمل نماز ہے اور نماز کی پابندی مومن ہی کر سکتا ہے۔ (رواہ احمد وابن ماجہ والحاکم)

ایسا مسلمان جب اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کرتا ہے تو یہ اس کے ایمان کا ایک جزء ہے، جب اللہ کیلئے پیٹھ جھکا کر رکوع کرتا ہے تو یہ بھی ایمان ہے پھر سجدہ کرتا ہے اور اپنی عزیز ترین پیشانی اللہ کیلئے زمین پر رکھتا ہے تو یہ بھی ایمان ہے۔

# فصل

پھر ہم دیکھ رہے ہیں کہ مسلم کیلئے مومن ہونا ضروری نہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے استدلال کرتے ہیں۔

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُۨ ۝ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ

پھر ہم نے اس کتاب کا وارث بنا دیا، اُن لوگوں کو جنھیں ہم نے اپنے بندوں میں سے چُن لیا اب کوئی تو انہیں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے اور کوئی بیچ کی راہ پر ہے اور کوئی اللہ کے اذن سے نیکیوں میں سبقت کرنے والا ہے یہی بہت بڑا فضل ہے، ہمیشہ رہنے والی جنتیں ہیں جنہیں یہ لوگ داخل ہوں گے، وہاں انھیں سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے آراستہ کیا جائیگا وہاں ان کا لباس ریشم کا ہو گا اور وہ کہیں گے کہ شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم سے غم دُور کر دیا یقیناً ہمارا رب معاف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وَّلَا یَمَسُّنَا فِیْهَا لُغُوْبٌ ۝ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا یُقْضٰى عَلَیْهِمْ فَیَمُوْتُوْا وَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا كَذٰلِكَ نَجْزِیْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۝ (سورۂ فاطر ۳۲-۳۴)

کرنیوالا قدر داں ہے جس نے ہمیں اپنے فضل سے ابدی قیام کی جگہ ٹھہرا دیا، اب یہاں نہ ہمیں کوئی مشقت پیش آتی ہے اور نہ تکان لاحق ہوتی ہے اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے ان کے لئے جہنم کی آگ ہے۔

اور یہ استدلال بے محل ہے کیونکہ آیت مذکورہ میں جن لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے یہ سب لوگ قرآن وحدیث کے دلائل کے مطابق جنتی ہیں، اور کچھ علماء اس کے قائل ہیں کہ آیت مذکورہ میں یہ تینوں اقسام دراصل وہی لوگ ہیں جن کا سورہ واقعہ میں ذکر کیا گیا ہے کہ یہ لوگ اصحاب المیمنہ، اصحاب المشئمہ اور السابقون السابقون ہیں، تو یہ قول بھی غلط ہے کیونکہ سورہ واقعہ میں صراحتہً یہ ذکر ہے کہ اصحاب المشئمہ جہنمی کافر ہیں جیساکہ ارشاد ہے۔

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ۝ فَرَوْحٌ وَّرَیْحَانٌ ۝ وَّجَنَّتُ نَعِیْمٍ ۝ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ ۝ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ ۝ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِیْنَ الضَّآلِّیْنَ ۝ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِیْمٍ ۝ (الواقعۃ ۸۸-۹۴)

پھر وہ مرنے والا اگر مقربین میں سے ہے تو اس کے لئے راحت اور عمدہ رزق اور نعمت بھری جنت ہے، اصحاب یمین میں سے ہو تو اس کا استقبال یوں ہوتا ہے کہ سلام ہے تجھے تو اصحاب الیمین میں سے ہے اور اگر وہ جھٹلانے والے گمراہ لوگوں میں سے ہے تو اس کی تواضع کیلئے کھولتا ہوا پانی ہے اور جہنم میں جھونکا جانا۔

اس آیت میں صراحت کے ساتھ ذکر کر دیا گیا ہے کہ تیسری قسم یعنی اصحاب المشئمہ کافر قرآن اور رسول کے منکر ہیں بخلاف سورۂ فاطر کی اس آیت کے جس کی ہم تفسیر کر رہے ہیں، یہ تینوں اقسام بلاشبہ امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شامل ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور سب جنتی ہیں جیسے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی تفسیر میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت کی تفسیر کی بابت سوال کے جواب میں فرمایا۔

علامہ ابن کثیر نے اس مسئلہ کی تفسیر میں اس مسئلہ کی اچھی تحقیق فرمائی ہے، آیت مذکورہ کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "یہ کتاب عظیم پر عمل کرنے والے، اس سے پہلے والی کتابوں کی تصدیق کرنے والے ہیں جنھیں ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا ہے اور وہ اسی امت کے فرد ہیں، پھر ان کی تین تقسیم فرمائی، اللہ کا ارشاد ہے "فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ" انہی میں سے ایک طبقہ وہ ہے جو خود پر ظلم کرنے والا ہے یعنی جو واجبات کی ادائیگی میں کوتاہ اور محرمات کا مرتکب ہے (وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ) اور ان میں میانہ روی اختیار کرنے والا، یہ وہ طبقہ ہے جو فرائض کا پابند اور محرمات کا تارک ہے کبھی کبھی مستحبات کو چھوڑ کر بعض مکروہات کا مرتکب ہوتا ہے (وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ) اور انہیں وہ لوگ بھی ہیں جو نیکیوں میں سبقت کرنے والے ہیں حکم الٰہی کے مطابق یہ وہ طبقہ ہے جو واجبات اور مستحبات کا عامل، محرمات و مکروہات اور بعض مباحات کا تارک ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سب لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہیں انھیں اللہ نے اپنی اتاری ہوئی کتاب کا وارث بنایا ہے، جو ان میں ظالم ہیں۔ ان کی مغفرت ہوگی جو درمیانی راہ والے ہیں ان سے آسان حساب لیا جائیگا اور نیکیوں میں سبقت کرنے والے بلا حساب بخشے جائیں گے۔

اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ نیکیوں میں سبقت کرنیوالے بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے، اور درمیانی راہ والے اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوں گے اور اپنے نفس پر ظلم کرنے والے اور اصحاب الاعراف محمد صلی اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



علیہ وسلم کی شفاعت سے جنت میں داخل ہوں گے۔

اسی طرح بہت سے سلف صالح سے مروی ہے کہ اپنے اوپر ظلم کرنے والے اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کے باوجود امت میں شامل ہیں۔ اور صحیح یہ ہے کہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والے گنہگار بھی اسی امت میں شامل ہیں جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں بہت سی احادیث وارد ہوئیں ہیں جو ایک دوسرے کی تائید کر رہی ہیں، ان میں سے ایک وہ حدیث بھی ہے جسے امام احمد نے ابوالدرداء سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَّ مِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرَاتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ" اس آیت میں سابق بالخیرات لوگ جنت میں بلاحساب داخل ہوں گے اور درمیانی راہ والے لوگوں سے میدان محشر میں حساب لیا جائیگا یہی وہ لوگ ہوں گے جنہیں اللہ اپنی رحمت سے نوازیں گے چنانچہ وہ کہیں گے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۔ شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم سے غم دور
اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُۨ ۝ الَّذِيْٓ ۔ کیا یقیناً ہمارا رب معاف کرنے والا اور
اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۔ قدردان ہے جس نے ہمیں اپنے فضل سے
لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا ۔ ابدی قیام کی جگہ ٹھہرا دیا اب یہاں نہ ہمیں
فِيْهَا لُغُوْبٌ ۝ (فاطر ۳۵۔۳۶) ۔ کوئی مشقت پیش آتی ہے اور نہ تکان لاحق ہوتی ہے

نیز وہ حدیث بھی ہے جسے ابوداؤد الطیالسی نے صلت بن دینار بن اشعث عن عقبہ بن صہبان الہنائی سے روایت کیا ہے عقبہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے آیت "ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا" کی بابت پوچھا تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



انھوں نے فرمایا، میرے بچے، یہ سب لوگ جنت میں جائیں گے، سابق بالخیرات تو وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں گذرے اور آپ نے ان کے جنتی ہونے کی شہادت دی اور درمیانی راہ والے وہ اصحاب نبی ہیں جو آپ کے نقش قدم پر چل کر ان سے جاملے، اور رہے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے تو وہ میرے آپ جیسے لوگ ہیں۔ حضرت عائشہ نے خود کو بھی ہمارے ساتھ شمار کیا یہ ان کے تواضع وانکساری کی دلیل ہے ورنہ ان کا شمار تو اکبر السابقین بالخیرات میں ہوتا ہے کیونکہ عورتوں پر ان کی فضیلت ایسی ہے جیسی تمام کھانوں پر ثرید کی ہے۔

یہ اور دوسری مذکورہ حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آیت مذکورہ میں تینوں اقسام والے لوگ جنت میں جائیں گے جیسا کہ ابن جریر نے اسے اپنی تفسیر میں راجح قرار دیا ہے اور آیت کا مضمون کلام بھی صراحۃً اسی کو بیان کر رہا ہے کہ یہ سب لوگ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہیں اور سب کے سب جنتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنی کتاب کا وارث کہا ہے جو ایک بلند مرتبہ اور اعلیٰ صفت ہے، اللہ نے انھیں منتخب فرمایا ہے اور کسی بھی چیز کا انتخاب اس چیز کا سب سے بہتر حصہ ہوتا ہے، اس طرح وہ سب سے ممتاز لوگ ہیں، اللہ نے انھیں "عبادنا" میرے بندے کہہ کر ان کی شرافت کو اپنی ذات کریم کی طرف منسوب کیا ہے، نیز اسی آیت کو "جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَ" کے ساتھ ختم کیا ہے، یعنی اللہ ان سب کو جنات عدن میں داخل کرے گا اور ان میں سے "ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ" کو الگ نہیں کیا، کیونکہ سبھی لوگ اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں فرماتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا ولَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ — اے اللہ میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا ہے اور گناہوں کو صرف تو ہی معاف کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ — سکتا ہے مجھے اپنی مغفرت خاص سے بخش دے
اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ — اور مجھ پر رحم فرما بیشک تو غفور الرحیم ہے۔

(رواہ البخاری من حدیث ابی بکر الصدیق)

اور صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، یا رسول اللہ ہم میں سے کس نے اپنے نفس پر ظلم نہیں کیا ہے۔ اللہ نے آیت مذکورہ کے بعد فرمایا۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۝ (فاطر۔ ۳۶)

اور جنھوں نے کفر کیا ان کے لئے جہنم کی آگ ہوگی نہ تو ان کا فیصلہ کیا جائے گا کہ وہ مر جائیں اور نہ ان سے عذاب ہلکا کیا جائے گا، اسی طرح ہم ہر ناشکرے کو بدلہ دیں گے۔

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کافروں کے ذکر سے پہلے جو تینوں اقسام کا ذکر ہوا وہ سب کے سب جنتی ہوں گے کیونکہ قرآن کریم "مثانی" ہے چیزوں کا دونوں رُخ پیش کرتا ہے، جب اللہ نے اہل جنت کا ذکر کیا تو اس کے بعد ہی اہل جہنم کا ذکر بھی فرما دیا، تاکہ مومن اللہ کی رحمت کے امیدوار اس کے عذاب سے خائف ہو جائیں۔

## مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر ایمان

اس اللہ کا شکر ہے جو بڑا کریم احسان کرنے والا، غالب، اقتدار والا ہے، اسی نے انسان کو عدم سے پیدا کیا، پھر اس سے کہا "ہوجا" وہ ہوگیا، ہر روز اس کی ایک نئی شان ہے، اور جو کچھ بھی اس روئے زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے صرف تیرے رب ذوالجلال والاکرام کی ذات باقی رہے گی، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، یہ اس شخص کی شہادت ہے جس نے کہا، میرا رب اللہ ہی پھر وہ اسی پر جم گیا، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نبی اور رسول لوگوں کے سردار ہیں، اے اللہ تو درود وسلام بھیج اپنے بندے اور اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے آل واصحاب پر۔

معلوم ہو کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی مخلوق کو اس لئے پیدا کیا کہ وہ اس کی بندگی کریں اور انھیں عقل عطا کی کہ وہ اسے پہچانیں اور انھیں اپنی ظاہری و باطنی نعمت عطا کی تاکہ وہ اس کا شکر ادا کریں اور اللہ نے دنیا میں ان کے کھانے، پینے، میوے اور پھل اور ہر طرح کی بھلی چیزیں اور ان کی ضرورت کی تمام ادنی اور اعلی چیزیں بنائیں، یہ سب چیزیں اللہ کی طرف سے اپنے بندوں کے لئے انعام ہیں جن سے وہ اپنی زندگی میں لطف اندوز ہوں اور ان کاموں میں انھیں استعمال کریں جو ان کی آخرت کے لئے باعث خیر ہوں۔ اللہ کا ارشاد ہے۔

كُلُوا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى۔ (طٰہٰ - ۸۱)

کھاؤ ہمارا دیا ہوا رزق اور اس کو کھا کر سرکشی مت کرو ورنہ تم پر میرا غضب ٹوٹ پڑیگا۔ اور جس پر میرا غضب گرا وہ گر کر ہی رہا۔

اس آیت میں اللہ نے اپنے بندوں کو حکم فرمایا ہے کہ وہ اللہ کی دی ہوئی پاک روزی کھائیں اور انھیں سرکشی سے منع فرمایا ہے، یعنی وہ حد سے تجاوز کر کے اللہ کی نعمت کو اسراف، عیاشی اور فسق و نافرمانی اور اللہ کی معصیت میں استعمال نہ کریں جس سے اللہ ناراض ہو کیونکہ ان سب کو اللہ کے یہاں ان نعمتوں کا حساب دینا ہے اور اپنے کئے کا بدلہ پانا ہے، جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے۔

فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔

اللہ سے رزق مانگو اور اسی کی بندگی کرو اور اس کا شکر ادا کرو اسی کی طرف تم پلٹائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(العنکبوت ۔ ۱۷) جانے والے ہو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انھیں یہ بات یاد دلائی ہے کہ وہ سب اللہ کے پاس لوٹ کر جانے والے ہیں تاکہ وہ اس کے رُو برُو پیش ہوں، اللہ ان سے ان کے اعمال کی بابت پوچھے گا اور یہ سوال کریگا کہ تم نے ہمارے انبیاء کو کیا جواب دیا۔ یہی وہ بات ہے جسے صابرین یوں کہتے ہیں "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ لہٰذا جو شخص یہ جانتا ہے کہ وہ اللہ کا غلام ہے اور اسے اللہ کے حضور پیش ہونا ہے، اسے یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اسے اللہ کے سامنے سوال وجواب کے لئے کھڑا ہونا بھی ہے، فرمایا۔

وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ۝ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ۝

(الصافات ۲۴ ۔ ۲۶)

ان کو کھڑا کرو ان سے پوچھا جائے گا کیا بات ہے تم آپس میں ایک دوسرے کی مدد نہیں کر رہے ہو بلکہ وہ لوگ آج پوری طرح گردن جھکائے ہوئے ہیں۔

نیز فرمایا۔

يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰى اِلَّا مِثْلَهَا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ

(المومن ۳۹ ۔ ۴۰)

لوگو یہ دنیا کی زندگی تو چند روزہ ہے ہمیشہ کے قیام کی جگہ آخرت ہے جو بُرائی کریگا اس کو اتنا ہی بدلہ ملیگا جتنی اُس نے بُرائی کی ہو گی، اور جو نیک عمل کریگا خواہ وہ مرد ہو، یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو ایسے سب لوگ جنّت میں داخل ہوں گے جہاں ان کو بے حساب رزق دیا جائے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اللہ نے دنیا کو "متاع" فرمایا۔ متاع اس چیز کو کہتے ہیں جس سے آدمی تھوڑی دیر کیلئے فائدہ اٹھالے پھر وہ چیز ختم ہو جائے، جیسے متاع سفر جس سے تھوڑی ہی دیر کے لئے استفادہ ہوتا ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے۔

اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ۔ (التوبہ۔ ۳۸) کیا تم نے آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کو پسند کرلیا، معلوم ہو کہ دنیوی زندگی کا یہ سب سروسامان آخرت میں بہت تھوڑا نکلیگا۔

اور فرمایا۔

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (آل عمران ۱۸۵) اور دنیا کی زندگی محض دھوکہ کا سامان ہی۔

اور دنیا کا عیب ہی یہ ہے کہ اس کے فنا اور انقلاب حال کا بار بار ذکر کیا جاتا ہی جو اس کے زوال کی سب سے بڑی دلیل ہے، دنیا میں انسان کی صحت بیماری سے، اور خوشحالی تنگ دستی سے اور زندگی موت سے اور آبادی ویرانے سے بدلتی رہتی ہے۔ ایک ساتھ رہنے والے لوگ دوستوں کی جُدائی کا شکار ہوتے رہتے ہیں۔ اور اس مٹی کے اوپر جو کچھ ہے سب مٹی ہے، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دنیا کے لئے فنا اور آخرت کیلئے بقا لکھ دی ہے، اور جس کے لئے فنا مقدر ہو چکی ہے اس کو کبھی بقا نصیب نہیں ہو سکتی، رہی وہ موت جس سے لوگ گھبراتے ہیں تو وہ حقیقت میں دائمی فنا نہیں بلکہ وہ صرف ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہونا ہے۔ (تاکہ اللہ بد کرداروں کو ان کی بدکرداری کی سزا اور نیکوکاروں کو ان کی نیکی کی جزا عطا کرے)

لہٰذا موت اور اس کی گھبراہٹ اسی شخص کو لاحق ہوتی ہے جس نے اپنی آخرت کے لئے کچھ نہیں بھیجا ہے۔ ایسے شخص کو دنیا سے جاتے وقت موت کی شدت کے ساتھ ساتھ مرنے کی حسرت اور قبر کے خوف کا سامنا ہوتا ہے۔ اور وہ اس وقت نادم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہوتا ہے جب ندامت سے اس کو کچھ فائدہ نہیں پہونچتا، اس وقت وہ حسرت سے کہتا ہے (یَا لَیْتَنِی قَدَّمْتُ لِحَیَاتِی۔ الفجر۔۲۴) کاش میں نے اپنی زندگی کے لئے پہلے کچھ بھیجدیا ہوتا، اور سب سے اچھے لوگ وہ ہیں جن کی عمر طویل ہو اور عمل بہتر، اور بدترین لوگ وہ ہیں جن کی عمر طویل ہو اور عمل بُرا کیا ہو۔ شاعر نے کہا۔

دَعِ الذَّمَّ لِلدُّنْیَا فَکَمْ مِنْ مُوَفَّقٍ یَقُولُ وَقَدْ لَاقَی النَّعِیْمَ بِجَنَّةٍ

دنیا کی مذمت چھوڑ دو کتنے ہی خوش نصیب صاحب عمل ہوں گے جو جنت کی خوشحالی پاکر بھی کہیں گے

حَیَاتِی لَوِ امْتَدَّتْ لَزَادَتْ سَعَادَتِی فَیَا لَیْتَ اَیَّامِی اُطِیْلَتْ وَ مُدَّتِی

میری زندگی اگر طویل ہوتی تو مجھے مزید سعادت ملتی کاش میری زندگی اور طویل کر دی جاتی۔

دنیا میں لوگوں کا حال مسافر جیسا ہے، جنھیں یقین ہے کہ ان کے لئے ایک گھر ہے جو ان کے دنیا کے گھر سے زیادہ پائیدار اور اُن کی دُنیاوی زندگی سے زیادہ بہتر ہے، ایسے لوگ اپنی آخرت کے لئے زاد راہ جمع کرتے ہیں اور وہاں اپنی پونجی منتقل کرنے کے لئے بھرپور کوشش کرتے ہیں، اس لئے کہ جس نے وہاں نیکی بھیجی ہوگی وہاں جانے کے لئے بھی مشتاق ہوگا، کیونکہ نیکیاں بُرے حادثات سے بچاتی ہیں، اللہ نے قرآن کی آخری آیت میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَی اللّٰهِ اس دن کا خوف رکھو جب تم اللہ کے حضور
ثُمَّ تُوَفّٰی کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ پیش کئے جاؤ گے پھر ہر نفس کو اس کے کئے
وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۝ (البقرۃ۔ ۲۸۱) کا بھرپور بدلہ دیا جائیگا اور اُن پر ظلم نہ ہوگا۔

جس مومن کے پاس عمل صالح کا بھرپور حصہ اور آخرت کے لئے زاد راہ موجود ہے وہ موت کے آنے سے کبھی نہیں ڈرتا، کیونکہ اسے اپنے رب کی ملاقات اور عمل کے ثواب کیلئے لگن ہے، اس کا نفس اپنے مولی کی ملاقات کے لئے مطمئن ہے، ایسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شخص کو موت کے وقت کہا جاتا ہے۔

| | |
|---|---|
| یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۝ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۝ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۝ (الفجر۔ ۲۷۔۳۰) | اے نفس مطمئنہ، اپنے رب کے پاس ہنسی خوشی چلا جا، میرے بندوں میں داخل ہوجا اور میری جنت میں داخل ہوجا۔ |

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا ماثور ہے۔

| | |
|---|---|
| اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ نَفْسًا مُّطْمَئِنَّةً تُؤْمِنُ بِلِقَائِكَ وَتَقْنَعُ بِعَطَائِكَ وَتَرْضٰى بِقَضَائِكَ۔ | اے اللہ تجھ سے نفس مطمئنہ مانگتا ہوں جو تیری ملاقات پر ایمان رکھے اور تیری بخشش پر قانع رہے اور تیرے فیصلے پر راضی۔ |

اور حدیث میں ہے آپ نے فرمایا، جو اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے، اللہ اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ بعض صحابہ نے کہا، یا رسول اللہ، ہم موت سے ڈرتے ہیں آپ نے فرمایا، بات ایسی نہیں، بلکہ انسان کے جب دنیا سے جانے اور آخرت میں آنے کا وقت آتا ہے تو آدمی اگر صاحب خیر ہوتا ہے تو اسے نیکی کی بشارت دی جاتی ہے اس وقت وہ اللہ سے ملنے کا شوق کرنے لگتا ہے اور اللہ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور اگر آدمی بدکار رہتا ہے تو اسے بُرائی کی خبر دیجاتی ہے، اسوقت وہ اللہ کی ملاقات سے ڈرتا ہے اور اللہ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ (رواہ احمد والنسائی من الحدیث انس، بل رواہ البخاری ومسلم من حدیث عبادۃ بن صامت)

اور اللہ نے دنیا آخرت کی کھیتی بنایا ہے، جسمیں اچھے اور بُرے اعمال بوئے جاتے ہیں، جو شخص نیکیوں اور اعمال صالحہ سے خالی ہاتھ ہوکر دُنیا سے نکلے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



گا، آخرت میں بھی فقیر ہو کر آئے گا اور اس کا ٹھکانہ برا ہوگا، شاعر نے کہا ہے

تَزَوَّدْ مِنَ الدُّنْيَا بِزَادٍ مِّنَ التُّقٰى　　فَعُمْرُكَ اَيَّامٌ وَّهُنَّ قَلَائِلُ

دنیا سے تقویٰ کا زادِ سفر حاصل کر　　تیری عمر کا سرمایہ دن ہیں جو بہت کم ہیں!

فَمَا اَقْبَحَ التَّفْرِيْطَ فِيْ زَمَنِ الصِّبَا　　فَكَيْفَ بِهٖ وَالشَّيْبُ لِلرَّأْسِ شَاعِلُ

بچپنے کی کوتاہی کتنی بڑی تھی　　اب بڑھاپے میں کیا کرسکو گے جب بال سفید ہو گئے

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر ایمان محض اعمال پر جزاء کے لئے مقرر کیا ہے تاکہ نیکوکار کو اس کی نیکی اور گنہگار کو اس کی نافرمانی کی سزا دی جائے اور حشر و نشر پر ایمان ارکان ایمان کا سب سے مضبوط رکن ہے، قرآن میں اللہ نے اس کا بہت ذکر فرمایا ہے، ارشاد ہے۔

اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا تَسْعٰى ○ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ○

(الانعام ۱۵۹)

قیامت کی گھڑی ضرور آنے والی ہے، میں اس کا وقت مخفی رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر نفس اپنی سعی کے مطابق بدلہ پائے، پس کوئی شخص جو اس پر ایمان نہیں رکھتا اور اپنی خواہش نفس کا بندہ بن گیا ہے تجھکو اس گھڑی کی فکر سے نہ روک دے ورنہ تو ہلاکت میں پڑ جائے گا۔

کیونکہ یہ عقیدۂ آخرت طاعات کے کاموں کے لئے سب سے بڑا باعث ہے اور منکرات کے ارتکاب سے سب سے بڑا مانع ہے۔

لَمْ تَرْتَجِعْ اَلا نُّفُسُ عَنْ غَيِّهَا　　مَا لَمْ يَكُنْ مِنْهَا لَهَا زَاجِرٌ

نفس اپنی گمراہی سے اس وقت تک　　باز نہیں رہتا جبتک اس کو کوئی روکنے والا نہ ہو

اور سلف صالح اپنی وصیتوں کے شروع میں اپنے عقائد کی بابت صراحت سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لکھدیا کرتے تھے، یہ وصیت فلاں ابن فلاں نے کی ہے اور وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اور جنت حق ہے، جہنم حق ہے، قیامت آنیوالی ہے اس میں کچھ شک نہیں، اور جو لوگ بھی قبروں میں ہیں اللہ ان سب کو اٹھائے گا۔ اسی شہادت پر میں زندگی گذار رہا ہوں اور اسی پر مروں گا اور انشاء اللہ اسی عقیدہ پر اُٹھایا جاؤں گا۔

اور صحیحین میں ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے "ابن آدم نے مجھے جھٹلایا اور اس کے لئے یہ مناسب نہ تھا اور ابن آدم نے مجھے بُرا بھلا کہا اور اس کے لئے یہ مناسب نہ تھا، اس کا بُرا بھلا کہنا تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ نے اپنے لئے لڑکا بنایا ہے، حالانکہ میں اکیلا، بے نیاز ہوں نہ مجھے کسی نے جنا، نہ میں نے کسی کو جنا، اور نہ میرا کوئی ہمسر ہے، اور اس کا مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ نے مجھے پیدا کیا ہے اب اس طرح وہ کبھی نہیں دوبارہ اٹھائے گا، حالانکہ پہلی بار پیدا کرنا میرے لئے دوسری بار پیدا کرنے سے زیادہ آسان نہ تھا۔" اللہ تعالیٰ نے مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر ایمان لانے کی اکثر آیات میں سخت تاکید فرمائی ہے، جیسے کہ اس کا ارشاد ہے۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ

نیکی یہ نہیں ہے کہ تم اپنے چہروں کو مشرق اور مغرب کی طرف پھیر لو، بلکہ نیکوکار وہ ہے جو اللہ اور قیامت کے دن اور فرشتوں کی کتاب اور نبیوں پر ایمان لائے۔

اللہ نے اس آیت میں قیامت کو یوم آخرت کہا ہے کیونکہ وہ دنیا کی زندگی کے بعد آئے گی۔ اور حدیث جبریل میں جسے مسلم نے حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بخاری نے ابو ہریرہؓ سے، کہ حضرت جبریل نے آپ سے پوچھا، یارسول اللہ! آپ مجھے ایمان کی بابت بتائیے، آپ نے فرمایا، ایمان یہ ہے کہ تم اللہ اور اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور قیامت کے دن پر ایمان لاؤ اور تقدیر پر ایمان لاؤ اسکی اچھائی اور بُرائی پر"۔ انھوں نے کہا "سچ فرمایا"۔ آپ نے یوم آخرت جو مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا دن ہے، پر یقینی تصدیق کو ایمان کا رکن قرار دیا۔ جو قیامت کا منکر ہے وہ کتاب اللہ کا بھی منکر ہے اور اس دین کا بھی جسے اللہ نے اپنے تمام رسولوں کو دیکر بھیجا ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے۔

| | |
|---|---|
| زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا، قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ (التغابن - ۷) | کافروں کا دعویٰ ہے کہ وہ ہرگز دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔ ان سے کہو "نہیں" میرے رب کی قسم، تم ضرور اٹھائے جاؤ گے، پھر تم کو بتایا جائے گا کہ تم نے کیا کیا ہے اور یہ اللہ کے لئے بہت آسان ہے۔ |

عقیدۂ حشر پر ایمان کے مسئلے میں عوام کی دو قسمیں ہیں، ایک گروہ دہریوں اور ملحدوں کا ہے، جو ہر اس چیز کو جھٹلاتا ہے جو ان کی نگاہ اور مشاہدے سے باہر ہو اس طرح وہ اللہ کے وجود کے منکر ہیں، فرشتوں اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا انکار کرتے ہیں، جنت و جہنم کی تکذیب کرتے ہیں، وہ صرف انھیں چیزوں کو مانتے ہیں جنھیں وہ محسوس کر سکتے، چھو سکتے، دیکھ سکتے ہیں، انکا کہنا ہے۔

| | |
|---|---|
| مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ | یہ دنیا کی زندگی صرف اتنی ہے کہ ہم مرتے جیتے ہیں اور ہمیں صرف زمانہ ہی ہلاک کرتا ہے انھیں اس کا کوئی علم نہیں وہ صرف گمان |

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ۝ (الجاثیۃ۔۲۴) کرتے ہیں۔

اللہ نے قرآن میں ان لوگوں کے خلاف بہتیری دلیل دی ہیں، لیکن اس قماش کے لوگ اتنے ہٹ دھرم ہوتے ہیں کہ اگر اللہ کا عذاب بھی دیکھ لیں، جب بھی ایمان نہیں لاتے، جیساکہ فرمایا۔

وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝ (یونس۔۹۷)

اور اگر آجائیں ان کے پاس تمام نشانیاں، یہاں تک کہ دیکھ لیں دردناک عذاب کو۔

ارشاد الٰہی ہے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ط (الاعراف۔۵۳)

یہ لوگ صرف اپنے انجام کے منتظر ہیں۔

جس دن تمام حقائق ثابت ہو جائیں گے، اور اللہ رب العزت قیامت کے دن اپنی مخلوق کے سامنے نمودار ہوں گے اور جنت وجہنم کھلے طور پر ظاہر ہو جائیں گے۔ اور فرشتے دکھائی دینے لگیں گے، ارشاد ہے ؎

يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ج فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ط قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝

جس روز انجام سامنے آجائیگا تو وہی لوگ جنھوں نے اسے بھلا دیا تھا کہیں گے، واقعی ہمارے رب کے رسول حق لے کر آئے تھے پھر کیا اب ہمیں کچھ سفارشی ملیں گے جو ہمارے حق میں سفارش کریں یا ہمیں دوبارہ واپس ہی بھیجدیا جائے، تاکہ جو کچھ ہم پہلے کرتے تھے اس کے بجائے اب دوسرے طریقہ پر کام کر کے دکھائیں، انھوں نے اپنے آپ کو خسارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(الاعراف ۔ ۵۳) میں ڈال دیا اور ان کی ساری افترا پردازیاں ختم ہو گئیں

اس وقت ان کی حالت ایسی ہوگی جسکی بابت اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے ۔

| | |
|---|---|
| لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُھَا لَمْ تَکُنْ | ایسے شخص کو اسکا ایمان کچھ فائدہ نہ دے گا جو |
| اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ کَسَبَتْ فِیْٓ | پہلے ایمان نہ لایا ہو یا جس نے اپنے ایمان میں |
| اِیْمَانِھَا خَیْرًا ط قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا | کوئی بھلائی نہ کی ہو، کہدو، تم انتظار کرو ہم |
| مُنْتَظِرُوْنَ ٥ (الانعام ۔ ۱۵۸) | بھی انتظار کرتے ہیں ۔ |

جو لوگ حشر کو جھٹلاتے ہیں وہ دنیا میں جانوروں جیسی زندگی گذارتے ہیں اور خود کو بھی وہ بالکل جانوروں ہی جیسا سمجھتے ہیں جن کے ذمہ عمل صالح کرنے اور بُرے عمل سے بچنے کی کوئی ذمہ داری نہیں، نہ ان پر حلال وحرام کی کوئی قید ہے، نہ روزہ ونماز کی پابندی، اللہ تعالیٰ نے انھیں لوگوں کی بابت فرمایا ہے ۔

| | |
|---|---|
| وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَتَمَتَّعُوْنَ وَیَاْکُلُوْنَ | اور جنھوں نے کفر کیا وہ مزے اڑا رہے ہیں اور |
| کَمَا تَاْکُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًی | جانوروں کی طرح کھا پی رہے ہیں اور اُن کا |
| لَّھُمْ ۔ (محمد ۔ ۱۲) | آخری ٹھکانہ جہنم ہے ۔ |

اور فرمایا ۔

| | |
|---|---|
| اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَکْثَرَھُمْ یَسْمَعُوْنَ | کیا آپ سمجھ رہے ہیں ان میں اکثر سنتے سمجھتے |
| اَوْ یَعْقِلُوْنَ ط اِنْ ھُمْ اِلَّا کَالْاَنْعَامِ | ہیں، نہیں، بلکہ وہ تو جانور کی طرح بلکہ ان سے |
| بَلْ ھُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا ٥ (الفرقان ۴۴) | بھی زیادہ بھٹکے ہوتے ہیں ۔ |

اللہ نے انھیں جانور سے بھی زیادہ گم کردہ راہ قرار دیا، کیوں کہ انھوں نے اللہ کی دی ہوئی عقل اور کان اور آنکھوں کو اللہ کی بندگی میں صرف نہیں کیا ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عَمِيَ الْعُيُونُ عَمُوْا عَنْ كُلِّ فَائِدَةٍ لِأَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ تَقْلِيْدًا

آنکھیں اندھی ہوگئیں کیونکہ انھوں نے ہر فائدہ سے آنکھیں بند کرلیں، یہ اس طرح کہ انھوں نے دوسروں کی دیکھی دیکھا اللہ کا انکار کیا۔

رہے مومنین صادقین تو وہ ان تمام حقائق پر ایمان رکھتے اور ان تمام غیبی باتوں پر عقیدہ رکھتے ہیں جس کی اللہ نے اپنی کتاب میں اور اپنے رسول کے ذریعہ خبر دی ہے، یہ باتیں خواہ ایسی ہوں جن کا انھوں نے حواس اور اعضاء سے مشاہدہ کیا ہو یا نہ کیا ہو، اس لئے کہ وہ تو اللہ کی ذات پر اور اس کے دین پر اس کی مرضی کیمطابق ایسا یقینی ایمان رکھتے ہیں جسمیں کسی شک کی کوئی گنجائش نہیں، یہ غیب پر ایمان رکھنے والے لوگ ہیں، جن کی تعریف اللہ نے ان آیات میں فرمائی ہے۔

| | |
|---|---|
| اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ٥ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ج وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ٥ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ق وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥ (البقرة ـ ۳ ـ ۵) | جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا اسمیں سے خرچ کرتے ہیں، اور جو لوگ اٹل ایمان رکھتے ہیں اس کتاب پر جو آپ کی طرف اتاری گئی ہے اور جو اس سے پہلے اتاری گئی ہے، اس پر اور وہ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر فائز ہیں، اور ایسے ہی لوگ کامیاب ہونیوالے ہیں۔ |

اللہ کے رب ہونے پر ایمان لانا، اور یہ کہ وہی مُردوں کو زندہ کرتا ہے، اس پر ایمان رکھنا ایمان بالغیب کہلاتا ہے۔ اسی طرح فرشتوں پر ایمان رکھنا کہ وہ لوگ اللہ کی مخلوق ہیں، اللہ نے ان کو اپنی عبادت اور خدمت کے لئے پیدا کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے، یہ بھی ایمان بالغیب ہے، اور جنت و دوزخ پر ایمان بھی ایمان بالغیب ہے، اور جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اللہ نے ان کی بڑی تعریف فرمائی، فرمایا (یہی لوگ اپنے رب کی ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔) فلاح سے مُراد دنیا و آخرت کی کامیابی اور نجات کا حصول ہے۔

جو چیز سب سے زیادہ دلوں کو گرماتی اور آخرت کے عمل کیلئے تیار کرتی ہے وہ یہی نیکیوں کے ثواب اور گناہوں کی سزا پر ایمان ہے، جو نماز ادا کرنے، زکوٰۃ دینے روزہ رکھنے، رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حُسنِ سلوک، اللہ کی راہ میں جان و مال کی قربانی دینے کی ہمت اور شوق پیدا کرتا ہے اور کسی کو اللہ کے نزدیک عمل صالح کے بغیر مرتبہ نہ ملے گا، ایسے لوگوں سے کہا جائیگا جنت میں اپنے عمل کے سبب داخل ہو جاؤ، رہی موت تو وہ دائمی فنا کا نام نہیں بلکہ دنیا کی زندگی کے ختم ہونے اور آخرت کی زندگی کے شروع ہونے کا نام ہے۔

## اہلسنّت والجماعت کا عقیدہ

اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ قیامت ضرور آئے گی اسمیں کوئی شک نہیں اور اللہ تعالیٰ قبر والوں کو زندہ کر کے اٹھائیں گے، اللہ کا ارشاد ہے۔

| | |
|---|---|
| اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝ مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ۔ | لوگوں کے حساب کا وقت قریب آگیا ہے اور وہ غفلت میں منہ موڑے ہوتے ہیں، انکے پاس جو تازہ نصیحت بھی اُن کے رب کیطرف سے آتی ہے اس کو بتکلف سنتے ہیں اور کھیل میں پڑے رہتے ہیں، اُن کے دل اور طرف |

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لگے ہوئے ہیں۔ (الانبیاء ۔ ۱-۳)

اللہ نے یوم قیامت کے حساب کے قریب آجانے کی خبر دی ہے، قریب اسلئے کہ جو چیز آنے والی ہوتی ہے وہ قریب ہوتی ہے، اور جو آنے والی نہیں ہوتی وہ دُور ہے۔ اور عصر کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا۔ جب آفتاب کھجوروں کے ٹہنیوں اور دیواروں پر آگیا تو آپ نے فرمایا "اب دنیا میں سے اتنا ہی باقی رہ گیا جتنا آج کے دن میں سے باقی رہ گیا ہے" یعنی دنیا کی گذری ہوئی مدّت طویل ہو چکی ہے۔

## نیند موت کی ہم جنس اور اس سے بیداری مرنے کے بعد اٹھائے جانیکے قائم مقام ہے

اللہ نے زندگی میں نیند کو پیدا کیا ہے اور وفات کو نیند کے قائم مقام بنایا ہے، اور قدرت الٰہی کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ۔ اور اس کی نشانیوں میں سے تمہارا رات اور دن میں سونا اور تمہارا اس کے فضل کو تلاش کرنا ہے۔ (الروم ۔ ۲۳)

نیند اللہ کی ایک نعمت ہے جو جسم میں آرام اور صحت کو دوبارہ پیدا کرتی ہے۔ اور بدن کی چستی اور قوت کو واپس لاتی ہے، اور مرنے کے بعد اٹھایا جانا بالکل نیند کے بعد بیداری کی طرح ہے، اگر آدمی اپنی قبر میں ایک ہزار یا دو ہزار سال تک رہ جائے پھر قیامت کے دن بیدار ہو کر اُٹھے گا تو ایسا ہوگا جیسے وہ صرف صبح و شام ہی قبر میں رہا ہے، اللہ کا ارشاد ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ؕ (الاحقاف - ۳۵)

اور ان کے معاملے میں جلدی نہ کرو، جسدن وہ اس چیز کو دیکھ لیں گے جنکا انھیں خوف دلایا جارہا ہے تو انھیں معلوم ہو جائیگا کہ جیسے دنیا میں ایک گھڑی بھر سے زیادہ نہ رہے تھے۔

* اور اللہ تعالیٰ نے اہل کہف کی بزرگی کا ذکر فرمایا، کہ وہ لوگ تین سو نو سال تک سوتے ہی رہے۔ اور فرمایا۔

وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ (الکھف - ۱۹)

اور اسی طرح ہم نے ان کو اٹھایا کہ وہ آپسمیں سوال وجواب کریں، انمیں سے ایک نے پوچھا کتنے دن اس حال میں رہے، دوسروں نے کہا شاید دن بھر یا اس سے کم رہے ہونگے۔

اللہ نے اہل کہف کی لمبی نیند کو موت کی طویل نیند سے تشبیہ دی، اور ان کی نیند سے بیدار ہونے کو قیامت کے دن مرنے کے بعد اٹھائے جانے سے تشبیہ دی ہے، اور اہل کہف کا یہ کہنا کہ ہم ایک دن یا اُس سے کم سوتے رہے۔ تو بالکل اسی طرح مُردوں سے قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ تم کتنی مدت قبر میں رہے، کہیں گے کہ بس دن کا تھوڑا ہی حصہ۔ اسی لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا۔

وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ (الکھف - ۲۱)

اور اسی طرح ہم نے اہل شہر کو ان کے حال پر مطلع کیا تاکہ لوگ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں۔

اللہ نے دنیا کی نیند کو آخرت کی موت کے لئے ایک نمونہ بنایا ہے، اس دنیاوی نیند سے قیامت کا قائم ہونا، قیامت کے احوال اور اس کی ہولناکیوں، سب کے حقیقت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہونے کی تصدیق ہوتی ہے۔ اور اللہ نے ایک آیت میں نیند کو موت کہا ہے، فرمایا

| | |
|---|---|
| اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا | وہ اللہ ہی ہے جو موت کے وقت رُوحیں قبض |
| وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِھَا ج | کرتا ہے اور جو ابھی نہیں مرا ہے اس کی روح |
| فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْھَا الْمَوْتَ | نیند میں قبض کر لیتا ہے پھر جس پر وہ موت کا |
| وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰی اِلٰٓی اَجَلٍ | فیصلہ نافذ کرتا ہے اسے روک لیتا ہے اور |
| مُّسَمًّی ط (الزمر — ۴۲) | دوسروں کی رُوحیں ایک وقت مقررہ کیلئے واپس بھیج دیتا ہے |

اللہ نے نیند کو وفات کہا کیونکہ وہ آخرت کی وفات کے مانند ہے اور اس نیند کو وفات صغریٰ کہا جاتا ہے جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے۔

| | |
|---|---|
| وَھُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِالَّیْلِ وَ | وہی ہے جو رات کو تمہاری رُوحیں قبض کرتا |
| یَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّھَارِ ثُمَّ | ہے اور دن کو جو کچھ تم کرتے ہو اسے جانتا ہے |
| یَبْعَثُکُمْ فِیْہِ لِیُقْضٰٓی اَجَلٌ مُّسَمًّی | پھر دوسرے روز تمہیں اسی کاروبار کے |
| ثُمَّ اِلَیْہِ مَرْجِعُکُمْ ثُمَّ یُنَبِّئُکُمْ | عالم میں واپس بھیج دیتا ہے تاکہ زندگی کی مقررہ مدت |
| بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ | پوری ہو، آخر کار اسی کی طرف تمہاری واپسی |
| (الانعام — ۶۰) | ہے، پھر وہ تمہارے اعمال کی خبر دے گا۔ |

اللہ نے نیند کو وفات اس لئے کہا کہ وہ زندہ شخص پر اس کی غفلت کی حالت میں اس طرح اچانک حملہ کرتی ہے کہ آدمی کو اس کے آنے کا احساس تک نہیں ہوتا اور وہ مُردوں کی دُنیا میں چلا جاتا ہے، پھر وہ خواب میں مختلف احوال، خوف، اور مُردوں سے بات چیت وغیرہ کا احساس کرتا ہے جن کا وہ بیداری کی حالت میں احساس نہیں کر سکتا تھا، جب وہ خواب میں خوش کن چیزیں دیکھتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور جاگ کر مگن رہتا ہے۔ اور اچھے خواب "مبشرات" (خوشخبری دینے والے) میں سے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور ایسے خواب مومن کو ہی نظر آتے ہیں یا اس کو دکھائے جاتے ہیں، ایسے ہی جب وہ کوئی بُرا خواب دیکھتا ہے تو بہت ہی رنجیدہ ہوتا ہے، اپنے بُرے خواب کے انجام سے اس کا دل مغموم رہتا ہے، آخرت کا بھی یہی حال ہو گا، اللہ نے نیند کو پیدا کیا اور اسے وفات سے تعبیر کیا اور اسے قیامت کے احوال اور اس کی تباہیوں کے لئے ایک سچے گواہ کی حیثیت دی اور بتایا کہ لوگوں کا اپنی قبروں سے اٹھایا جانا ان کے نیند سے اٹھنے کے قائم مقام ہے۔ ارشاد ہے۔

| | |
|---|---|
| وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ ۝ قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَن بَعَثَنَا مِن مَّرْقَدِنَا ۜ هَٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ۝ إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ۝ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ | پھر ایک صُور پھونکا جائے گا اور یکایک یہ اپنے رب کے حضور پیش ہونے کے لئے اپنی قبروں سے نکل پڑیں گے، گھبرا کر کہیں گے، افسوس! کس نے ہمیں ہماری خوابگاہ سے اٹھا دیا ہے، یہی وہ چیز ہے جس کا وعدہ اللہ نے کیا تھا اور رسولوں کی بات سچی تھی، ایک ہی زور کی آواز ہوگی، ہمارے سامنے حاضر کر دیئے جائیں گے، آج کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جائے گا اور تمہیں ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا۔ جیسے عمل تم کرتے رہے تھے۔ |

(یٰسٓ۔ ۵۱۔۵۴)

کسی بھی سمجھدار آدمی کو نہیں چاہیئے کہ قیامت کے قائم ہونے کو مؤخر اور مشکل سمجھے، جب کہ اس کی نشانیاں ظاہر ہو چکی ہیں اور وہ بالکل اچانک ہی آپڑے گی، لوگ اسے دُور سمجھتے ہیں حالانکہ وہ بالکل قریب ہے، اپنی دراز تمناؤں کی وجہ سے آدمی آ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نافرمانیوں کی طرف ڈھکیل رہا ہے، وہ اطاعت اور بندگی و نماز چھوڑ کر اور بُرے کام کر کے سمجھتا ہے کہ آخرت ابھی بہت پیچھے ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے۔

بَلْ يُرِيدُ الْإِنْسَانُ لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ — مگر انسان چاہتا ہے کہ آگے بُرائیاں کرتا رہے

يَسْأَلُ أَيَّانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ ۝ — پوچھتا ہے کب ہے قیامت کا دن؟

(القیٰمۃ ۔ ۵ ۔ ۶)

کہتا ہے عمل کر دوں گا پھر توبہ کر دوں گا اور پھر عمل کر دوں گا اور پھر توبہ کر دوں گا لیکن اس کی اس خیالی پلاؤ تیار ہونے سے پہلے ہی بسا اوقات موت آجاتی ہے یعنی اسکی توبہ اور ندامت سے قبل ہی موت اس کو دبوچ لیتی ہے، پھر حسرت و افسوس سے وہ یہی کہتا ہے۔

يَقُولُ يَا لَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي — اے کاش میں نے اپنی زندگی کے لئے پہلے سے کچھ بھیجدیا ہوتا۔

(الفجر ۔ ۲۴)

اپنے جسم سے جُدا ہونے کے بعد رُوحیں کبھی فنا نہیں ہوتیں، بلکہ راحت یا عذاب کی زندگی میں ہمیشہ باقی رہتی ہیں۔ قرآن مجید میں آل فرعون کے ذکر کے ضمن میں اس کا ثبوت ملتا ہے کہ انھیں صبح و شام جہنم میں پیش کیا جاتا ہے اور قیامت کیدن کہا جائے گا کہ آل فرعون کو سب سے سخت عذاب میں ڈالدو اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے شہداء کے بارے میں فرمایا ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ط بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۝ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَ

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مُردہ مت کہو وہ لوگ اپنے رب کے پاس روزی پا رہے ہیں، اللہ کے دیئے فضل پر خوش ہیں اور جو لوگ ابھی ان سے ملے نہیں ہیں وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



يَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

خوشخبری کا پیغام دیتی ہیں کہ اُن پر نہ کوئی غم ہے اور نہ حزن و ملال۔

(آل عمران - ۱۶۹ - ۱۷۰)

اور یہ برزخی رُوحوں کی زندگی کا ذکر ہے جس کی کیفیت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شہداء کی رُوحیں سبز چڑیوں کے جسم میں ہوں گی، جو جنت کی نہروں کا پانی پیئیں گی اور اس کا پھل کھائیں گی، اور مومنین صالحین کی رُوحوں کے متعلق بھی ایسا ہی ثابت ہے۔ معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد رُوحیں زندہ رہتی ہیں اور انعام یا عذاب کی زندگی گذارتی ہیں۔

اسی طرح معراج کی شب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کرام سے اُنکی منزلوں میں ملاقات کی اور ان کو نماز پڑھائی اور یہ سب کچھ محض ان کی رُوحوں کے ساتھ ہوا، یا ہوسکتا ہے کہ آپ کے لئے انھیں اُن کی دنیاوی صورت میں پیش کیا گیا ہو، کیونکہ آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کی جسمانی صورت میں دیکھا جنہیں دنیا کا نصف حسن بخشا گیا تھا۔ اسی طرح آپ کے اور موسیٰ کے درمیان بار بار بات چیت کا ہونا، اور یہ بات چیت بھی محض رُوحوں کے ذریعہ ہوئی ہے ورنہ معلوم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ سارے انبیاء تو وفات پاکر زمین میں دفن ہو چکے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج قول صحیح کے مطابق آپ کی رُوح اور جسم کے ساتھ ہوئی تھی، اور روایات کے الفاظ کو ان کی حقیقت پر محمول کیا جائیگا، اس لئے کہ اسراء و معراج کا یہ واقعہ آپ کا ایک معجزہ تھا، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسے "سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهٗ هُوَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔ (الاسراء۔۱) کیساتھ بیان فرمایا ہے، یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ کو مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک راتوں رات سیر کرائی جس کے آس پاس ہم نے برکت عطا کی ہے تاکہ ہم اُنھیں اپنی نشانیاں دکھائیں، بیشک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے معراج کے واقعہ کا ذکر تسبیح سے شروع کیا ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ قرآن کی اقتدار کرتے ہوئے آپ جب کسی چیز کو بڑی سمجھتے تو اس وقت یا تو سبحان اللہ کہتے یا اللہ اکبر۔ اور صحیح مسلم میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کے عیش پرست، نافرمان، گنہگار لوگوں کو قیامت کے دن جہنم میں ڈال کر ایک مرتبہ ڈبکی ماری جائے گی اور پھر اُن سے پوچھا جائے گا "کیا کبھی آرام پایا ہے؟" "کبھی راحت نصیب ہوئی ہے؟" وہ جہنم کے اس ادنیٰ عذاب کو پاکر دنیا کی راحت اور لذت کو ایک دم بھول جائے گا۔ پھر اُس سے پوچھا جائے گا "دنیا میں کتنے دن رہے؟" کہیگا صرف ایک دن، یا اُس سے بھی کم؟ اس کو جواب دیا جائے گا "اس مختصر عرصہ میں تو نے کتنے بُرے کام کر ڈالے۔"

اسی طرح ایک ایسے شخص (مومن فقیر و مسکین) کو بھی لایا جائے گا جسے دُنیا میں سخت عذاب و تکلیف کا سامنا کرنا پڑا تھا، اُسے جنت کی ایک سیر کرا دی جائیگی پھر پوچھا جائے گا، کیا دنیا میں تجھے کبھی کوئی تکلیف بھی پہونچی ہے؟ وہ کہیگا، نہیں نہیں میرے رب کبھی نہیں۔ اس سے پوچھا جائے گا دنیا میں تم کتنے دن رہے؟ وہ کہیگا بس ایک دن یا اُس سے کچھ کم؟ اس سے کہا جائے گا، تم نے اتنی مختصر مدت میں بڑے اچھے کام کر لئے۔

بعض ملحد جو حشر و نشر کو جھٹلاتے ہیں، اس کے وقوع اور امکان کو محال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سمجھتے ہیں کیونکہ ان کے دلوں میں دہریوں کا عقیدہ بالکل جما ہوا ہے اور خود کو وہ نیچری کہتے ہیں اور موت وحیات کو وہ نیچر ہی کی طرف منسوب کرتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ یہ زندگی بس خود پیدا ہوتی اور زمین کی خوراک بن جاتی ہے، اور اس کے بعد کوئی زندگی بھی نہیں، اسی وجہ سے نہ وہ اپنے رب کے حضور پیشی پر ایمان رکھتے ہیں نہ اسکے عذاب سے ڈرتے ہیں، حالانکہ اللہ نے اس حقیقت کو اچھی طرح ثابت کر دیا ہے اور قرآن کی بہت سی آیات میں ان کے انکار کا جواب دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

| | |
|---|---|
| إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا | جو لوگ ہماری ملاقات پر ایمان نہیں رکھتے |
| وَرَضُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ | اور دنیا کی زندگی کو پسند کر کے اسی سے |
| اطْمَأَنُّوا بِهَا وَالَّذِينَ هُمْ | مطمئن ہو چکے ہیں اور جو ہماری آیات سے |
| عَنْ آيَاتِنَا غَافِلُونَ ۝ أُولَٰئِكَ | غافل ہیں، ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے ان |
| مَأْوَاهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا | گناہوں کے سبب جو وہ کیا کرتے تھے۔ |
| يَكْسِبُونَ ۝ (یونس - ۷ - ۸) | |

اور ارشاد ہے۔

| | |
|---|---|
| أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا | کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ ہم نے تم کو بیکار |
| وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ۝ | پیدا کیا ہے اور تم ہمارے پاس واپس نہیں |
| (المؤمنون - ۱۱۵) | لائے جاؤ گے۔ |

ان کے فاسد عقیدہ کے اظہار کے لئے اللہ نے استفہام انکاری سے آیت کو شروع فرمایا ہے، جیسا کہ اس آیت میں ہے۔

| | |
|---|---|
| أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ | جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا وہ |
| وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ | اس پر قادر نہیں کہ انہیں کی طرح اور پیدا |

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مِثْلَهُمْ ۚ بَلٰى ۚ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

(یٰسٓ - ۸۱ - ۸۳)

کر دے، بیشک وہ بڑا پیدا کرنے والا جاننے والا ہے جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا حکم صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ کہتا ہے ہو جا، اور وہ چیز ہو جاتی ہے، پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہی ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

اور فرمایا۔

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُۨ ۝

(یٰسٓ - ۷۸ - ۷۹)

اور وہ ہمارے لئے مثال بیان کرتا ہے اور خود اپنی پیدائش کو بھول گیا، کہتا ہے جب ہڈیاں سڑ گل جائیں گی تو ان کو کون زندہ کرے گا، کہدو وہی ان کو زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور وہ ہر چیز کی پیدائش کو جاننے والا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حشر ونشر کے منکرین کو کئی طریقوں سے جواب دیا ہے۔ فرمایا۔

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ وَلَا يَحُضُّ عَلٰي طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝

(الماعون - ۱ - ۳)

آپ نے اس کو دیکھا جو جزا و سزا کو جھٹلاتا ہے یہ وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھلانے پر ترغیب نہیں دیتا۔

اس آیت سے پوری طرح واضح ہو گیا کہ جب اعتقاد خراب ہو جاتا ہے تو عمل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بھی خراب ہو جاتا ہے اور انجام بھی بُرا ظاہر ہوتا ہے تو قیامت کا انکار کرنے والا کافر جو نہ تو اپنی نیکیوں کے ثواب کا امیدوار ہے نہ اپنے گناہوں کی سزا کا اسے خوف ہے۔ اس کے عقیدہ کی خرابی نے اس کا انجام بھی بُرا ظاہر کیا، اس لئے آپ اسے دیکھ رہے ہیں کہ وہ یتیم کو نہایت سختی سے دھکے دے رہا ہے، اس کے دل میں نہ تو نیکی کا جذبہ ہے نہ رحم و شفقت، وجہ یہ ہے کہ وہ نہ تو اپنی نیکیوں کے ثواب پر ایمان رکھتا اور نہ اپنی برائی پر عذاب کا اسے احساس ہے، اسطرح وہ ہر برائی کے قابل اور ہر خیر و نیکی سے دُور و محروم ہے۔ اور نیکی سے محروم شخص دوسروں کو کیا دے سکتا ہے۔ اور برتن میں جو ہوتا ہے وہی ٹپکتا ہے۔

وَلِلْخَيْرِ أَهْلٌ يُعْرَفُوْنَ بِهَدْيِهِمْ إِذَا اجْتَمَعَتْ عِنْدَ الْخُطُوْبِ الْمَجَامِعُ

اور نیکی کے لئے خاص لوگ ہیں جو اپنی عادتوں سے پہچانے جاتے ہیں جب مصیبت کیوقت لوگ جمع ہوتے ہیں

وَلِلشَّرِّ أَهْلٌ يُعْرَفُوْنَ بِشَكْلِهِمْ تُشِيْرُ إِلَيْهِمْ بِالْفُجُوْرِ الْأَصَابِعُ

اور برائی کے بھی خاص لوگ ہیں جو اپنی صورت سے پہچان لئے جاتے ہیں انگلیاں انکی طرف برائی کیساتھ اٹھتی ہیں

ارشاد الٰہی ہے۔

وَمَا أَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ○ ثُمَّ — اور آپ کو کیا معلوم جزا کا دن کیا ہے،

مَا أَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ○ — پھر آپ کو کیا معلوم جزاء کا دن کیا ہے

يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِنَفْسٍ شَيْئًا — جس دن کوئی کسی کا ذرہ بھر مالک نہ ہوگا۔

وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلّٰهِ ۔ — اور حکم اس دن صرف اللہ کے لئے ہوگا۔

(الانفطار- ۱۷-۱۹)

اللہ نے قیامت کو جزاء کا دن کہا، کیونکہ ہر انسان کو اپنے عمل کا بدلہ ملے گا بہتر ہے تو بہتر، بُرا ہے تو بُرا حشر و نشر پر ایمان اور اعمال کی جزاء کا عقیدہ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



افعال بندگی کے لئے سب سے بڑا داعی اور منکرات کے ارتکاب سے سب سے بڑا مانع ہے۔ جو مومن اپنی نیکیوں پر جزا کا عقیدہ رکھتا ہے آپ اُسے دیکھیں گے کہ وہ وقت کی پابندی کے ساتھ نماز کا پابند ہوگا۔ اپنے مال کی فرض زکوٰۃ دیگا، اور اُسے اپنے رب کے پاس باعثِ غنیمت اور مال میں برکت کا ذریعہ سمجھتا ہے، اور خالص رضائے الٰہی کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھتا ہے، حتیٰ کہ اگر مار مار کر مجبوراً افطار پر مجبور کیا جائے جب بھی روزہ کھول نہیں سکتا، بلکہ اگر اس کے سامنے دنیا اپنے مال واسباب کے ساتھ پیش کیجائے جب بھی افطار کے اس معاوضہ کو قبول نہیں کریگا، کیونکہ اس کا ایمان اسے اس بات سے روکے گا۔ برائیوں سے بچنے کے ساتھ ہی وہ کثرت سے بندگی اور نیکی کے کام کرتا ہے، صدقات دینے کے لئے اس کے ہاتھ کھلے رہتے ہیں، رشتہ داروں کے حقوق ادا کرتا ہے، مساکین، یتیموں اور حاجت مندوں کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے نفلی عبادات کا توشہ جمع کرتا ہے اور کثرت سے ذکر وتسبیح، دعا واستغفار اور تلاوت قرآن کرتا ہے، اس کے علاوہ اللہ کی راہ میں اپنی جان تک کو قربان کر دیتا ہے کیونکہ اس کا اعتقاد ہے کہ اس دنیا کی زندگی سے زیادہ بہتر ایک اور زندگی ہے اور اس حیاتِ دنیا سے زیادہ شاندار اور پائیدار اُس کے آخرت کا مقام ہے، جس کے لئے وہ اپنی ساری سعی وعمل کر رہا ہے تاکہ وہاں وہ کامیاب زندگی گذار سکے، جو لوگ اپنی نیکیوں کے ثواب پر ایمان رکھتے ہیں، اُن کا یہ حسن اعتقاد، ان کی اچھی عادات، جچی تلی گفتگو، حق کی جرأت، نیکیوں کے لئے پیش قدمی اور راہ الٰہی میں جان ومال کی قربانی سے واضح طور پر عیاں رہتا ہے۔ آخرت پر اُس کا یہ عقیدہ دلوں میں مکارم اخلاق کی جڑ دل کو مضبوط کرتا ہے اور ثابت قدمی کے ساتھ ناگوار باتوں کو برداشت کرنے اور سخت ترین مصائب کا مقابلہ کرنے کی ہمت پیدا کرتا ہے، وہ جانتا ہے کہ جو کچھ اللہ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پاس ہے وہ دنیا کی عارضی نعمتوں سے بہتر اور پائیدار ہے، اور جو کچھ بھی وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے، اس کا نعم البدل اللہ اسے عطا کرتا ہے اور آخرت میں اس کے لئے اس کا ثواب جمع کرتا ہے۔

مسلمانوں نے اسلام کی پہلی دوسری اور تیسری صدیوں میں اپنے عقیدہ کی صحت اور مضبوط دل اور راسخ ایمان ہی کی بدولت اپنے کارناموں کا بہترین صلہ پا لیا، چنانچہ وہ مشرق و مغرب تک فاتحانہ گھستے چلے گئے، اسی عقیدہ نے ان کی قلت تعداد کے باوجود ان کو ثابت قدم رکھا اور انہیں دشمن فوجوں کے سامنے دگنا ظاہر کیا، جن کے ٹڈی دل سے فضا بھر گئی، زمین و آسمان ان کی کثافت سے گونج اُٹھے، ان اللہ پر ایمان لانے والوں کے سامنے وہ ہیچ ہو کر رہ گئے، جنہوں نے اپنی ایمانی قوت سے ان دشمنوں کو مغلوب کر لیا اور ساری دنیا میں توحید کو پھیلا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے حتمی قسم کھا کر قیامت کے دن اعمال کی جزاء کو ثابت کرنیکے لئے اپنے نبی کو حکم فرمایا ہے، چنانچہ فرمایا۔

| | |
|---|---|
| زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ | کافر سمجھتے ہیں مر کر وہ دوبارہ اٹھائے نہیں جائیں گے، کہہ دیجئے میرے رب کی قسم! تم ضرور بالضرور اٹھائے جاؤ گے، پھر تمہیں تمہارے اعمال کی خبر دیجائے گی اور یہ اللہ پر آسان ہے۔ |
| (التغابن ـ ۷) | |

دوسری جگہ فرمایا۔

| | |
|---|---|
| وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ | کافر کہتے ہیں کہ قیامت نہیں آئے گی، کہدو میرے رب کی قسم ضرور بالضرور تمہارے |

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(سورۃ سبا۔ ۳) پاس آکر رہے گی۔

تیسری آیت میں فرمایا۔

وَيَسْتَنْبِئُوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ۭ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ڤ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ۔ (یونس۔ ۵۳)

وہ آپ سے پوچھتے ہیں، کیا قیامت حق ہے کہد یجئے میرے رب کی قسم اس کا آنا یقینی ہے اور تم عاجز نہیں کر سکتے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مرنے کے بعد اُٹھائے جانے کے عقیدہ کو ثابت فرمایا ہے اور اپنے نبی کو حکم فرمایا ہے کہ پختہ قسم کھا کر اس عقیدہ کو ثابت کریں، اور رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے احادیث میں اسّی سے زائد مقامات پر اس عقیدۂ حق کو قسم کھا کر ثابت فرمایا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ یقینی بات کو ثابت کرنے کے لئے مومن اگر پختہ قسم کھائے تو گنہگار نہ ہوگا، اس سے وہ اپنے دشمن کو بھی اپنی قسم کے ذریعہ اس کے ظلم سے بچا سکتا ہے۔

## مرنے کے بعد اُٹھائے جانیکا انکار کر کے مشرکین عرب نے کفر کیا

قرآن کریم نے اعمال کی جزاء کے لئے مرنے کے بعد اُٹھائے جانے کا کثرت سے ذکر کیا ہے، کیونکہ مشرکین عرب دھریوں کے عقیدہ و طریقہ کے مطابق مرنے کے بعد اُٹھائے جانے کا انکار کرتے تھے، اسطرح وہ کفر میں یہود و نصاری سے بھی زیادہ سخت تھے، کیونکہ یہود و نصاریٰ تو مرنے کے بعد اُٹھائے جانے کو سچ سمجھتے تھے اور جنت و جہنم کی تصدیق کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی بابت فرمایا۔

بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَاۗءَهُمْ مُّنْذِرٌ ان کو اس پر تعجب ہوا کہ ان کے پاس انھیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيْدٌ ۝ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ۝

(ق - ۲ - ۴)

میں سے ایک ڈرانے والا آیا، کافر کہنے لگے یہ تو عجیب بات ہے، کیا جب ہم مر گئے اور مٹی ہو گئے تو پھر دوبارہ لوٹنا بہت ہی مشکل ہے، ہم کو معلوم ہے کہ زمین ان میں سے کیا کم کرتی ہے اور ہمارے پاس یاد رکھنے والی کتاب ہے۔

یہ کتاب ان کے اعمال کو یاد رکھتی ہے۔

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۝

(الکھف - ۴۹)

اور نامۂ اعمال سامنے رکھ دیا جائے گا اس وقت تم دیکھو گے کہ مجرم لوگ اپنی کتابِ زندگی کے اندراجات سے ڈر رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے کہ ہائے ہماری کم بختی، یہ کیسی کتاب ہے کہ ہماری کوئی چھوٹی بڑی حرکت ایسی نہیں جو اسمیں درج نہ کی گئی ہو، اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب اپنے سامنے حاضر پائیں گے، اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔

اور بخاری میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم سے پہلے جو لوگ گذرے ہیں، ان میں سے ایک شخص نے اپنے بچوں سے کہا، جب میں مر جاؤں تو مجھے آگ سے جلا دینا اور میری لاش کا نصف حصہ خشکی میں اور آدھا حصہ سمندر میں اڑا دینا، اگر اللہ نے مجھ پر قابو پالیا تو سخت عذاب دیگا، اس کے بچوں نے اس کی وصیت کے مطابق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عمل کیا، اللہ نے خشکی اور سمندر کو حکم دیا تو جو کچھ اسمیں تھا اُس نے جمع کر دیا، اور وہ شخص اللہ کے حضور آکر کھڑا ہو گیا، اللہ نے اُس سے پوچھا، یہ حرکت کس لئے کی اُس نے جواب دیا، اے اللہ محض تیرے خوف سے۔

اور اللہ تعالیٰ نے قیامت کا انکار کرنے والے ملحدین کی بابت فرمایا کہ وُہ جھوٹی قسمیں کھا کر مرنے کے بعد اُٹھائے جانیکا انکار کرتے ہیں، اللہ نے ان کی بابت فرمایا۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ۭ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ۝ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝

(النحل ۔ ۳۹ ۔ ۴۰)

یہ لوگ اللہ کے نام کی کڑی کڑی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اللہ کسی مرنے والے کو پھر سے زندہ کر کے نہ اُٹھائے گا۔ اُٹھائیگا کیوں نہیں یہ تو ایک وعدہ ہے جسے پورا کرنا اُس نے اپنے اوپر واجب کر لیا ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں، اور ایسا ہونا اس لئے ضروری ہے کہ اللہ ان کے سامنے اس حقیقت کو کھول دے گا جس کے بارے میں یہ اختلاف کر رہے ہیں اور منکرین حق کو معلوم ہو جائے کہ وہ جھوٹے تھے، رہا اس کا امکان تو ہمیں کسی چیز کو وجود میں لانے کیلئے اُس سے زیادہ کچھ کرنا نہیں ہوتا کہ اُسے حکم دیں کہ ہو جا اور بس وہ ہو جاتی ہے۔

اور فرمایا۔

وَيْلٌ يَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ

اور تباہی ہے اُس روز کے جھٹلانے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝ (المطففین ۔ ۱۰ ۔ ۱۲)

والوں کیلئے جو روز جزا کو جھٹلاتے ہیں اور اسے نہیں جھٹلاتا، مگر وہ شخص جو حد سے گذر جانے والا بدعمل ہے ۔

اللہ تعالیٰ نے قیامت کو یوم الدین اس لئے کہا کہ اس دن ہر انسان کو اسکے عمل کی جزا دیجائے گی، اچھا عمل ہے تو اچھی جزا، بُرا عمل ہے تو بُری جزا۔

## جسم کو دوبارہ پیدا کرنے کے بارے میں اہلسنّت کا عقیدہ

اللہ تعالیٰ آخرت میں لوگوں کے جسموں کو دوبارہ پیدا کرے گا، اس طرح کہ جنتی ۳۳ سال کی عمر میں جنت میں داخل ہوں گے، یہانتک کہ دنیا کی کھوسٹ، گندی آنکھ والی بڑھیاں جو باعمل مسلمہ رہی ہوں گی، اللہ انھیں از سرِ نوجوان پیدا کرے گا، فرمایا۔

اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ۝ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ۝ عُرُبًا اَتْرَابًا ۝ (الواقعۃ ۔ ۳۵ ۔ ۳۷)

ان کی بیویوں کو ہم خاص طور پر نئے سرے سے پیدا کریں گے اور انھیں باکرہ بنا دینگے شوہروں کی عاشق اور عمر میں ہم سِن ۔

عُرُبًا سے مُراد تو وہ عورتیں ہیں جو شوہروں پر فدا اور اترابا سے مراد ۳۳ سال کی پختہ عمر، جو اپنی نمازوں اور روزوں کی وجہ سے حور عین سے بہتر اور افضل ہوں گی۔

حضرت اُم سلمہ رضؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا ہم مسلمان عورتیں بسا اوقات یکے بعد دیگرے کئی شوہروں کے نکاح میں ہوتی ہیں، اگر وہ سب شوہر جنت میں داخل کئے گئے تو وہ کس شوہر کے ساتھ رہے گی؟ آپ نے فرمایا کہ اسے اختیار دیا جائے گا، اور وہ سب سے اچھے اخلاق والے شوہر کو پسند کرے گی ام سلمہ حسن خلق دنیا اور آخرت کی سب نیکیوں سے بڑھ کر ہے۔ (طبرانی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اللہ کا ارشاد ہے۔

| | |
|---|---|
| قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (العنکبوت ۲۰) | کہو زمین میں چلو اور دیکھو اللہ نے کس طرح خلق کی ابتداء کی ہے، پھر وہ دوبارہ بھی زندگی بخشے گا، اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ |

جسموں کا دوبارہ پیدا کرنا پہلی مرتبہ پیدا کرنے سے زیادہ آسان ہے، جو شخص ایک بار کسی چیز کو بنا سکتا ہے، دوبارہ اسے بنانا اُس کے لئے اور بھی آسان ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

| | |
|---|---|
| اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ؕ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ (ق ـ ۱۵) | کیا ہم پہلی تخلیق سے عاجز تھے بلکہ یہ لوگ نئی تخلیق کے بارے میں شک کرتے ہیں۔ |

نیز فرمایا۔

| | |
|---|---|
| اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ؕ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ـ (القیمہ ۔۴) | کیا انسان سمجھتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں جمع نہیں کر سکیں گے، کیوں نہیں، ہم تو اس کی انگلیوں کی پور پور تک دُرست کر سکتے ہیں |

انگلیوں کی پور جو جسم کا سب سے باریک حصّہ ہوتی ہیں۔

قَالَ الْمُنَجِّمُ وَالطَّبِيْبُ كِلَاهُمَا لَا تُبْعَثُ الْاَمْوَاتُ قُلْتُ اِلَيْكُمَا

نجومی اور فلسفی دونوں کہتے ہیں کہ مردے دوبارہ زندہ نہیں کئے جائیں گے، میں نے کہا اچھا سنو

اِنْ صَحَّ قَوْلُكُمَا فَلَسْتُ بِخَاسِرٍ اَوْ صَحَّ قَوْلِيْ فَالْخَسَارُ عَلَيْكُمَا

اگر تمہاری بات صحیح ہوتی تو مجھے کوئی خسارہ نہیں لیکن اگر میری بات سچ ہوئی تو تم کو سخت خسارہ ہوگا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# مرنے کے بعد اٹھائے جانے کی حقیقت کے بارے میں موحد اور ملحد کا اختلاف

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے دو ایسے آدمیوں کا ذکر کیا ہے جو ساتھ ہی دنیا میں رہتے ان میں سے ایک اللہ پر ایمان رکھتا تھا، مرنے کے بعد اٹھائے جانے کی تصدیق کرتا تھا تاکہ اعمال کی جزا دی جائے، جنت و دوزخ کو سچ مانتا تھا اور اسی اچھے عقیدہ کے مطابق عمل کرتا تھا، نماز پڑھتا، روزہ رکھتا، زکوٰۃ دیتا اور سارے اچھے کام کرتا تھا تاکہ آخرت میں اسے اس کی جزاء ملے۔ دوسرا ساتھی ملحد، دہریہ تھا، جو مرنے کے بعد اٹھائے جانے اور جنت و دوزخ کو جھٹلاتا تھا، اور اپنے اسی فاسد عقیدہ کے مطابق عمل کرتا تھا، نہ روزہ رکھتا، نہ نماز پڑھتا اور اطاعت الٰہی ترک کر کے ہر بُری بات اپنی خواہش کے مطابق کرتا تھا۔ اور دنیا میں وہ دونوں برابر ایک دوسرے کو مناظرہ کر کے اپنی طرف لانے کی کوشش کرتے تھے، یہانتک کہ موت کی سواری نے دونوں کو آخرت میں پہنچا دیا۔ مومن کو تو اللہ کے فضل و کرم سے اُس کے حسن عمل کی جزاء جنت ملی، اور قیامت کے منکر دہریہ کو اس کے کفر کی اور انکار آخرت کی سزا جہنم ملی۔ مومن جب جنت میں گیا تو دنیا کے اپنے ملحد ساتھی کو یاد کیا، اور اسے اُس کے حال و انجام جاننے کا شوق ہوا، اُس سے کہا گیا کہ قیامت کے انکار کی سزا میں تمہارے ساتھی کو جہنم میں ڈالدیا گیا ہے، اگر تم اس کو دیکھنا اور اس سے بات کرنا چاہتے ہو تو یہ بہت آسان ہے۔ اس قصے کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ○ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ

ان میں سے ایک دوسرے سے پوچھنے لگا ایک نے کہا، میرا ایک دوست تھا (یعنی دنیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اِنِّیْ کَانَ لِیْ قَرِیْنٌ۔ میں ایک ساتھی تھا۔

یَقُوْلُ اَئِنَّکَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِیْنَ ۝ کیا تم بھی تصدیق کرنے والوں میں سے ہو؟

ءَاِذَا مِتْنَا وَکُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِیْنُوْنَ ۝ کیا واقعی جب ہم مرچکے ہوں گے اور مٹی ہو جائیں گے اور ہڈیوں کا پنجر بنکر رہ جائیں گے تو ہمیں جزاو سزا دیجائے گی۔

یعنی یہ ایک محال اور جھوٹی بات ہے، مومن سے کہا جائیگا (قَالَ ھَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ) کیا آپ لوگ دیکھنا چاہتے ہیں کہ مصائب کہاں ہیں؟ یعنی کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے ساتھی کو دیکھو اور اس کا انجام معلوم کرو، مومن کہیگا "ہاں" (فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِیْ سَوَاءِ الْجَحِیْمِ) وہ جھانکے گا تو جہنم کی گہرائی میں اسکو دیکھ لے گا جہنم میں اسکو عذاب پاتا ہوا دیکھ کر مومن یوں کہیگا (تَاللّٰهِ اِنْ کِدْتَّ لَتُرْدِیْنِ) خدا کی قسم تو تو مجھے تباہ ہی کر دینے والا تھا، یعنی اگر میں دنیا میں تمہارا ساتھ دیتا تو آج تمہارے ساتھ میں بھی جہنم میں ہوتا (وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّیْ) اگر اللہ کی نعمت اور رحمت میرے ساتھ نہ ہوتی (لَکُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ) تو میں بھی تمہارے یہاں جہنم میں گرفتار لوگوں کے ساتھ ہوتا (اَفَمَا نَحْنُ بِمَیِّتِیْنَ ۝ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰی وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ) تو کیا ہم اب مرنے والے نہیں ہیں، موت جو ہمیں آنے والی تھی وہ آچکی، اب ہمیں کوئی عذاب نہیں ہوگا۔ پھر وہ انتہائی جذبہ شکر کے ساتھ کہے گا (اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْیَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ) (الصافات ۶۰-۶۱) بیشک یہ عظیم الشان کامیابی ہے ایسی ہی کامیابی کے لئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیئے۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو اس آیت میں فرمایا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ" لوگ ایکدوسرے سے سوال کریں گے جبکہ دوسری جگہ فرمایا۔

فَاِذَا نُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ○ (المؤمنون ـ ۱۰۱)

جب صور پھونک دیا جائیگا تو نہ آپس میں نسبت باقی رہے گا نہ کوئی دوسرے سے سوال جواب کر سکیگا۔

پہلی آیت میں سوال وجواب کا ثبوت ہے جب کہ دوسری آیت میں اس کی سراسر نفی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قیامت کے دن مختلف حالات ومقامات کا سامنا ہو گا، ایک ایسی حالت بھی ہوگی جب کوئی کسی سے کچھ سوال وجواب نہ کر سکیگا، اور یہ وہ وقت ہوگا جب قیامت قائم ہوگی، جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے۔

فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ○ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ○ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ○ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ○ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ○ (عبس ـ ۳۳ ـ ۳۷)

آخر کار جب وہ کان بہرے کر دینے والی آواز بلند ہوگی، اس روز آدمی اپنے بھائی، اپنی ماں اور اپنے باپ اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا، ان میں سے ہر شخص پر اس دن ایسا وقت آپڑے گا کہ اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہو گا

اور یہ ان میں سے ایک ایسا مقام ہوگا جہاں کوئی کسی سے کچھ سوال نہ کر سکے گا۔ دوسرا مقام وہ ہوگا، جب نامۂ اعمال اڑائے جائیں گے اور کسی کو یہ علم نہ ہوگا کہ اپنا نامۂ عمل وہ داہنے ہاتھ سے لے گا یا بائیں ہاتھ سے۔ اور تیسرا مقام میزان عدل کے پاس ہوگا، جب جسم اعمال کے ساتھ تولے جائیں گے۔

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ○ فَهُوَ فِىْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ○ وَاَمَّا مَنْ

جس کی میزان بھاری ہوگی وہ پسندیدہ زندگی میں ہوگا اور جس کی میزان ہلکی ہوگی اس کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



خَفَّتْ مَوَازِیْنُہٗ o فَاُمُّہٗ هَاوِیَۃٌ o وَمَآ اَدْرٰىكَ مَاهِیَہْ o نَارٌ حَامِیَۃٌ ـ (القارعۃ ۔ ۶۔۱۱)

ٹھکانا ہاویہ ہوگا اور جانتے ہو ہاویہ کیا ہے نہایت گرم آگ ہے ۔

اور چوتھا مقام پُل صراط ہے، جب لوگ جہنم کی پُشت پر لائے جائیں گے اور انہیں اس پر سے گذرنے کے لئے مجبور کیا جائے گا، اور یہ راستہ جہنم کی پشت پر پھیلا دیا گیا ہے، جیسے کنویں کی منڈیر پر لکڑی رکھ دیجاتی ہے۔ اور پُل صراط بال سے زیادہ باریک، تلوار سے زیادہ تیز ہے، لوگ اپنے اعمال کے اعتبار سے اُس پر سے گذریں گے، اور یہ وہی ورود ہے جس کے بارے میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِیًّا o ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِیْنَ فِیْهَا جِثِیًّا o (مریم ۷۱-۷۲)

اور تم میں سے ہر ایک کو اس پر سے گذرنا ہے تیرے رب کا یہ قطعی فیصلہ ہے، پھر ہم متقیوں کو بچائیں گے اور ظالموں کو اس میں منہ کے بل ڈالدیں گے۔

کچھ تو بجلی کی طرح پار کر جائیں گے اور کچھ تیز ہوا کی طرح، اور کچھ تیز رفتار گھوڑوں کی طرح گذر جائیں گے۔ اور پُل کے کنارے کانٹے دار درخت ہوں گے جو دراصل انسان کے گناہوں کی ایک تمثیل ہوگی۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پُل کے کنارے کھڑے ہوکر فرماتے ہوں گے، یا اللہ سلامت رکھ، یا اللہ سلامت رکھ، اور آپ تمام اُمتوں کی بھیڑ میں محض نشانات وضو کی چمک سے اپنے امتیوں کو پہچان لیں گے۔

لوگ جب پُل صراط سے پار ہوجائیں گے تو حوض کوثر سے پانی پئیں گے، یہ وہ مقامات ہیں جہاں نہ کوئی کسی کو یاد کرے گا نہ کوئی کسی سے بات چیت کرے گا۔ حوض پر سے آنے کے بعد لوگ سوال وجواب کے لئے کھڑے ہوں گے، ارشاد ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ۝ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ۝ (صافات ۲۴-۲۶)

ان کو روکو، ان سے سوال کیا جائے گا، آخر ایک دوسرے کی تم کیوں مدد نہیں کرتے۔ بلکہ وہ سب اس دن سر جھکائے کھڑے ہوں گے

ان مقامات پر لوگ ایک دوسرے سے اپنے دنیاوی حقوق کا بدلہ لیں گے اور ان کے درمیان سخت بحث و نزاع ہو گی۔

يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (النحل ۱۱۱)

جس دن ہر متنفس اپنے بچاؤ کی فکر میں لگا ہوا ہو گا اور ہر ایک کو اس کے کئے کا بدلہ پورا پورا دیا جائے گا اور کسی پر ظلم نہ ہو گا۔

جب لوگ ایک دوسرے سے اپنا اپنا بدلہ چکا لیں گے تو جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں داخل ہوں گے، ارشاد ہے۔

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ ھٰذَا ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا تھا گروہ در گروہ جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے، یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے تو اس کے دروازے کھولے جائیں گے، اور اس کے کارندے ان سے کہیں گے، کیا تمہارے پاس تمہارے اپنے لوگوں میں سے ایسے رسول نہیں آتے تھے، جنہوں نے تم کو تمہارے رب کی آیات سنائی ہوں اور تمہیں اس بات سے ڈرایا ہو کہ ایک وقت تمہیں یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ۝ وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ۝

(الزمر - ۷۱ - ۷۴)

دن بھی دیکھنا ہوگا؟ وہ جواب دیں گے، ہاں آئے تھے مگر عذاب کا فیصلہ کافروں پر چپک گیا، کہا جائیگا، داخل ہوجاؤ جہنم کے دروازوں میں، یہاں اب ہمیشہ رہنا ہے، بڑا ہی بُرا ٹھکانہ ہے یہ متکبروں کے لئے، اور جو لوگ اپنے رب کی نافرمانی سے پرہیز کرتے تھے انہیں گروہ در گروہ جنت کی طرف لیجایا جائیگا یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے اور اس کے دروازے پہلے ہی کھولے جا چکے ہوں گے تو اس کے منتظمین ان سے کہیں گے کہ سلام ہو تم پر، بہت اچھے رہے، داخل ہوجاؤ اسمیں ہمیشہ کے لئے اور وہ کہیں گے، شکر ہے اس خدا کا، جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اور ہم کو زمین کا وارث بنایا، اب ہم جنت میں جہاں چاہیں اپنی جگہ بنا سکتے ہیں، پس بہترین اجر ہے عمل کرنے والوں کیلئے۔

جب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں چلے جائیں گے تو اُن کے درمیان بات چیت ہوگی، ایک دوسرے سے اس کا حال و مقام وانجام پوچھے گا، یہ بھی روایت ہے کہ جنت و دوزخ کے درمیان دیوار ہوگی جسمیں روشندان ہوں گے جن سے لوگ دیکھ کر ایک دوسرے سے بات چیت کریں گے، اسی مضمون کو اس آیت میں بیان کیا گیا ہے۔

فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُورٍ لَّهُ بَابٌ ؕ

پھر اُن کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَاۗءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ۭ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

(الحدید - ۱۳ - ۱۵)

جائے گی، جسمیں ایک دروازہ ہوگا، اس دروازے کے اندر رحمت ہوگی اور باہر عذاب، وہ مومنوں سے پکار پکار کر کہیں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے، مومن جواب دیں گے "ہاں" مگر تم نے اپنے آپ کو خود فتنے میں ڈالا، موقع پرستی کی، شک میں پڑے رہے اور جھوٹی توقعات تمہیں فریب دیتی رہیں، یہانتک کہ اللہ کا فیصلہ آگیا اور آخر وقت تک وہ بڑا دھوکہ باز تمہیں اللہ کے معاملے میں دھوکہ دیتا رہا، لہٰذا آج نہ تم سے کوئی فدیہ قبول کیا جائے گا اور نہ ان لوگوں سے علانیہ جنہوں نے کفر کیا تھا، تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے وہی تمہاری خبرگیری کرنے والا ہے اور یہ بدترین انجام ہے۔

اللہ کے فضل و رحمت سے جنتی جنت میں چلے جائیں گے، البتہ اعمال کے مطابق ان کے درجوں کی تقسیم ہوگی، اعمال صالحہ کے مالک دوسروں سے بہتر درجہ پائیں گے، اللہ کا ارشاد ہے۔

اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ۝

دیکھو ہم نے کس طرح ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور آخرت کیلئے تو اس سے بھی بڑے درجے اور اس سے بھی بڑی فضیلت ہوگی۔

اس صاحب فضیلت کا مرتبہ ایسا ہوگا جیسے آسمان میں ستارے، لوگ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کو دیکھیں گے اور کہیں گے، یہ فلاں ابن فلاں کا درجہ ہے، ایسا بھی ہوگا کہ نیک آدمی بلند درجہ میں رہے گا اور اس کا لڑکا اس کے نیچے والے درجے میں ہوگا، وہ شخص پوچھے گا، میرا بیٹا کہاں ہے؟ کہا جائیگا اس کی منزل تم سے کم ہے، اسکے اعمال تم سے کم تھے۔ وہ شخص کہیگا، میں نے اپنے لئے بھی عمل کیا تھا اور اپنے بچے کیلئے بھی۔ اللہ کا حکم ہوگا، اس کے لڑکے کو بھی اس کے ساتھ بلند درجے میں رکھو تاکہ اس نیک بندے کی آنکھیں اپنے بچے کے دیدار سے ٹھنڈی ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

| | |
|---|---|
| وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ | اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے |
| ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ | بھی اُن کے ایمان میں ان کی پیروی کی، اُن |
| ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ | کی اولاد کو بھی ہم جنت میں ان سے ملا دیں |
| عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِئٍ | گے اور ان کے عمل کوئی گھاٹا ان کو نہ دینگے |
| بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ۝ (الطور-۲۱) | ہر شخص اپنے عمل کے عوض رہن ہے۔ |

جنت میں اوپر کی منزل پر رہنے والا اپنے نیچے رہنے والوں سے جب چاہے گا مل سکے گا، لیکن نیچے رہنے والے اپنے اعمال کی کوتاہی کے سبب اوپر والوں سے جا کر نہیں مل سکیں گے۔

## جنّت کے بازار اور اسمیں اہل جنّت کی ملاقات کا بیان

جنت میں ایک بازار ہوگا، جسمیں اعلیٰ اور ادنیٰ درجہ کے سبھی جنتی جمع ہونگے اور ایک دوسرے سے سوال وجواب کریں گے، جیساکہ صحیح ترمذی میں ہے کہ سعید بن مسیب بازار میں ابو ہریرہؓ سے ملے، ابو ہریرہ نے کہا، سعید اللہ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دعا کرو کہ جنت کے بازار میں وہ ہمیں ایک ساتھ جمع کر دے۔ سعید نے پوچھا کیا جنت میں بازار بھی ہوگا؟ ابو ہریرہؓ نے کہا، ضرور، جب آخرت میں جمعہ کا دن ہو گا، تو اللہ تعالیٰ اہل جنت کو اپنی ملاقات کا حکم دے گا، وہ سب اللہ کے حضور جمع ہوں گے، اللہ ان پر اپنے نور کی تجلی فرمائے گا، اسوقت سب جنتیوں کو احساس ہو گا کہ دیدار الٰہی سے بڑھکر انہیں جنت میں کوئی دوسری نعمت نہیں ملی ہے، اس مجلس میں جتنے بھی لوگ ہوں گے، اللہ رب العالمین ان سے بات چیت فرمائیں گے۔ جنتی اپنے بعض دنیاوی اعمال کو یاد کر کے کہیں گے، پروردگار، کیا آپ نے مجھے معاف نہیں کر دیا، اللہ فرمائیں گے، میری وسیع مغفرت کے سبب تم اس مرتبہ کو پہونچے ہو، پھر اللہ کا ارشاد ہوگا، چلو ان نعمتوں سے لطف اندوز ہو، جو میں نے تمہارے لئے تیار کی ہیں، سب جنتی اُٹھ کر ایک بازار میں جائیں گے جسے فرشتے ڈھانپے ہوئے ہوں گے، اس بازار میں ایسی عجیب وغریب چیزیں ہوں گی جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا، نہ کسی کان نے سُنا ہوگا، نہ کسی انسان کے قلب پر اس کا تصور ہی آیا ہوگا، لوگ بھاؤ تاؤ اور قیمت ادا کئے بغیر اس کو اٹھاتے جائیں گے، یہ ہوگا یوم المزید۔

o

قرآن مجید میں بھی جنتیوں اور دوزخیوں کے درمیان بات چیت کا ذکر موجود ہے کہ ہر گروہ ایک دوسرے کو آواز دے کر اس کے حال ومقام انجام کی بابت پوچھے گا، اللہ کا ارشاد ہے۔

وَنَادٰۤى اَصۡحٰبُ النَّارِ اَصۡحٰبَ الۡجَـنَّةِ اَنۡ اَفِيۡضُوۡا عَلَيۡنَا مِنَ الۡمَآءِ اَوۡ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ‌ؕ قَالُوۡۤا

اور دوزخی جنتیوں کو پکار کر کہیں گے کہ تھوڑا سا پانی ہم پر ڈالدو، یا جو رزق اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے اسی میں سے کچھ پھینک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكَافِرِينَ ٥ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَهْوًا وَلَعِبًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ج فَالْيَوْمَ نَنْسٰهُمْ كَمَا نَسُوا لِقَاءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا وَمَا كَانُوا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُونَ ٥ (الاعراف ـ ۵۰ ـ ۵۱)

دو، وہ جواب دیں گے کہ اللہ نے یہ دونوں چیزیں کافروں پر حرام کی ہیں، جنہوں نے اپنے دین کو لہو لعب بنا رکھا تھا، اور جن کو دنیوی زندگی نے دھوکہ میں ڈال رکھا تھا تو ہم بھی آج ان کو ویسے ہی بھلا دیں گے جیسا انھوں نے آج کے دن کو بھلا دیا تھا اور جیسا یہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔

اور فرمایا۔

وَنَادٰى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ط قَالُوا نَعَمْ ج فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ٥ (الاعراف ۴۴)

اور جنت والے دوزخ والوں سے پکار کر کہیں گے ہم نے ان سارے وعدوں کو ٹھیک پالیا، جو ہمارے رب نے ہم سے کئے تھے۔ کیا تم نے بھی ان وعدوں کو ٹھیک پایا جو تمہارے رب نے کئے تھے وہ جواب دیں گے 'ہاں' تب ایک پکارنے والا ان کے درمیان پکارے گا، ظالموں پر خدا کی لعنت ہو۔

## شریعتِ اسلامی میں منکرِ قیامت کا حکم

جو شخص علانیہ قیامت کا انکار کرتا ہے، شریعت اسلامیہ میں باتفاق علماء اسلام وہ کافر ہے، کیونکہ وہ اللہ کی کتاب اور تمام انبیاء کی لائی ہوئی شریعت کو جھٹلاتا ہے ایسے شخص پر مرتد کا حکم لگایا جائے گا، اللہ کا ارشاد ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۝ — یہ قیامت کو جھٹلاتے ہیں اور جو قیامت کو جھٹلائے ہم نے اس کے لئے جہنم تیار کیا ہے۔

(الفرقان - ۱۱)

لیکن جو شخص قیامت کے انکار کو چھپاتا ہو اور اپنے عقیدہ کا علانیہ ذکر نہ کرتا ہو ایسا شخص منافق ہے، اس سے عام مسلمانوں جیسا سلوک کرنا چاہیئے۔

قیامت آنے والی ہے اسمیں کوئی شک نہیں، وہ اچانک اس حالت میں آجائے گی کہ لوگ غافل رہیں گے، اللہ کا ارشاد ہے۔

فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۝ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ۝ كَلَّا لَا وَزَرَ ۝ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمُسْتَقَرُّ ۝ يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ۝ (القیٰمۃ، ۷-۱۳) — جب آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی اور چاند بے نور ہو جائے گا اور سورج اور چاند ایک ساتھ ہو جائیں گے، انسان کہے گا آج کہاں ہے پناہ گاہ کہیں نہیں، اس دن تیرے رب ہی کے پاس پناہ گاہ ہے، اس دن انسان کو اس کا اگلا پچھلا بتایا جائے گا۔

اور حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے کیسے چین نصیب ہو کہ صُور والا صُور منہ میں لگائے، پیشانی جھکائے انتظار کر رہا ہے کہ اسے کب اعلان کر دینے کا حکم ہو۔ لوگوں نے پوچھا، ایسے موقع پر ہم کیا کہیں؟ آپ نے فرمایا، کہو، حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔ نیز فرمایا، کپکپانے والی آگئی۔ اس کے بعد ہی قیامت آئے گی۔ موت اپنے وعدہ کے ساتھ آگئی، موت اپنے وعدہ کے ساتھ آگئی۔ کپکپانے والی سے مُراد صور کی بیہوشی ہے جس کا نتیجہ موت ہوگا، اسرافیل صُور پھونکیں گے، حالت یہ ہوگی کہ دو آدمی آپس میں ایک چادر میں لپٹے ہوں گے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صُور سُن کر نہ یہ چادر لے سکیگا نہ وہ، آدمی ہاتھ میں لقمہ اُٹھائے گا، لیکن نہ منہ تک لیجا سکیگا نہ پیالے میں واپس رکھ سکیگا۔

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۝ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْۗءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝ (الزمر۔ ۶۸۔۷۰)

اور صور میں پھونکا جائے گا، جو لوگ آسمان وزمین میں ہیں سب بے ہوش ہوجائیں گے، مگر جسکو اللہ چاہے، پھر دوبارہ صور میں پھونکا جائے گا تو اچانک لوگ کھڑے دیکھنے لگیں گے اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہوجاویگی اور نامۂ اعمال رکھ دیا جائے گا اور پیغمبر اور گواہ حاضر کئے جائیں گے اور سب میں ٹھیک فیصلہ کیا جائیگا اور انپر ذرا ظلم نہ ہوگا اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور وہ سب کے کاموں کو خوب جانتا ہے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا، دونوں صُور کے درمیان کتنا فاصلہ ہوگا، فرمایا، کہا جاتا ہے چالیس دن۔ فرمایا۔ میں نے تعجب کیا، کہا گیا، چالیس مہینے، فرمایا میں نے تعجب کیا، کہا گیا، چالیس سال، پھر آپ خاموش ہوگئے۔ اس کے بعد اللہ کا حکم ہوگا تو آسمان سے رات دن بارش ہوگی، لوگ خودرو پودوں کی طرح اُگیں گے۔ جب پوری طرح اُگ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اسرافیل کو حکم فرمائے گا کہ لوگوں کو دوبارہ زندہ ہونے کے لئے صُور پھونکیں۔ کَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ۭ وَعْدًا عَلَيْنَا ۭ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ۔ جس طرح ہم نے پہلی بار پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ پیدا کریں گے، ہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ایسا کرنے والے ہیں۔

رُوحیں حیران و پریشان نکل پڑیں گی، ارشادِ الٰہی ہوگا "میری عزت کی قسم، ہر رُوح اپنے اس جسم میں چلی جائے جسمیں دنیا کے اندر آباد تھی"، لوگ اپنی قبروں سے ننگے سر ننگے پاؤں اٹھیں گے۔ حضرت عائشہ رضی نے فرمایا، ہائے افسوس، ہر شخص ایک دوسرے کے شرم کے مقام کو دیکھتا ہوگا، آپ نے فرمایا، معاملہ اس سے کہیں زیادہ اہم ہوگا، یعنی لوگ ایسی باتیں سوچ ہی نہ سکیں گے۔ ارشادِ الٰہی ہے۔

| | |
|---|---|
| وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ ۝ يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ ۝ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَإِلَيْنَا الْمَصِيرُ ۝ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ۚ ذَٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيرٌ ۝ (سورہ ق ۳۔ ۴۱۔ ۴۴) | اور سُن رکھو جس دن ایک پکارنے والا پاس ہی سے پکاریگا جس دن اُس چیخنے والے کو سب یقیناً سُن لیں گے۔ یہی دن ہوگا قبروں سے نکلنے کا، ہم ہی مارتے ہیں اور ہم ہی زندہ کریں گے، اور ہماری ہی طرف سب کو لوٹ کر آنا ہے، جس روز زمین ان پر کھُل جائے گی جب کہ وہ دوڑتے ہوں گے۔ یہ ہمارے نزدیک ایک آسان جمع کر لینا ہے۔ |

جب دنیا کی آبادی ختم ہو جائے گی اور اللہ دُنیا والوں کو وہاں سے نکال کر دوسری دنیا میں لانا چاہے گا تاکہ وہاں لیجا کر بدکاروں کو ان کی بدعملی کی سزا دے اور نیکوکاروں کو ان کی نیکی کی جزا، تو اسوقت قیامت قائم کرنے کا حکم فرمائے گا۔ اور اللہ نے قیامت کو بہت سے نام دیتے ہیں اور اسے بہت سے مختلف اوصاف سے تعبیر کیا ہے، جن کا مطلب یہ ہے کہ قیامت ایک عظیم الشان چیز ہے، اللہ نے اسے طامۃ الکبریٰ (بڑی مصیبت) صاخہ (شور کرنے والی) زلزلہ (ہلنے والی)، قارعۃ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(کھڑکھڑانیوالی) واقعہ (سچ مچ ہونے والی) فرمایا۔

| | |
|---|---|
| اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۝ (واقعہ ۱ - ۳) | جب ہونے والی ہو جائے گی جس کے واقع ہونے کو کوئی چیز جھٹلا نہیں سکتی، پست کرنے والی، بلند کرنے والی ہے |

اور فرمایا۔

| | |
|---|---|
| اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝ (الحج ۱ - ۲) | بیشک قیامت کی کپکپاہٹ بڑی عظیم چیز ہے اس دن تم دیکھو گے کہ ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پینے والے کو بھول جائے گی اور ہر حمل والی اپنے حمل کو گرا دے گی۔ اور تم لوگوں کو مدہوش دیکھو گے، حالانکہ وہ مدہوش نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب ہی سخت ہوگا۔ |

اور فرمایا۔

| | |
|---|---|
| اَلْقَارِعَةُ مَا الْقَارِعَةُ وَمَا اَدْرٰكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝ (القارعۃ) | کھڑکھڑانے والی کیا ہے، کیا ہے کھڑکھڑانیوالی اور تم کو کیا معلوم کیا ہے کھڑکھڑانے والی۔ |

قارعۃ کہہ کر قیامت کی عظمت شان کو بڑھانا مقصود ہے، اور یہ اس ٹکراؤ سے ہوگا جو زمین کو کھڑکھڑا دے گی، جو اس کو ریزہ ریزہ کر ڈالے گی، اور لوگ اڑتے ہوئے تنکے اور بکھرے ہوئے پتنگوں کی طرح ہو جائیں گے، یہ تباہی آفتاب کو لپیٹ دے گی اور چاند کو بے نور کر دے گی، اور ستارے اپنے اس روکنے والے مرکز سے جھڑ جائیں گے، جو ان کو قائم رکھنے کا سبب ہے، یہ سارا نظام دنیا کے فنا ہونیکے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فیصلے کے ساتھ ہی تہ و بالا ہو جائے گا، اب دنیا کی ویرانی کے بعد ان کی کوئی حاجت ہی نہ رہ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝ وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ ۝ وَ اِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝ وَ اَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَ تَخَلَّتْ (الانشقاق ۔ ۱۔۴)

جب آسمان پھٹ جائے گا اور اپنے رب کا حکم سن لے گا اور وہ اسی لائق ہے، اور جب زمین کھینچ کر بڑھا دی جائے گی اور جو کچھ اس کے اندر ہے اس کو باہر پھینک دے گی اور خالی ہو جائے گی۔

یعنی زمین کی پشت پر جتنے پہاڑ، انسان وغیرہ ہوں گے، سب کو زمین پھینک کر چٹیل میدان بن جائے گی تاکہ لوگ ایسی زمین پر جمع ہوں، جس پر اللہ کی نافرنی کی نہ گئی ہو۔ اور زمین کے اوپر تعمیر شدہ مکانات کو گرانے، پہاڑوں کو چلانے، زمین کو ریزہ ریزہ کرنے، آسمان کو پھاڑنے اور ستاروں کو جھاڑنے اور سورج کو لپیٹنے اور چاند کو گہنانے اور اس پورے عالم کو کلی طور پر ویران و برباد کرنے کی حکمت یہ ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے جب اس دنیا کو بنایا تاکہ لوگ اسمیں آباد ہوں، اور اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں، اور دنیا کے مال واسباب کو آنکھوں کی زینت اور عبرت حاصل کرنے کے لئے نصیحت بنایا اور تاکہ لوگ انھیں اللہ کی وحدانیت کی دلیل سمجھیں اور اس کی عجیب وغریب قدرت کی صناعیوں کو دیکھ کر ایمان لائیں اور صرف اسی کی بندگی کریں، چنانچہ جب دنیا میں آباد رہنے کی مدت ختم ہو گئی اور اس دنیا کو فنا کرنے کا فیصلہ ربّانی عمل میں آگیا، تو رب العالمین نے لوگوں کو اس دنیا سے اُجاڑ کر اس عالم کو ویران کر دیا، تاکہ لوگ یہاں سے منتقل ہو کر دوسرے عالم میں چلے جائیں، جیسا کہ ارشاد ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔ (ابراهيم۔۴)

اور جب یہ زمین وآسمان بدل کر دوسرے بنا دیئے جائیں گے اور لوگ اللہ واحد کے سامنے پیش ہوں گے۔

اس دنیا کی تباہی کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو یہ بتادے کہ حالات کی تبدیلی اور ان ہولناکیوں کو ظاہر کرنے اور اپنی عجیب وغریب کاریگری کو برباد کرنا دراصل اس بات کا ثابت کرنا ہے کہ اللہ رب العالمین کمالِ قدرت کا مالک ہے اور دائمی بقا صرف اسی کو حاصل ہے۔ اس کی ذات کے سوا وسب کچھ تباہ ہونے والا ہے اور سب ملک ختم ہوجائے گا، صرف اس کی سلطنت رہ جائے گی، اور تاکہ لوگ اس کی حقیقت کو جان لیں کہ اللہ رب العالمین کے پاس اسکے بندوں کے لئے اس دنیا سے زیادہ بہتر، پائیدار اور عمدہ مقام ہے، جو دنیا کے مکان سے خوبصورت اور عظیم ہے۔ اس طرح اللہ وہاں بدکاروں کو سزا اور نیکوکاروں کو ان کی نیکیوں کی جزا دے گا۔

لہٰذا اس موت سے وہی گھبراتا ہے جس نے اپنی آخرت کے لئے کوئی اچھا کام نہ بھیجا ہوگا، جہاں اسے اپنے اعمال حسنہ کی جزا کی امید ہو، ایسا شخص تو قرآن کے الفاظ میں یوں کہا کرتا تھا۔

مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ۔ (الجاثية۔۲۴)

اور یہ منکرِ آخرت کہتے ہیں کہ بجز ہماری اس دنیوی حیات کے اور کوئی حیات نہیں ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہم کو صرف زمانہ کی گردش سے موت آتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ایسا ہی شخص دنیا کے گھر سے منتقل ہو کر عذاب آخرت کی طرف جائے گا

ایسوں ہی کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے۔

| | |
|---|---|
| فَإِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۝ وَخَسَفَ | جب آنکھ چوندھیا جائے گی اور چاند بے نور |
| الْقَمَرُ ۝ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَ | ہو جائیگا اور سورج و چاند آپس میں مل جائیں گے |
| الْقَمَرُ ۝ يَقُولُ الْإِنسَانُ يَوْمَئِذٍ | اور انسان اس دن کہے گا، کہاں ہے پناہ |
| أَيْنَ الْمَفَرُّ ۝ كَلَّا لَا وَزَرَ ۝ إِلَىٰ | کی جگہ، کہیں پناہ کی جگہ نہیں، اس دن آپ |
| رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ ۝ | ہی کے رب کے پاس ٹھکانہ ہے، اس دن |
| يُنَبَّؤُا الْإِنسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا | انسان کو اس کا سب اگلا پچھلا کیا بتا دیا |
| قَدَّمَ وَأَخَّرَ ۝ (القیمۃ، ۱۳) | جائے گا۔ |

أَمَا وَاللّٰهِ لَوْ عَلِمَ الْأَنَامُ ۔۔۔ لِمَا خُلِقُوْا لَمَا غَفَلُوْا وَنَامُوْا

بخدا اگر لوگ اپنی پیدائش کا مقصد جان لیں تو غفلت کی نیند نہ سوئیں

لَقَدْ خُلِقُوْا لِأَمْرٍ لَوْ رَأَتْهُ ۔۔۔ عُيُوْنُ قُلُوْبِهِمْ تَاهُوْا وَهَامُوْا

وہ ایسے عظیم مقصد کیلئے پیدا کئے گئے ہیں کہ آنکھیں اگر انکا مشاہدہ کرلیں تو دل پریشان ہو جائیں

مَمَاتٌ ثُمَّ قَبْرٌ ثُمَّ حَشْرٌ ۔۔۔ وَتَوْبِيْخٌ وَأَهْوَالٌ عِظَامُ

مرنا پھر قبر میں دفن ہونا پھر اٹھنا ہے اور سخت ڈنڈوں پر اور عظیم ہولناکیاں ہیں

لِيَوْمِ الْحَشْرِ قَدْ عَلِمَتْ رِجَالٌ ۔۔۔ فَصَلُّوْا مِنْ مَخَافَتِهِ وَصَامُوْا

روز محشر کو جو لوگ جان گئے انھوں نے اس دن کے خوف سے نمازیں پڑھیں اور روزے رکھے

وَنَحْنُ إِذَا أُمِرْنَا أَوْ نُهِيْنَا ۔۔۔ كَأَهْلِ الْكَهْفِ أَيْقَاظٌ نِيَامُ

اور ہمارا حال یہ ہے کہ جب ہمیں حکم دیا جاتا ہے، یا منع کیا جاتا ہے تو اصحاب کہف کی

طرح بیدار ہوتے ہیں سونے کی حالت میں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# کمزور مومن کے مقابلہ میں طاقتور مومن اللہ کو زیادہ محبوب ہے۔

اس حدیث میں قضا و قدر کا نہایت صحیح بیان موجود ہے، اسی طرح حدیث جبرئیل میں تقدیر کی بحث پر تشریح باقی رہ گئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تقدیر جس پر ایمان لانا ضروری ہے اکثر لوگوں پر اس کی اہمیت و حقیقت واضح نہیں ہو سکتی ہے، لوگ اس کی وضاحت و تعبیر میں اس طرح ہاتھ پاؤں مارتے ہیں کہ حقیقت تک پہونچنے کے بجائے لوگوں کو اسکو سمجھنے سے قاصر اور دل کو اس کی حقیقت جاننے سے دُور کر دیتے ہیں۔ لہٰذا ہمارا فرض ہے کہ لوگوں کو تقدیر کی حقیقت سمجھائیں جس پر ایمان لانا ضروری ہے، لیکن اس بحث کو شروع کرنے سے پہلے ہم چاہتے ہیں کہ حدیث اَلْمُؤمِنُ الْقَوِیُّ خَیْرٌ وَاَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنَ الْمُؤمِنِ الضَّعِیْفِ کی بابت کچھ عرض کریں کیونکہ اسمیں تقدیر کی حقیقت کا ذکر اور اس کے منکرین کا رد ہے

امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "طاقتور مومن اللہ کو کمزور مومن سے زیادہ محبوب ہے۔ اور ہر اچھی بات میں لالچ کرو اس بات کی جو تمہیں نفع دے، اور اللہ سے مدد مانگو اور عاجز مت ہو جاؤ، اگر تم کو کوئی تکلیف پہونچے تو یہ مت کہو کہ اگر میں نے ایسا اور ایسا کیا ہوتا تو یہ نہ ہوتا بلکہ صرف یہ کہو کہ اللہ کو یہی منظور تھا، اس نے جو چاہا وہ کیا، کیونکہ "اگر" کا جملہ شیطان کے لئے راہ کھولتا ہے"۔

یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جوامع الکلم اور اہم ترین حکمتوں میں سے ہے۔ یہ فصیح وعظ اور سچی نصیحت ہے جسے آپ نے امت کے لئے تاکید فرمائی ہے کہ لوگ اس کے معنی و مفہوم کو اپنی عادت بنالیں، اسی میں ان کی دنیاو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دین کی سعادت ہے۔ آپ نے فرمایا، طاقتور مومن اللہ کو کمزور مومن سے زیادہ محبوب ہے، کیونکہ طاقتور اپنی قوت کے سبب کمزور سے زیادہ عمل کرتا ہے اور حق وانصاف کی راہ میں طاقت شرعًا بھی مطلوب ہے اور طبعًا بھی محبوب ہے، اسی لئے لوگ طاقتور، بے عمل امیر کے ساتھ ہو کر غزوہ کرنا زیادہ پسند کرتے ہیں بہ نسبت کمزور مومن امیر کے ساتھ غزوہ کرنے کے۔ اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ کمزور مومن کا ایمان خود اس کے لئے نافع ہے لیکن اسکی کمزوری کا نقصان سب کو پہونچتا ہے اور مضبوط امیر کی بے عملی کا تعلق اس کی ذات سے ہے لیکن اس کی قوت کا فائدہ سب کو پہونچتا ہے۔ عمر بن خطابؓ کا معمول تھا کہ آپ والی بناتے وقت طاقت ور امیر کو کمزور امیر کے مقابلے میں زیادہ ترجیح دیتے تھے۔ جیسا کہ آپ نے زیاد بن ابیہ وغیرہ کو اسی حیثیت سے والی مقرر کیا تھا، آپ کہا کرتے تھے، اے اللہ! فاجر کی سزا اور معتبر کی عاجزی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

اور لوگ اس قاضی کو زیادہ پسند کرتے ہیں جو مضبوط ہو لیکن سخت گیر نہ ہو، نرم ہو لیکن کمزور نہ ہو، بردبار ہو اور سمجھ بوجھ کا مالک ہو۔ شاعر نے کہا۔

مَا اَنْتَ بِالسَّبَبِ الضَّعِيْفِ وَاِنَّمَا     نُجْحُ الْاُمُوْرِ بِقُوَّةِ الْاَسْبَابِ

کمزور اسباب سے تم کچھ حاصل نہیں کر سکتے سارے کام تو اسباب کی قوت ہی سے کامیاب ہوتے ہیں

جس طاقت کی یہاں تعریف کیجا رہی ہے اس سے مراد وہ تعریف ہے جو دین و دنیا دونوں کے لئے مفید ہو، اس قوت کے سہارے آدمی اپنے اعمال طاقت اور عزم کے ساتھ کرتا ہے اور عقل وشعور کے ذرائع کو استعمال کرتا ہے شاعر نے کہا۔

لَاَسْتَسْهِلَنَّ الصَّعْبَ اَوْ اُدْرِكَ الْمُنٰى     فَمَا انْقَادَتِ الْاٰمَالُ اِلَّا لِصَابِرِ

میں مشکلات کو آسان بنا دونگا یا اپنی تمناؤں کو پالوں گا اور آرزوئیں تو صابرین ہی کی پوری ہوئی ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نیز فرمایا "اپنے نفع کی چیزوں پر حریص رہو اور اللہ سے مدد مانگو اور تھک ہار کر مت بیٹھو"

یہ جامع ترین کلمات ہیں اور فصیح ترین نصیحت جو انسان کو اپنے دین و دنیا و جسم کو نفع پہونچانے والی چیزوں کے حرص کی طرف رہنمائی کرتی ہیں، جب آدمی ایسے علاج کا محتاج ہوگا جس سے اس کا ضرر دور ہو اور اس کا مرض ختم ہو تو وہ ضرور اس کے اسباب کو استعمال کرے گا، کیونکہ اسلام رُوح اور جسم اور دین و دنیا دونوں کے مصالح کو جمع کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے" اللہ نے جو بیماری بھی نازل کی ہے اس کی دوا بھی عطا کی ہے، علم کی علم سے اور جہالت کی جہالت سے" اور آپ نے فرمایا" دوا کرو لیکن حرام چیز سے دوا مت کرو، یہی وجہ ہے کہ ناگوار، کڑوی دوا بھی محض تکلیف کے خوف سے پی لیجاتی ہے، اسی لئے کہا گیا ہے۔

نَحْنُ فِیْ دَارِ بَلِیَّاتٍ نُعَالِجُ اٰفَاتٍ بِاٰفَاتٍ

ہم امتحان کے مقام میں ہیں جہاں آفات کا آفات ہی سے علاج کرتے ہیں۔

امام ابن تیمیہؒ نے فرمایا، اسباب پر طعنہ کرنا شریعت میں کھوٹ نکالنا ہے اور اسباب سے منہ موڑنا عقل کی کمی ہے اور اللہ تعالیٰ چالاکی کو پسند کرتا ہے اور عاجزی کو ناپسند۔ اور حدیث میں ہے" سب چیز قضا و قدر کے تحت چل رہی ہے۔ یہانتک کہ عاجزی اور ہوشیاری سے عاجزی یعنی ہر کام میں سستی اور بے یقینی اور بچاؤ اور حفاظت کے لئے ہر چیز میں احتیاط برتنا۔ شاعر نے کہا۔

الحزم ابا العزم ابا الظفرات والترك ابا الفرك ابا الحسرات

ہوشیاری عزم و کامیابی کی دلیل ہے اور غفلت ناکامی اور حسرت کی دلیل ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم "جو چیز تم کو نفع دے اس کی لالچ رکھو، یہ ارشاد ان سب چیزوں کو شامل ہے۔ اسی طرح دینی امور کے لئے حرص کو بھی یہ حکم شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرائض کی نگہداشت کی جائے جس سے اس کی زندگی اور آخرت کے امور کی تنظیم ہوتی ہے، کیونکہ دینی امور کی پابندی امور دنیا کیلئے بیحد معاون ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے "اے اللہ میرے دین کو سدھار دے جو میرے تمام کاموں کی حفاظت کا ضامن ہے، اور میری دنیا سدھا دے جسمیں میری روزی ہے"۔ اور اللہ نے ان لوگوں کی تعریف کی ہے جو اپنی دنیا میں کہتے ہیں "اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی نیکی عطا فرما اور آخرت میں بھی نیکی عطا فرما اور عذاب جہنم سے مجھ کو بچا"۔ اس لئے کسی شخص کے لئے بھی یہ مناسب نہیں کہ اپنے ان دینی و دنیادی کاموں میں سستی کرے جس کا نفع خود اسی کو ملنے والا ہو اس لئے کہ سستی کا انجام محرومی ہے۔ شاعر نے اسی حقیقت کی ترجمانی کی ہے۔

دَعِ التَّكَاسُلَ فِي الْخَيْرَاتِ تَطْلُبُهَا    فَمَا يَسْعَدُ بِالْخَيْرَاتِ كَسْلَانُ

نیکیوں کے حصول میں سستی مت کرو، کیونکہ کاہل آدمی نیکیوں کی سعادت نہیں پاتا۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے "اے اللہ تیری پناہ چاہتا ہوں فکر اور غم سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں عاجزی اور سستی سے، اور تیری پناہ چاہتا ہوں بزدلی اور بخیلی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں قرض کے بوجھ سے اور قرض خواہوں کے ظلم سے۔

اور آدمی کو جو سب سے زیادہ نقصان دہ چیزیں آزمایا جاتا ہے وہ عاجزی اور سستی ہے اور بہت سے لوگ اپنی عاجزی کو توکل پر محمول کرتے ہیں اور اپنی بدکاری کو قضاء و قدر سمجھتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جب آپ کسی کو کچھ کہیں اور نصیحت کریں کہ اطاعت مت چھوڑو، مثلاً نماز کی تاکید کریں یا منکرات مثلاً شراب نوشی سے منع کریں تو وہ تم سے یہ عذر کریگا یہ تو میرے حق میں لکھ دیا گیا ہے، یہ تو ایسی بات ہے جیسے کہا جائے کہ اطاعت چھوڑ کر قدری بن جاؤ اور منکرات کا ارتکاب کر کے جبری بن جاؤ، جیسا کہ اللہ نے مشرکین کی بابت ارشاد فرمایا کہ مشرکین کہتے ہیں "اگر اللہ نے چاہا ہوتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا اللہ کے سوا کسی کی بھی بندگی نہ کرتے اور ایسا ہی ان سے پہلے والوں نے بھی کیا تو رسولوں کے ذمہ صاف صاف تبلیغ کر دینی ہے"۔ (النحل - ۳۵)

جو لوگ تقدیر کو دلیل بناتے ہیں اللہ کے نزدیک ان کی دلیل رَد کر دی جائے گی، کیونکہ تقدیر کا سہارا لیکر یہ شخص امر و نہی کو باطل کرنا چاہتا ہے، حالانکہ انھیں پر تمام عبادات واحکام اور حلال وحرام کا دارومدار ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اسمیں کان، آنکھ اور عقل کو جوڑ دیا تاکہ وہ ان کے ذریعہ اپنا نفع حاصل کرے، اور وہ انھیں اپنی قوت اور صحت کے بچاؤ اور اپنے جسم کی حفاظت کے لئے استعمال کرے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تقدیر کے سہارے جمے رہنے سے پرہیز کی سخت تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

"ایمان والو، اپنے بچاؤ کا سامان کر رکھو"۔ (النساء - ۷۱)

اور فرمایا۔

"جتنا ہو سکے قوت کے استعمال کی تیاری کرو"۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوہری زرہ بکتر پہن رکھی تھی، جب کہ آپ کی حفاظت اللہ کی طرف سے نیز اس کے فرشتوں اور فوج دونوں سے یکجا رہی تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# اسباب کا مسبّبات سے ربط

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ آپ خود بھی دوا و علاج کرتے تھے اور آپ کے اہل و اصحاب میں سے جس کو بھی کوئی بیماری لاحق ہوتی اس کو علاج کا حکم کرتے تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی امت کے لئے جو چیز مقرر فرمائی اور اس کا حکم دیا وہ دین میں شامل ہے جس کا اتباع اور اس کا استعمال ضروری ہے، اور یہ سب باتیں آپ کے اس عام حکم میں داخل ہیں "اپنی نفع کی چیز کے حریص رہو، اور اللہ سے مدد مانگو اور عاجز مت ہو جاؤ"

انبیاء اور علماء کا دین یہی حکم الٰہی ہے اور اسی پر عمل کا دار و مدار رہے۔ اس کے باوجود وہ قضا و قدر پر ایمان بھی رکھتے ہیں لیکن امر الٰہی کو سب پر مقدم رکھتے ہیں اور تقدیر کا تقدیر ہی سے مقابلہ کرتے ہیں، جیساکہ امیر المومنین عمر بن خطابؓ کو جب شام میں طاعون عام ہونے کی خبر ملی تو شہر میں داخل ہونے سے رُک گئے اور اپنے ساتھیوں کو بھی لوٹانے کا ارادہ کیا، اور جب ان سے حضرت ابو عبیدہؓ نے کہا، عمر! کیا تقدیر الٰہی سے بھاگ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا، ہاں، تقدیر الٰہی سے بھاگ کر تقدیر الٰہی کی طرف جا رہے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں تقدیر کام کرنے سے نہیں روکتی اور نہ اس پر بھروسہ کرنا ضروری ہے اور نہ اس کو اسوقت تک دلیل بنا سکتے ہیں جبتک کہ ان اسباب و ذرائع کو استعمال نہ کر لیا جائے جن سے تم بچ سکو، محفوظ رہ سکو، اس کے بعد بھی جب حکم الٰہی غالب آئے گا تو وہ اپنی طرف سے کمی یا زیادتی کی ملامت نہیں کر سکتا، کیونکہ بسا اوقات آدمی پر ایسی آفات آجاتی ہیں جو اس کی طاقت سے باہر ہوتی ہیں، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نے فرمایا ہے۔ "یہ مت کہو کہ اگر میں نے ایسا کیا ہوتا تو ایسا ہوا ہوتا" کیونکہ یہ تو انتہائی مذموم اور قابل ملامت چیز ہے، لہٰذا عقلمند آدمی اپنا کام احتیاط اور ہوشیاری سے کرتا ہے اور اولوالعزمی سے کام لیتا ہے، لیکن جب اس کی ساری تدبیروں پر امر الٰہی غالب آجاتا ہے جس کو ہٹانے اور دور کرنے کی اسمیں ہمت نہیں ہوتی، تو اسوقت اس کو یہ کہہ کر تسلی کرنی چاہیئے کہ "یہ اللہ کی تقدیر ہے، اس نے جو چاہا کیا۔"

شاعر نے کہا ہے۔

عَلَى الْمَرْءِ أَنْ يَسْعَىٰ وَيَبْذُلَ جُهْدَهٗ وَلَيْسَ عَلَيْهِ أَنْ تَتِمَّ الْمَقَاصِدُ

آدمی کا کام کوشش کرنا اور اپنی پوری جدّوجہد سے کام لینا ہے مقاصد کا پورا ہونا اس کے بس میں نہیں ہے۔

لیکن اگر اس نے ذرائع کے استعمال میں کمزوری دکھائی ہو اور حفاظت و احتیاط میں کمی کی ہو جس کی بنا پر امر الٰہی اس کی تدبیروں پر غالب آگیا ہو تو اس کی اس عاجزی پر اسکو ملامت کیجائے گی، ایسی حالت میں اس کا اس آیت سے استدلال کرنا بے معنی ہے۔

مَآ أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۖ وَمَآ أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۔ (النساء-۷۹)

تجھ کو جو کچھ خوشحالی پیش آتی ہے وہ محض اللہ کیجانب سے ہے اور جو کچھ بدحالی پیش آتی ہے وہ تیرے ہی سبب ہے۔

اور غزوۂ احد کے دن جب صحابہ کرام نے اپنی حفاظت میں کمی کی اور جس گھاٹی کی حفاظت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں مامور فرمایا تھا اس کو انھوں نے چھوڑ دیا جس کی طرف سے موقع پاکر مشرکین کی فوجیں گھس آئیں اور ستر صحابہ کو شہید کر ڈالا، اور مسلمان یہی سمجھتے تھے کہ چونکہ وہ اللہ کے نبی کے ساتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



راہِ الٰہی میں جہاد کر رہے ہیں اور وہ اللہ کی فوج ہیں، اس لئے وہ کبھی مغلوب نہیں ہوں گے، اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ۔

أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُمْ مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنَّىٰ هَٰذَا ۖ قُلْ هُوَ مِنْ عِندِ أَنفُسِكُمْ ۗ (آل عمران - ۱۶۵)

اور جب تمہاری ایسی ہار ہوئی جس سے دوگنا تم جیت چکے تھے تو کیا تم ایسے وقت میں یوں کہتے ہو کہ یہ کدھر سے آئی۔ کہہ دیجئے کہ یہ ہار خاص تمہاری طرف سے ہوئی۔

یعنی تم نے اپنی حفاظت میں کوتاہی کی، جس کے سبب یہ شکست دیکھنی پڑی۔

شاعر نے کہا۔

وَعَاجِزُ الرَّأْيِ مِضْيَاعٌ لِفُرْصَتِهِ حَتَّى إِذَا فَاتَ أَمْرٌ عَاتَبَ الْقَدَرَا

عقل و رائے میں پیچھے رہ جانے والا اپنے موقع کو گنوا دیتا ہے اور جب اسے کوئی حادثہ پیش آجاتا ہے تو تقدیر کو ملامت کرتا ہے

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں، "توکل اسباب کو استعمال کرنے ہی سے مفید ہوتا ہے۔ توکل کا دعویٰ کر کے اسباب کو چھوڑ دینا شریعت سے سراسر جہالت یا عقل کی خرابی ہے۔ توکل کا مقام دل ہے۔ اسباب پر عمل کا مقام اعضاء و جوارح اور حرکت و عمل ہے۔ اور انسان اسباب کے استعمال پر مامور ہے۔ ارشاد ہے۔

فَابْتَغُوا عِندَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ ۔

اللہ کے یہاں روزی تلاش کرو اور اسکی بندگی کرو اور اس کا شکر ادا کرو، اور اللہ

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِن رِّزْقِهِ

ہی نے تمہارے لئے زمین کو نرم بنا دیا تم اس کے رستوں میں چلو، اور اللہ کی روزی میں سے کھاؤ۔ (سورۃ الملک - ۱۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# کیا انسان خودمختار ہے یا پابند؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ انسان خودمختار ہے، اپنے اچھے یا بُرے عمل کے لئے وہ خود اپنے اختیار کا مالک ہے، کوئی بھی مقصدی کام ہو وہ کسی با اختیار کرنے والے ہی سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا (الدھر ۳) — ہم نے اس کو راہ دکھلادی کہ یا تو شکر گزار ہو یا ناشکرا۔

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا (الانعام ۱۰۴) — تمہارے رب کی طرف سے روشنی کے ذرائع آچکے ہیں جو دیکھے گا وہ اپنے لئے دیکھے گا جو اندھا رہیگا اس پر ہی وبال آئے گا۔

اور قیامت کے دن اعمال نامے تقسیم کرتے وقت اللہ کا ارشاد ہوگا۔

يَا عِبَادِيْ اِنَّمَا هِيَ اَعْمَالُكُمْ اُحْصِيْهَا لَكُمْ، ثُمَّ اُوَفِّيْكُمْ اِيَّاهَا فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ، وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَا يَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ۔ (رواہ مسلم) — میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں جسے تم پر پیش کر رہا ہوں اور اس کی تم کو بھرپور جزا بھی دونگا، تو جو شخص بھلائی پائے اللہ کا شکر ادا کرے اور جو اسکے سوا پائے وہ اپنے ہی کو ملامت کرے۔

جو شخص یہ کہتا ہے کہ انسان پابند ہے تو یہ جبریہ کا طریقہ ہے جو اس کے قائل ہیں کہ انسان اپنے تمام کاموں میں مجبور محض ہے، ہوا میں لٹکے ہوئے اس بال کی طرح ہے جسے ہوائیں اپنے رُخ پر اُڑاتی ہیں اور وہ بے اختیار ہے۔ اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سلسلے میں یہ لوگ اس شعر کو بھی پڑھتے ہیں۔

مَا حِيلَةُ الْعَبْدِ وَالْأَقْدَارُ جَارِيَةٌ عَلَيْهِ فِي كُلِّ حَالٍ أَيُّهَا الرَّائِي

انسان کیا کر سکتا ہے جبکہ اس پر تقدیر کا چکر ہر وقت جاری ہے

أَلْقَاهُ فِي الْيَمِّ مَكْتُوفًا وَقَالَ لَهُ إِيَّاكَ إِيَّاكَ أَنْ تَبْتَلَّ بِالْمَاءِ

اسیما کے ہاتھ پاؤں باندھکر دریا میں ڈالدیا ہے اور اس سے کہہ رہے ہو بچاؤ بچاؤ پانی میں تر نہ ہوجانا

اور میں کہتا ہوں کہ یہ شعر اللہ اور اس کے رسول اور قضاء و قدر پر ایک جھوٹا بہتان ہے، قضا و قدر کا کوئی گناہ نہیں، گنہگار تو خود یہی لوگ ہیں جو تقدیر کے بارے میں جھوٹی بحث کر رہے ہیں تاکہ حق کو دبا سکیں، لیکن یہ نظریہ حق سے دُور ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں بے دست و پا کر کے نہیں پیدا کیا ہے کہ وہ عمل وجہد اور قوت و زور کے ذرائع اور سعادت کے حصول اور دنیا و آخرت میں نعمت اور مقصود کے حصول سے مجبور ہو، اللہ کا تو ارشاد ہے۔ إِنَّا هَدَيْنَٰهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا ۔" ہم نے انسان کو راہ دکھلادی یا تو وہ شکر گذار بنے یا ناشکرا رہے۔

نیز فرمایا۔

| | |
|---|---|
| وَاللَّهُ أَخْرَجَكُم مِّن بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ٥ | اور اللہ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ سے اس حالت میں نکالا کہ تم کچھ بھی نہ جانتے تھے اور اس نے تم کو کان دیئے اور آنکھ اور دل تاکہ تم شکر کرو۔ |

(النحل ۔ ۷۸)

یہ ہیں وہ وسائل جو انسان کو دنیا کے عذاب اور آخرت کی سزا سے بچا سکتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہیں، اس طرح وہ زندگی اور بعد موت دونوں میں سعادت مند رہیگا، لیکن جب انسان ان نفع بخش وسائل کو بیکار چھوڑ دیگا، اور بندگی رب کے جس مقصد کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے انھیں وہ اس راہ میں استعمال نہیں کریگا۔ اسی طرح وہ اپنے مصالح اور جائز نفع دینے والے کاموں میں بھی ان سے کام نہ لے گا، تو سمجھو وہ اندھا بہرا ہوگیا ہے یا ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے مُردہ کی طرح ہے، جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے۔

وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّأَبْصَارًا وَّأَفْئِدَةً فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَا أَبْصَارُهُمْ وَلَا أَفْئِدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ إِذْ كَانُوا يَجْحَدُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ۔

اور ہم نے ان کو کان اور آنکھ اور دل دیئے تھے، لیکن چونکہ وہ آیات الٰہیہ کا انکار کرتے تھے اس لئے نہ اُن کے کان ذرا ان کے کام آئے اور نہ ان کی آنکھیں اور نہ ان کے دل۔ (الاحقاف - ۲۶)

اور فرمایا۔

أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا۔

کیا تم سمجھتے ہو کہ ان میں اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں؟ نہیں وہ تو جانور بلکہ اس سے بھی بدتر ہیں۔ (الفرقان - ۴۴)

اللہ نے اہل جہنم کا ذکر فرماکر ارشاد فرمایا۔

وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ ۝ فَاعْتَرَفُوا بِذَنْبِهِمْ فَسُحْقًا لِّأَصْحَابِ السَّعِيرِ۔ (تبارک ۱۰-۱۱)

اور جہنمی کہیں گے اگر ہم سُننے ہوتے یا سمجھے ہوتے تو جہنم والوں میں سے نہ ہوتے، اپنے گناہوں کا اقرار کریں گے دوری ہو اصحاب جہنم کے لئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اللہ نے انسان کو پیدا کیا اور اس کے لئے کان، نگاہ، دل پیدا کیا اور اس کی وہ سب ضرورتیں پیدا کیں جن کا وہ دنیا میں محتاج ہے جیسے کھانا، پینا، لباس دوائیں، وہ ساری جڑی بوٹیاں جنھیں اطباء امراض کے علاج اور وباء و بلاء سے بچنے کیلئے استعمال کرتے ہیں تو درحقیقت یہ سب اللہ کی پیدا کردہ ہیں جنہیں اللہ نے زمین سے اگایا ہے، یہ سب اللہ کی طرف سے اس کے بندوں کیلئے رحمت ہے۔ کہ ان چیزوں کا نفع انھیں پہونچتا ہے۔ اور ان میں سے ہر قسم کو ایک بیماری کے ازالہ و شفاء کیلئے مخصوص کر دیا، تو یہی اللہ کی تقدیر ہیں جن کے ذریعہ اللہ نے بلاء کو دُور کرنے کا اندازہ مقرر کر رکھا ہے کیونکہ مہلت کے وقت یہ دوائیں صحت کیلئے حفظ و امان ہیں تو جو لوگ اَلْقَدَرُ فِی السِّرِّ کا شعر الاپ رہے ہیں وہ جبریہ ہیں یا جو تقدیر کو حجت بنا کر اپنی بداعمالیوں سے خود کو پاک وصاف کرنا چاہتے ہیں۔

خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اکثر لوگ جنہیں علم نہیں ہے، سمجھتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے قضاء و قدر کا مطلب ہے کہ بندوں کے افعال اور اعمال کے ارتکاب کی بابت اللہ کے علم کا مقدم ہونا، اعمال کے ذریعہ یہ حجت ان کے حق میں پوری ہو گی اور برائیاں اس حجت کے خلاف لاحق ہوں گی، کیونکہ بندوں کے افعال کا ان سے ارتکاب ہوا ہے اور قصد وارادہ سے یہ اعمال بندوں کے ساتھ وابستہ ہیں، لہذا اللہ کی طرف تقدیر کی نسبت کا مطلب ہے کہ اللہ کا علم بندوں پر سبقت کر گیا ہے اور جو کچھ وہ کرنے والے ہیں ان سب کو اللہ جانتا ہے، لیکن اس جاننے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ کی طرف سے ان کاموں پر انھیں مجبور کیا گیا ہے۔ انتہی[1]

---

[1] شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اسے خطابی سے منہاج السنۃ میں نقل کیا ہے اور خازن نے اپنی تفسیر میں (انا کل شیء خلقناہ بقدر) کے تحت نقل کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور یہ اپنے ظلم، بدکاری، ترک اطاعت اور بدکرداری، نشہ خوری کو قضاء وقدر کی طرف منسوب کرتے ہیں، حالانکہ قضاء وقدر کا کوئی قصور نہیں جرم تو ان کا ہے، چنانچہ اگر کوئی ظالم ان کو مار پیٹ کر اُن کا مال لوٹ کر یا اُن کی بے آبروئی کر کے یہ کہے کہ یہ سب قضاء وقدر کی وجہ سے ہوا ہے تو یہ لوگ اسکی اس دلیل کو ہرگز نہیں مانیں گے، کیونکہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ استدلال سراسر باطل ہے۔ عقل کہتی ہے کہ وہ اس کے ذریعہ باطل تک پہونچنا چاہتا ہے، لیکن یہی شخص اللہ کی اطاعت ترک کرنیوالے اور حرام کاری کرنے والے کو اللہ کی طرف سے مجبور د پابند کیسے سمجھ لیتا ہے[۲]۔

اسی بنیاد پر بعض علماء کہتے ہیں کہ جبریہ کا جواب بس یہی ہے کہ اُن کے منہ پر طمانچہ مار کر کہا جاتے کہ تمہاری دلیل کے مطابق یہ طمانچہ اللہ کی قضاء وقدر سے ہے۔

حضرت عمرؓ کے پاس ایک چور لایا گیا، آپ نے اس سے پوچھا، کس چیز نے تم کو چوری پر آمادہ کیا؟ اس نے کہا "اللہ کی قضاء وقدر نے" آپ نے فرمایا، میں بھی تمہارا ہاتھ اللہ کی قضاء وقدر سے کاٹ دوں گا، پھر آپ نے حکم دیا اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ اسی طرح لوگ شاعر کے اس شعر کو بھی دلیل بناتے ہیں۔

جَرَىٰ قَلَمُ الْقَضَاءِ بِمَا يَكُونُ ۔۔۔ فَسِيَّانَ التَّحَرُّكُ وَالسُّكُونُ

جو کچھ ہونے والا ہے اس پر تقدیر کا قلم چل چکا ہے اب حرکت وسکون دونوں برابر ہیں

یہ بھی بدترین شعر شمار ہوتا ہے، جو عقیدۂ جبر کی ترجمانی کرتا ہے، اور جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے ذکر کیا یہ قول واعتقاد نقل وعقل دونوں اعتبار سے باطل ہے

---

[۲] شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اپنے رسالہ "قضاء وقدر" میں لکھتے ہیں "تقدیر پر ہم ایمان رکھتے ہیں لیکن جو شخص تقدیر کو دلیل بنائے گا، اس کی دلیل باطل ہوگی اور جو تقدیر کو عذر بنائے گا اس کا عذر قبول نہ ہوگا، اگر تقدیر کو حجت بنانا مقبول ہوتا تو ابلیس اور دوسرے نافرمانوں کا یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس نظریہ کے قائل قضاء و قدر کو ایسا سمجھتے ہیں جیسے آدمی کی گردن میں طوق اور پاؤں میں زنجیر ہو، جس سے کوئی بھی چھٹکارا نہ پا سکتا ہو اور جس کے بغیر کسی کو کوئی چارہ کار نہ ہو۔

یہ عقیدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے مردود ہو چکا ہے جسمیں آپ نے فرمایا "اپنی نفع کی چیز کے حریص رہو اور اللہ سے مدد چاہو اور تھک ہار کر مت بیٹھ رہو"۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو دنیا میں سہل و بیکار دبے دست دپا نہیں پیدا کیا ہے بلکہ انھیں کام کرنے والا، متحرک، آزاد و مختار بنایا ہے اور جس کا عمل کسی کو پیچھے کر دے قضاء و قدر پر اس کا بھروسہ کرنا اسے آگے نہیں بڑھا سکتا۔

اور تقدیر کی حقیقت بس اتنی ہے کہ اشیاء کے وجود میں آنے سے پہلے ان کی بابت اللہ کے علم سے اس کی خبر دینا، اس لئے کہ جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا ہے ان سب کا علم اللہ کو ہے، کیونکہ بندوں کے اعمال میں سے کوئی چیز اس پر مخفی نہیں ہے، لیکن اشیاء کے وقوع سے پہلے اللہ کا انھیں جان لینا اور بات ہے اور اللہ کی طرف سے ان اشیاء پر جبر کرنا بالکل دوسری بات ہے۔

صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر کی حدیث سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس

---

عذر قبول کر لیا گیا ہوتا، اگر تقدیر بندوں کے لئے حجت ہوتی تو اللہ اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی نہ دنیا میں سزا دیتا نہ آخرت میں۔ اگر تقدیر حجت ہوتی تو نہ چور کا ہاتھ کاٹا جاتا نہ قاتل کو قتل کیا جاتا، نہ کسی مجرم کو اس کے جرم پر حد جاری کیجاتی اور نہ ہی راہ الٰہی میں جہاد کیا جاتا، نہ اچھی بات کا حکم دیا جاتا، نہ بُری بات سے منع کیا جاتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پہلے مخلوقات کی تقدیر لکھ دی تھی، اس لکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کو ان اشیاء کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے ان کا علم حاصل تھا، اور یہ لکھنا عالم غیب میں ہے، لہٰذا اس کتابت کو اپنی کتابت سے تشبیہ نہیں دینی چاہئے اور نہ اللہ کے قلم کو ہمارے قلم سے تشبیہ دینی چاہئے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ فرماتے ہیں، اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا اور جو کچھ لوگ کرنیوالے تھے اس کا علم حاصل کیا، پھر اپنے علم سے فرمایا "تو لکھی ہوئی چیز بن جا، وہ کتاب کی شکل میں ہو گیا۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

| | |
|---|---|
| اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِى السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ فِىْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ○ (الحج ـ ۷۰) | کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کو جانتا ہے، بیشک یہ کتاب میں ہے اور یہ اللہ پر آسان ہے۔ |

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اسے اپنی کتاب "الایمان" میں لکھا ہے۔

"اور یہ بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ تقدیر کو تقدیر سے دفع کرتا ہے اور تقدیر کو تقدیر سے مٹاتا ہے۔ حضرت عمرؓ کو دعا مانگتے ہوئے سنا گیا، آپ فرما رہے تھے 'اے اللہ، اگر تو نے مجھے اپنی کتاب میں شقی لکھا ہے تو مٹا کر سعید لکھ دے، اس لئے کہ تو جو کچھ چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔"

اور اللہ کا ارشاد ہے۔

| | |
|---|---|
| يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ○ | اور جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے، اور اس کے |

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پاس اصل کتاب ہے۔ (الرعد - ۳۹)

اس سے معلوم ہوا کہ اس مٹانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ذریعہ پہلی کتاب ہٹائی گئی ہے اور ثوبانؓ کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔

لَا يَرُدُّ الْقَدَرَ اِلَّا الدُّعَاءُ تقدیر کو دعا ہی لوٹا سکتی ہے اور نیکی عمر

وَلَا يَزِيْدُ فِي الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ میں اضافہ کرتی ہے اور صدقہ بُری موت

وَاِنَّ الصَّدَقَةَ لَتَدْفَعُ مِيْتَةَ کو دُور کرتا ہے

السُّوْءِ۔ (ابن حبان والحاکم)

اور قرآن کی دعار کا ایک جزء یہ ہے۔

وَقِنَا وَاصْرِفْ عَنَّا شَرَّ مَا اور ہمیں بچا اور ہم سے اس شر کو دُور کر

قَضَيْتَ۔ دے جس کا تو نے فیصلہ کیا ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دعار قضا و قدر کو لوٹاتی ہے، اسی طرح صدقہ بُری موت کو دُور کرتا ہے۔ اسی طرح (وَلَا يَزِيْدُ فِي الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ) کا مطلب خواہ ہم یہ لیں کہ اس سے دن ورات میں اضافہ ہے، یا عمر میں برکت مراد ہے، لیکن یہ سب قضا و قدر کے تحت ہی ہوتا ہے۔ بہرحال انبیار و علمار کا دین امر الٰہی ہے جسے وہ تقدیر پر مقدم رکھتے ہیں، لہٰذا شاعر کا یہ شعر۔

جَرَىٰ قَلَمُ الْقَضَاءِ بِمَا يَكُوْنُ فَسِيَّانَ التَّحَرُّكُ وَالسُّكُوْنُ

تقدیر کا قلم جو کچھ ہونے والا تھا اسے لکھ چکا اب حرکت وسکون دونوں برابر ہے

یہ شعر سراسر باطل ہے، لہٰذا حرکت کرنا سکون کے برابر نہ ہوگا، کیوں کہ شریعت کا مدار تو امر الٰہی پر ہے، اور سچے ناموں میں حارث اور ھمّام ہیں۔ ھمام اسکو کہتے ہیں جو اپنے دل سے ارادہ کرتا ہے کہ ایسا کریگا، اور حارث وہ ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جو اپنے ہاتھ پاؤں سے اپنا مقصد پورا کرنے کے لئے جدوجہد کرتا ہے، اسی لئے کہا گیا ہے۔

اَلْمُسْلِمُ الْحَقُّ یُصَلِّیْ فَرْضَہٗ وَیَاْخُذُ الْفَاْسَ وَیَسْقِیْ اَرْضَہٗ

سچا مسلمان فرض نماز پڑھتا ہے اور کدال لے کر اپنا کھیت بھی سینچتا ہے

یَجْمَعُ بَیْنَ الشُّغُلِ وَالْعِبَادَۃِ لِیَکْفُلَ اللّٰہُ لَہُ السَّعَادَۃَ

وہ کام اور عبادت دونوں ساتھ کرتا ہے تاکہ اللہ کیلئے سعادت کا ضامن ہو جائے

اور ہم کہہ چکے ہیں کہ جو بیماری آدمی کو لگتی ہے وہ اللہ کے قضاء و قدر سے ہوتی ہے، اور جس دوا سے اس بیماری کا علاج ہوتا ہے وہ بھی اللہ کے قضا و قدر سے ہی ہوتی ہے، اسی لئے لوگ کڑدی، ناگوار دوا محض اس لئے پیتے ہیں تاکہ ان کو تکلیف میں پڑنے سے بچائے، جیساکہ شاعر نے کہا۔

وَخُذْ مُرًّا تُصَادِفُ مِنْہُ نَفْعًا وَلَا تَعْدِلْ عَنْہُ اِلٰی حُلْوٍ تَضُرُّ

کڑوی دوا استعمال کر جس سے تم کو فائدہ ہوگا کڑوی کے بدلے میٹھی مت لو ورنہ تم کو نقصان دیگی

فَاِنَّ الْمُرَّ حِیْنَ یَسُرُّ حُلْوٌ وَاِنَّ الْحُلْوَ حِیْنَ یَضُرُّ مُرٌّ

کیونکہ کڑوی دوا جب سرایت کریگی تو میٹھی ہو جاتے گی اور حلوا جب نقصان کریگا تو کڑوا معلوم ہوگا

اور حدیث میں ثابت ہے۔

بَادِرُوْا بِالصَّدَقَۃِ فَاِنَّ الْبَلَاءَ لَا یَتَخَطَّی الصَّدَقَۃَ۔ جلد صدقہ کرو، کیونکہ بلاء صدقہ کو پھاند نہیں سکتا۔

اور حسن بصری کے مراسیل میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اپنے مالوں کو زکوٰۃ دے کر محفوظ کرو اور صدقہ کے ذریعہ اپنے بیماروں کی دوا کرو اور دعا و زاری کے ذریعہ بلاء کو برداشت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کرنے کی قوت حاصل کر د۔ (ابوداؤد فی مراسیل الحسن)

اور دعاء آسمان وزمین کے درمیان بلاء کے ساتھ مقابلہ کرتی ہے، لہٰذا کوئی شخص دُعا کرتے کرتے تھک نہ جائے اور یوں نہ کہنے لگے کہ اگر یہ بات میرے حق میں مقدر ہوتی تو مجھے ضرور مل جاتی خواہ میں دعا کرتا یا نہ کرتا، کیونکہ یہ ان ملحدوں کا طریقہ ہے جو دُعا کی عبودیت کو باطل کرنا چاہتے ہیں، حالانکہ دُعا عبادت کا مغز ہے۔ اور اللہ نے بعض اشیاء کی تقدیر مقرر کی ہے، لیکن انسان اسکو دُعا ہی کے ذریعہ حاصل کر سکتا ہے، اگر دعا نہیں کریگا تو نہیں ملے گی، جیساکہ ارشاد ہے۔

وَمَنْ يَبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَفْسِهِ ط (محمد - ۳۸) یعنی جو بخل کرے گا تو اپنے ہی اوپر کرے گا۔

وَسُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

# نفاق کی حقیقت اور اسکی تفصیلات

نفاق کی دو قسم ہے، نفاق اصغر، نفاق اکبر، نیز اسے نفاق عملی اور نفاق اعتقادی بھی کہتے ہیں۔ عربی زبان میں نفاق کا شمار مکر و فریب کی جنس میں ہوتا ہے، یعنی ظاہر میں خیر کا اظہار اور باطن میں اس کے خلاف جذبات رکھنا، شریعت میں ایسے نفاق کی دو قسم ہے، اول، نفاق اکبر، جسکا مطلب یہ ہے کہ آدمی اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور باطن میں اس کے بالکل خلاف یا جزوی طور پر خلاف عقیدہ رکھتا ہو۔ ایسا ہی نفاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پایا جاتا تھا اور ایسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہی منافقین کی مذمت اور تکفیر قرآن میں آئی ہے اور قرآن نے بتایا ہے کہ ایسے ہی لوگ جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں ہوں گے، اور نفاق اصغر کو نفاق العمل بھی کہا جاتا ہے، یعنی آدمی ظاہری طور پر تو خوب پارسائی جتائے لیکن باطن میں اسکے خلاف عمل کرے۔

اور اس نفاق کا اصول عبداللہ بن عمر کی اس حدیث میں مذکورہ خصائل سے مستنبط ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، چار باتیں جسمیں ہوں گی وہ منافق ہو گا۔ اور جسمیں ان چاروں میں سے کوئی ایک بات ہوگی اسمیں نفاق کی سی ایک علامت موجود ہوگی جبتک کہ وہ اسے چھوڑ نہ دے۔ یعنی جب بات کرے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے، مکر جائے، اور جب تکرار کرے، بدگوئی کرے، اور جب معاہدہ کرے بدعہدی کرے۔ (بخاری و مسلم)

اسی طرح ابوہریرہ کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، منافق کی پہچان تین ہے، جب بات کرے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے خلاف ورزی کرے، اور جب اسے امانت سونپی جائے تو خیانت کر جائے۔ (صحیحین)

یہ سب کبیرہ گناہ ہیں جن کا کرنے والا اللہ کی مشیت پر ہے چاہے تو اسے عذاب دے اور چاہے تو معاف کر دے۔

اسی طرح کفر کی بھی دو قسم ہے۔ کفر اصغر، جس کا مرتکب ملت سے خارج نہیں ہوتا، جیساکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"مسلمان کا گالی گلوج کرنا فسق ہے اور اس کا لڑائی کرنا کفر ہے۔" (بخاری و مسلم)

نیز فرمایا۔ "دو باتیں ایسی ہیں کہ جنہیں ہوں گی، ان میں کفر ہوگا۔ نسب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں طعنہ مارنا اور میت پر نوحہ کرنا" لیکن جس کفر سے آدمی ملت اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے وہ کفر انکاری، کفر عناد اور انکار وہٹ دھرمی کا کفر ہے، جیسے ابو طالب کا کفر کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی حقانیت کا اعتراف کرتے تھے، اس بات کی تصدیق کرتے تھے کہ قرآن آپ پر اترا ہے، اس کے باوجود انھوں نے اسلام پر اپنے باپ عبدالمطلب کے دین کو ترجیح دے کر مرتے وقت یہی کہتے رہے کہ میں عبدالمطلب کی ملت پر مر رہا ہوں، اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا، اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جبتک مجھے منع نہیں کیا جائے گا، میں آپ کے لئے استغفار کرتا رہوں گا، تب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ۔ (التوبة ۔۱۱۳)

پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کیلئے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، یہ بات معلوم ہو جانے کے بعد کہ وہ لوگ دوزخی ہیں۔

اور ابو طالب کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ٥ (القصص ۔ ۵۶)

آپ جسکو چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ اللہ جس کو چاہے ہدایت کر دیتا ہے اور وہی جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ معراج پر ایمان لانا

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ هَٰذَا الْقُرْاٰنَ وَإِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ (یوسف - ۳)

ہم اپنی اس وحی کیساتھ جس کے ذریعہ ہم نے تجھے یہ قرآن الہام کیا ہے ایک عمدہ قصہ سُناتے ہیں اگرچہ آپ اس سے پہلے بے خبر تھے۔

اور یہ قرآن کریم ہم سے پہلے والوں کی خبر اور ہمارے بعد رُونما ہونے والی باتوں کی خبر ہمیں دے رہا ہے اور یہ ہمارے درمیان نہایت انصاف کرنے والا حاکم ہے، اللہ بیان کرتا ہے کہ اس نے دلائل، براہین و معجزات کے ساتھ اپنے انبیاء کو بھیجا کہ وہ صرف اللہ کی بندگی کی دعوت دیں، اور اللہ کے سوا سب کی بندگی چھوڑ دینے کا حکم دیں اور لوگوں کے درمیان انصاف کیساتھ فیصلہ کریں۔ کچھ لوگوں نے ان کی دعوت قبول کی، ان کی اطاعت کے لئے فرمانبردار ہوگئے اور ان کی نبوت و معجزات و آیات کی تصدیق کی، کچھ لوگوں نے سرکشی اور بغاوت کی، داعی حق کی دعوت کو قبول نہیں کیا، اپنی معصیت پر ڈٹے رہے اور اپنے انبیاء کے جو معجزات انھوں نے دیکھے ان سب سے بالکل متاثر نہیں ہوئے، ان کی حالت اس آیت کے مصداق تھی۔

إِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ

جن پر تیرے رب کا فیصلہ ثابت ہوچکا ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے اگر ساری نشانیاں ان کے پاس آجائیں یہانتک کہ عذاب الیم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الْاَلِیْمَ (یونس ۹۶-۹۷) بھی دیکھ لیں، جب بھی نہیں۔

ایسے لوگوں کو وہ سزا دی گئی جو آپ اس آیت میں سُن رہے ہیں۔

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○ (العنکبوت - ۴۰)

ہم نے ان سب کو ان کے گناہوں کے سبب پکڑا، انہیں سے بعض پر ہم نے پتھراؤ کیا اور بعض کو سخت آواز نے دبا لیا اور بعض کو ہم نے زمین میں دبا لیا، اور بعض کو ہم نے غرق کیا۔ اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا تھا بلکہ وہ لوگ اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے۔

معجزات اور امور غیبیہ کے بارے میں لوگوں کی دو قسم ہے، پہلی قسم اُن کی ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور رسول کی تصدیق کی، یہ لوگ پوری طرح ایمان رکھتے ہیں، اور ان سب باتوں کی تصدیق کرتے ہیں جن کی اللہ نے اپنی کتاب میں خبر دی ہے۔ جیسے انبیاء کے معجزات جن کی یہ تصدیق کرتے ہیں خواہ وہ اس حقیقت کا راز اپنی عقل سے معلوم کر سکیں یا نہیں، کیونکہ کسی چیز کا نہ جاننا اس چیز کے نہ ہونے کی دلیل نہیں۔ انبیاء کرام محیر العقول چیزیں لے کر آئے، اہل ایمان جو غیب پر ویسے ہی ایمان رکھتے ہیں، جیسے قرآن نے بیان کیا ہے اور زبان حال سے اقرار کرتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور اللہ کی جانب سے آئی ہوئی ہر چیز پر اللہ کی مُراد کے مطابق ایمان رکھتے ہیں، اس لئے کہ سچا مسلمان جب اس اللہ پر ایمان لے آتا ہے جو ہر چیز پر قادر ہے اور جس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے ہو جا اور وہ چیز ہو جاتی ہے۔ ایسے مومن کے لئے کچھ مشکل نہیں کہ ہر اس چیز کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وہ تسلیم کرلے جس کی اللہ نے اپنی کتاب میں خبر دی ہے، مثلاً انبیاء کے معجزات وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات میں خلاف عادات چیزیں پیدا کی ہیں، جیسے اس نے انبیاء کو ایسے معجزے دیئے جو لوگوں کی مانوس عادات اور مشہور روایات کے برخلاف تھے، جن سے ان معجزات کے پیدا کرنے والے اللہ کی قدرت کا پتہ چلتا تھا اور اہل ایمان اس نبی کی بھی تصدیق کرتے ہیں جو ان معجزات کو لے کر آئے۔ معجزہ کو معجزہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ لوگ معجزہ یا اس جیسی چیز پیش کرنے سے عاجز ہیں، اس لئے کہ معجزات خاص اللہ کے بنائے ہوئے ہوتے ہیں، کسی انسان یا رسول کے بنائے نہیں ہوتے، اللہ کا ارشاد ہے۔

وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ (الرعد ۳۸) کسی رسول کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی معجزہ پیش کر سکے۔

معجزہ کو آیت، بینہ، بُرہان بھی کہتے ہیں۔ اور ہر نبی کو وہ معجزہ دیا گیا جو اس کی قوم اور وہاں کی سوسائٹی کے حالات کے مناسب ہو۔

اللہ کے معجزات میں سے یہ ہے کہ اس نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا اور مجسمہ سے کہا ہو جا، وہ ہو گیا اور حضرت آدم ایک مکمل انسان کی شکل میں بن گئے۔ اسی طرح اللہ نے حوّا کو آدم کی پسلی سے پیدا کیا، اور حضرت عیسیٰ کو بغیر باپ کے صرف ماں کے ذریعہ پیدا کیا، اللہ کا ارشاد ہے۔

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ ۖ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ ۝ اللہ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال آدم کی طرح ہے جس کو اللہ نے مٹی سے پیدا کیا پھر اُس سے کہا ہو جا، وہ ہو گیا۔

(آل عمران۔ ۵۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اسی طرح حضرت موسیٰ کی لاٹھی بھی معجزۂ الٰہی تھی، جو ایک درخت کی لکڑی تھی جس پر وہ ٹیک لگاتے تھے اور اس سے وہ اپنی بکریوں کے لئے پتی جھاڑتے تھے وہ اللہ کی نشانی اور معجزہ اس وقت بنی جب اللہ نے حکم دیا کہ اسے زمین پر پھینک دو، اللہ نے اس بارے میں فرمایا۔

قَالَ أَلْقِهَا يَٰمُوسَىٰ ۝ فَأَلْقَىٰهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَىٰ ۝ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَىٰ ۔ (طٰہٰ ۔ ۱۹ ۔ ۲۰)

اے موسیٰ اس کو پھینک دو، موسیٰ نے اس کو پھینک دیا تو وہ سانپ بن کر دوڑنے لگی، اللہ نے فرمایا، اس کو پکڑ لو اور ڈرو مت ہم اس کو پہلی حالت میں لوٹا دیں گے۔

حضرت موسیٰ نے جب اسکو پھینکا تو وہ حکم الٰہی سے ایک عظیم اژدہا بن گئی، اور جب اللہ نے حکم فرمایا کہ اس کو پکڑ لو تو وہ ایسی لاٹھی بن گئی جیسی ہم میں سے کوئی اپنے ہاتھ میں اٹھائے رکھتا ہے۔

اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کا معجزہ جس کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے۔

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ۝ وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ ۝ وَآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ۔ (ص ۔ ۳۷ ۔ ۳۸)

تب ہم نے ہوا کو اس کے لئے مسخر کر دیا۔ جو اس کے حکم سے نرمی کیساتھ چلتی تھی جدھر وہ چاہتا تھا اور شیاطین کو مسخر کر دیا، ہر طرح کے معمار اور غوطہ خور اور دوسرے جو پابند سلاسل تھے۔

وہ خوب پھیل جاتی اور حضرت سلیمان اور ان کے تمام فوجی کثرت تعداد کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



باوجود اس پر بیٹھ جاتے اور وہ ان کو لے کر صبح کی سیر میں ایک ماہ کی مسافت طے کرتی اور شام کی سیر میں ایک ماہ کی مسافت طے کرتی، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ہے کہ اللہ نے انھیں پالنے میں بولنے کی قوت بخشی اور انھوں نے کہا۔

قَالَ اِنِّىْ عَبْدُ اللّٰهِ ؕ اٰتٰنِىَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِىْ نَبِيًّا ۙ وَّجَعَلَنِىْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِىْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۙ وَّبَرًّا بِوَالِدَتِىْ وَلَمْ يَجْعَلْنِىْ جَبَّارًا شَقِيًّا ○

(مریم - ۳۰-۳۲)

عیسیٰ نے کہا میں اللہ کا بندہ ہوں اُس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے اور مجھے برکت والا بنایا، جہاں بھی میں رہوں اور اس نے مجھے نماز اور زکوۃ کی تاکید فرمائی جبتک میں زندہ رہوں اور اپنی والدہ کیساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا، اور مجھے جبار اور شقی نہیں بنایا۔

اور وہ معذوروں اور کوڑھیوں کو اچھا کر دیتے اور اللہ کے حکم سے مُردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ اگر یہ قرآن نہ ہوتا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا جو ہمیں انبیاء علیہم السلام کے معجزات کی خبر دیتا ہے، جن معجزات سے انبیاء کے دین کو عزت ملی اور ان سے ان کی دعوت کو قبول کرنے کا داعیہ پیدا ہوا، تو لوگ انبیاء کے دین اور ان پر نازل ہونے والی کتاب کو جھٹلا دیتے۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِىْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ○ وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○

(النمل - ۷۶ - ۷۷)

بیشک یہ قرآن بنی اسرائیل کو اکثر ان باتوں کی خبر دیتا ہے جنمیں وہ اختلاف کرتے ہیں اور یہ ایمان والوں کے لئے ہدایت و رحمت ہے۔

ان معجزات کی تصدیق اہل ایمان کا عقیدہ ہے جو ان کو جھٹلائے گا کفر کریگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



معجزات کے بارے میں لوگوں کی دوسری قسم مادہ پرست نیچری لوگوں کی ہے، جو ہر چیز کو نیچر کی طرف منسوب کرتے ہیں، اس عقیدہ کے ساتھ کہ نیچر ہی اس کائنات کا خالق ہے اللہ نہیں، اس طرح وہ ہر اس چیز کا انکار کرتے ہیں جسے وہ اپنے حواس سے محسوس نہیں کر پاتے، اس بنیاد پر وہ اللہ، فرشتوں اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے اور جنت و دوزخ سب کا انکار کرتے ہیں۔ انھیں لوگوں کے بارے میں اللہ نے یہ آیت نازل کی ہے۔

بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ۝ وَمِنْهُم مَّن يُؤْمِنُ بِهِ وَمِنْهُم مَّن لَّا يُؤْمِنُ بِهِ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِينَ ۝ (یونس ۳۹-۴۰)

اصل یہ ہے کہ جو چیز ان کے علم کی گرفت میں نہیں آئی اور جس کا انجام بھی ان کے سامنے نہیں آیا، اس کو انھوں نے جھٹلا دیا، اسی طرح تو ان سے پہلے کے لوگ بھی جھٹلا چکے ہیں، پھر دیکھ لو ان ظالموں کا انجام کیا ہوا ان میں سے کچھ لوگ ایمان لائیں گے اور کچھ لوگ نہیں لائیں گے اور تمہارا رب ان مفسدوں کو خوب جانتا ہے۔

یہ لوگ تمام معجزات و خوارق اور امور غیبیہ کو سنتے ہی جھٹلا دیتے ہیں، علمی نظریات میں ان کا یہی معمول رہا ہے۔ اور جو شخص صرف محسوسات ہی پر ایمان رکھتا ہے اسے کتاب الٰہی اور شریعت اسلامیہ کا منکر کافر سمجھا جائے گا۔

ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اتنے زیادہ ہیں کہ اس مختصر رسالہ میں ہم ان سب کا ذکر نہیں کر سکتے۔ ان معجزات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی بہتا تھا اور یہ کہ تھوڑا کھانا اتنا زیادہ ہو جاتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کہ کثرت سے لوگ کھا کر آسودہ ہو جاتے ۔ انھیں معجزات میں سے ایک معجزہ دو مشکیزہ والی اعرابیہ کا بھی ہے ، جسے بخاری نے عمران بن حصین سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ ایک سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ، کچھ لوگوں نے آپ سے پیاس کی شکایت کی ، آپ نے علی اور ایک شخص کو بلاکر فرمایا کہ جاؤ پانی تلاش کرو۔ وہ تلاش میں نکلے تو ایک عورت کو پانی کے دو مشک کے ساتھ اپنے اونٹ پر سوار پایا۔ اس سے پوچھا ، پانی کہاں ہے ؟ اُس نے کہا ، کل اسی وقت میں پانی کے پاس سے گذری تھی ۔ ان لوگوں نے اس سے کہا چلو۔ اس نے کہا ، کہاں ؟ ان لوگوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ۔ عورت نے کہا وہی جسے لوگ صابی کہتے ہیں ۔ ان لوگوں نے کہا تم انہیں کو سمجھ رہی ہو۔ یہ لوگ اس کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ۔ آپ نے لوگوں کو بلایا اور بندھن کھول دیا گیا اور اعلان کیا گیا کہ پیو اور سیراب ہو جاؤ۔ لوگوں نے اپنی مشکیں ، ہانڈیاں اور برتنوں کو بھر لیا اور جس آدمی کو جنابت کی وجہ سے غسل کی حاجت تھی اُس کو بھی ایک برتن دے دیا اور فرمایا ، جاؤ ، اپنے اوپر پانی بہالو۔ بخدا آپ نے اس کا پانی پوری طرح لے لیا ، جبکہ ہمیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ پہلے سے زیادہ بھرا ہوا ہے۔ آپ نے اس عورت سے فرمایا ، تم کو جاننا چاہئیے کہ ہم نے تمہارے پانی میں سے کچھ بھی کم نہیں کیا ہے ، بس اللہ نے ہمیں پانی پلا دیا ہے ۔ وہ عورت اپنے گھر والوں کے پاس آئی تو ان لوگوں نے پوچھا ، ہمارے پاس آنے سے تم کو کس چیز نے روک رکھا تھا۔ اُس نے کہا ایک عجیب بات نے ، دو آدمی میرے پاس آئے اور اس آدمی کے پاس لے گئے جسے "صابی" کہا جاتا ہے ، اور اس نے یہ کرشمہ دکھایا ، بخدا وہ اس آسمان و زمین کے درمیان سب سے بڑا جادوگر ہے ، یا پھر وہ اللہ کا سچا رسول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے اور اسی معجزہ کو دیکھ کر اس کی قوم مسلمان ہوگئی۔

عرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "الصابئ" کہتے تھے۔ صابی کا معنی ہے مائل ہونے والا، چونکہ لوگ آپ کی طرف بکثرت مائل ہو رہے تھے اور آپ کے دین میں داخل ہو رہے تھے، اس لئے آپ کو لوگ صابی کہنے لگ گئے تھے۔

اسی طرح وہ معجزہ جو ام معبد کی بکریوں کے ساتھ پیش آیا تھا، یہ بکریاں انتہائی دُبلی پتلی تھیں، اچھی تندرست بکریوں کے ساتھ وہ چل بھی نہیں سکتی تھیں، آپ نے ان کا تھن بسم اللہ کہکر سہلا دیا جو دودھ سے بھر کر تن گیا اور ٹپکنے لگا۔ شاعر نے کہا، تم اپنی بہن سے اسکی بکری اور برتن کی بابت پوچھ اگر تم اس کی بکری سے بھی پوچھو گے تو وہ گواہی دے گی۔

لیکن قیامت تک باقی رہنے والا عظیم معجزہ قرآن عظیم ہے، جس کی بابت اللہ نے تمام اولین وآخرین کو قیامت تک اس بات کا چیلنج دیدیا ہے کہ وہ قرآن جیسی ایک سورہ بنا کر پیش کر دیں۔ اور دنیا اپنی فصاحت وبلاغت کے باوجود آج تک عاجز وقاصر ہے۔

| | |
|---|---|
| قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا | آپ کہہ دیجئے کہ اگر انسان وجن متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کے مثل پیش کر سکیں تو اس کے جیسا نہیں پیش کر سکیں گے، اگرچہ انہیں سے بعض بعض کا پشت پناہ کیوں نہ ہو۔ |

وہ زمانوں اور قرنوں کا معجزہ ہے، سعادت کا سفر اور عدالت کا دستور ہے اور فرض وفضیلت کا قانون ہے، جو رذالۃ سے بچاتا ہے۔ اور صحیحین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا، پچھلے تمام انبیاء میں سے ہر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ایک کو کچھ نشانیاں ایسی دی گئیں کہ جن کی طرح کی نشانیوں پر کوئی انسان ایمان نہیں لایا، البتہ مجھے جو نشانی دی گئی وہ وحی تھی جسے اللہ نے میری طرف نازل کی تھی، اس لئے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ تابعدار میرے ہونگے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اِنَّ دِیْنَ مُحَمَّدٍ وَکِتَابَہٗ اَقْوٰی وَاَقْوَمُ قِیْلاً

اللہ اکبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین بڑا قوی اور ان کی کتاب بڑے سچے کلام کی ہے

تمام انبیاء کے معجزات اپنے وقت پر ظہور پذیر ہو چکے اور زمانہ کی رفتار کیساتھ اس طرح ختم ہو گئے کہ اب لوگ اس کا مشاہدہ بھی نہیں کر سکتے، ہاں صرف مسلمان دیکھے بغیر ان پر اس لئے ایمان رکھتے ہیں کہ وہ ان تمام غیبی امور پر ایمان رکھتے ہیں جن کی اللہ نے خبر دی ہے۔

رہا وہ معجزہ جو قیامت تک باقی رہے گا اور جس کا دنیا مشاہدہ کرتی رہے گی وہ قرآن کا معجزہ ہے جسمیں پچھلوں کی تاریخ ہے اور بعد والوں کے لئے پیشین گوئیاں ہیں، اللہ کا ارشاد ہے۔

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ۚ مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ۝ (طٰہٰ ۹۹-۱۰۰)

اسی طرح ہم آپ سے بیان کرتے ہیں پچھلی خبر اور ہم نے آپ کو اپنی طرف سے ذکر عطا کیا ہے، جو شخص اس سے منہ موڑے گا، قیامت کے دن اس کا بوجھ اٹھائے گا۔

کیونکہ پچھلے انبیاء کرام کے معجزات کو صرف قرآن ہی کے ذریعہ ثابت کیا جا سکتا ہے، جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہ نازل ہوا ہے، ان معجزات میں سے اسراء اور معراج کا معجزہ ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



| | |
|---|---|
| سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ | پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندہ کو راتوں رات |
| لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی | مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی جسکے |
| الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا | ارد گرد ہم نے برکت عطا کی ہے تاکہ ہم |
| حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ | اسے اپنی نشانیاں بتائیں، بیشک اللہ |
| هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (الاسراء۔۱) | سننے والا دیکھنے والا ہے۔ |

اللہ تعالیٰ نے اس عظیم معجزہ کو "سبحان الذی اسریٰ" سے شروع کیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ آپ کو جب کوئی اچھی چیز معلوم ہوتی تو قرآن مجید کے اس طریقہ کے مطابق یا تو اس پر سبحان اللہ کہتے یا اللہ اکبر فرماتے۔ آج بہت سے لوگوں نے قرآن کی اس سنت کی جگہ تالی بجانا ایجا کرلیا ہے، حالانکہ تسبیح و تکبیران کے لئے ہر اعتبار سے بہتر ہے۔

اور علماء کے صحیح قول کے مطابق آپ کی معراج رُوح اور جسم دونوں کے ساتھ ہوئی تھی، چنانچہ موقع و محل اور طرز کلام بتارہا ہے کہ آپ کی معراج کی خبر میں آپ کے عظیم الشان معجزہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ قرآن مجید نے ثابت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی و رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام، نیز کہا گیا کہ مقام حجر اور کچھ لوگوں نے کہا اُم ھانی کے گھر سے راتوں رات مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی، اور معراج کا یہ معجزہ عادت انسانی کے بالکل خلاف ہے، معجزہ کی حقیقت اس کے نام سے ظاہر ہے وہ لوگوں کو اپنے مقابلے اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز کر دیتا ہے، اور جو شخص اسے لاتا ہے معجزہ اسکی نبوت کی تصدیق کرتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کے پاس براق لایا گیا جو گھوڑے سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا، براق برق سے مشتق ہے کیونکہ وہ بھی برق ہی جیسی سرعت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کا حامل تھا اس معراج کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مسجد اقصیٰ اور آسمان سے اپنی آیات اور اپنی مخلوقات کے عجائبات کا مشاہدہ کرائے، آپ جب مسجد اقصیٰ پہنچے تو وہاں انبیاء کرام کو نماز پڑھائی آپ کی یہ نماز ان کی روحوں کے ساتھ ادا ہوئی تھی کیونکہ یہ سب انبیاء اپنے اپنے زمانے میں مرکز زمین میں دفن ہوئے تھے، پھر وہاں سے آپ کو حضرت جبرئیل کے ساتھ آسمان پر لیجایا گیا، جبرئیل نے آسمان دنیا کا دروازہ کھلوایا تو ان سے پوچھا گیا یہ کون ہیں انھوں نے کہا جبرئیل۔ پھر پوچھا آپ کے ساتھ کون ہے کہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا گیا کیا ان کے پاس پیغام بھیجا گیا تھا کہا ہاں تب انھوں نے کہا خوش آمدید، کتنا اچھا آنے والا آیا اور اس کے بعد ہر آسمان کے دروازے کو اسی طرح کھلوایا گیا۔ یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ تک آپ کی رسائی ہوئی۔ خدا نے آپ پر پانچ وقت کی نمازیں فرض کیں، اور ان کے لئے وضو کا حکم دیا۔ اور فرمایا کہ یہ پانچ وقت کی نمازیں ہیں لیکن ان کا ثواب پچاس وقت کی نمازوں کے برابر ہے، اس لئے کہ خدا ایک نیکی کا دس گنا اجر دیتا ہے کتاب و سنت کی صراحت اور علمائے امت کے صحیح قول سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات، باری تعالیٰ کے دیدار کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ اسلئے کہ دنیا کی اس زندگی میں حق تعالیٰ کا دیدار دشوار ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ درخواست کی تھی کہ:

رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ (اعراف: ۱۴۳)

اے میرے پروردگار! اپنا دیدار مجھکو دکھلا دے کہ میں تجھکو دیکھ لوں۔ فرمایا: تم مجھکو ہرگز نہیں دیکھ سکو گے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دوسری جگہ باری تعالیٰ فرماتا ہے :۔

| | |
|---|---|
| وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ | کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ اللہ اس سے کلام |
| اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ | کرے، مگر (تین طریق سے یا تو) الہام کے ذریعہ، |
| اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ | یا پردہ کے پیچھے سے، یا کوئی فرشتہ بھیج دے کہ وہ |
| مَا يَشَآءُ (شوریٰ: ۵۱) | اللہ کے حکم سے جو اللہ چاہے، پیغام پہنچائے |

نیز اس سلسلے میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وضاحت طلب کی گئی کہ آپ نے خدا کو دیکھا ہے؟ جواب میں آپ نے فرمایا، ذات باری کا دیدار کہاں؟) وہ تو ایک نور تھا، جسے میں دیکھ رہا تھا، یعنی دیدار کے وقت ایک نور درمیان میں حائل تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد: "تم سے جو یہ کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کو دیکھا ہے، تو سمجھ لو کہ اس نے آپ کے خلاف زبردست غلط بیانی سے کام لیا، پھر دلیل کے طور پر آپ نے یہ آیت پڑھی:

| | |
|---|---|
| لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ | وہ ایسا ہے کہ اس کو نگاہیں نہیں پا سکتیں |
| يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ | اور وہ نگاہوں کو پا سکتا ہے، اور وہ باریک |
| اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ (انعام ۱۰۴) | بیں اور خبردار ہے |

رہی یہ آیت جس میں باری تعالیٰ نے فرمایا۔

| | |
|---|---|
| لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى | انھوں نے اپنے پروردگار کی (قدرت کی) بڑی |
| (نجم: ۱۸) | بڑی نشانیاں دیکھیں۔ |

تو ان سے مراد حضرت جبرئیل ہیں، جنھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عظیم وہیب روپ میں دیکھا جس اصل روپ میں خدا نے ان کو پیدا کیا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اسراء اور معراج کا واقعہ نبوت کے ابتدائی زمانے میں پیش آیا۔ لیکن خاص تاریخ دن، مہینہ اور سن کیا تھا، روایتیں اس سلسلے میں خاموش ہیں۔ اس لئے قطعیت کے ساتھ اس کی تعیین سے ہم قاصر ہیں۔

اور جس کا عوام میں کچھ عرصے سے چرچا ہے کہ معراج کا واقعہ ماہ رجب میں پیش آیا اور بعض شوخ چشم تو بڑھکر اس کی تاریخ بھی طے کر دیتے ہیں کہ وہ رجب کی ستائیسویں شب تھی! ظاہر ہے اس کی حیثیت محض عوامی کہاوت کی سی ہے۔ جو نہ درست ہے، نہ اس کی کوئی ٹھوس دلیل پائی جاتی ہے۔ اسی طرح صحابہ اور تابعین سے کہیں یہ ثابت نہیں کہ شب معراج کے موقعہ پر یہ حضرات کہیں اکٹھا ہوتے تھے، کوئی مخصوص عمل، یا اس رات کا کوئی خاص اہتمام کرتے تھے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ معراج کی حقیقت یا اس کی اہمیت سے انھیں انکار تھا بھلا صحابہ کرامؓ سے بڑھکر اس کی قدر و منزلت کو کون سمجھ سکتا ہے؟ اس لئے کہ یہ اصحاب نہ صرف ہم سے زیادہ اس رات کی اہمیت اور اس کے پیغام کو سمجھتے تھے، بلکہ جو کچھ قرآن پاک نے اس کے اسرار اور رموز بیان کئے، ہم سے کہیں زیادہ وہ اس پر پختہ یقین رکھتے تھے۔ لیکن آج دین کا نام لیکر دین کو بدنام کرنے کی جو ہوا چل پڑی ہے، اور بعض ملکوں میں، معراج، میلاد النبی، اور شب برات کو کسی جشن کی شکل میں منایا جاتا ہے، اور ایک خاص ذہن رکھنے والا طبقہ اس سلسلے میں پیش پیش رہتا ہے، تو اس میں شک نہیں کہ یہ تمامتر بدعات اور بیہودہ خرافات ہیں، جن کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔

قرآن پاک نے معراج کا ذکر صرف اس لئے کیا ہے، تاکہ مرد مومن دل سے اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس پر یقین رکھے۔ معراج کے خصوصی تحفے یعنی پنج وقتہ نمازوں کی پابندی کرے ان نمازوں کی اہمیت اور اس کے پیغام کو سمجھ کر اپنی زندگی کو بدلنے کی کوشش کرے ، اور اس نکتہ کو اچھی طرح ذہن نشین کر لے کہ دین اسلام کا یہی اہم ترین بنیادی فریضہ ہے ، جس کی حشر میں سب سے پہلے پرسش ہوگی جب کہ افسوسناک صورتحال یہ ہے کہ یہی وہ فرض ہے ، جس کے اندر آخر تک بندہ سستی کرتا ہے اور لاپرواہی روا رکھتا ہے ۔

دین میں زیادتی ، یا کسی نئی چیز کے رواج دینے کو بدعت کہتے ہیں ، بدعت کو بدعت اس لئے کہا جاتا ہے کہ سال بہ سال ان کے اندر نت نیا اضافہ ہوتا رہتا ہے ، اور ملکوں ملکوں میں اس کی نوعیت بدلتی رہتی ہے ۔ جبکہ اصل شریعت اپنی جگہ اٹل ہوتی ہے ، کہیں کسی زمانے میں اس کے اندر کوئی تبدیلی یا اضافہ نہیں ہو سکتا خدا انھیں دین کی سمجھ دے ، کاش یہ بدعتی یہ جان لیں ، کہ نئی نئی بدعتیں گھڑنے سے بہتر یہ ہے کہ فرائض کی پابندی کرتے ہوئے آدمی میانہ روی اور تدریج کے ساتھ ایک ایک سنت کو زندہ کرنے کا عزم کرے ۔ عشقِ رسول بندۂ مومن کا مقصود و مطلوب ہے ، لیکن عشق رسول کا مطلب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اندھی محبت نہیں ۔ عشق کا سادہ اور آسان مفہوم یہ ہے کہ آدمی کو جس سے عشق ہوتا ہے اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کو اپنی زندگی کا حاصل سمجھتا ہے اس کی ایک ایک ادا کو معلوم کرنے اور انھیں برتنے کی کوشش کرتا ہے ، اس کے احکام پر چلنے اور اس کے نواہی سے بچنے کی سعی کرتا ہے ۔ سچا عاشق رسول بھی یہ طے کرلے کہ جبتک اس کی جان مین جان ہے ۔ اپنے رب کی پرستش وہ اس طرح کرتا رہے گا جیسا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس کے حبیب نے اسے بتایا ہے ۔ ؎

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے ٭ یہی دل کی حسرت، یہی آرزو ہے!

رہے وہ لوگ جنھوں نے بدعت پر بدعت حسنہ کا خوشنما لیبل چڑھا رکھا ہے، خوب سمجھ لیں، کہ وہ فاش غلطی میں مبتلا ہیں۔ اسلام کے اندر "بدعت حسنہ" کی کسی صورت گنجائش نہیں۔ اس لئے کہ پیغمبر علیہ السلام نے دوٹوک فیصلہ کر دیا ہے کہ "ہر بدعت گمراہی، اور بدترین برائی ہے"۔

شبِ معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن جن چیزوں کا مشاہدہ فرمایا بعض احادیث میں جابجا آپ نے انھیں بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں آپ نے فرمایا:

● — معراج کی رات میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا، جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں، میں نے پوچھا، جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا، یہ آپ کی امت کے واعظین ہیں، یہ دوسروں کو تلقین اور نصیحت کیا کرتے تھے لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

● ——— "میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا، جن کے بدن پر آگے پیچھے جگہ جگہ پیوند لگے ہیں! جانوروں کی طرح یہاں وہاں چر رہے ہیں! اور خاردار، بدبودار، جہنم کی گھاس، تھوہر، اور دہکتے ہوئے پتھروں پر بری طرح منہ مار رہے ہیں! میں نے پوچھا، یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا یہ زکوٰۃ دبا لینے والے لوگ ہیں، خدا نے ان پر ظلم نہیں کیا، انھوں نے آپ اپنے اوپر ظلم کیا ہے

● —— میں نے دیکھا، کچھ لوگ ابھی کھیتوں میں بیج بو رہے ہیں، اور اگلے روز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تیار کھیتی، اور لہلہاتی فصلوں کو کاٹ رہے ہیں، اور بار بار اسی عمل کو دہرا رہے ہیں، یعنی ابھی بیج بوتے ہیں، اور ابھی کھیتی کاٹتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ یوں ہی سدا جاری ہے۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا، یہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے والے خوش نصیب لوگ ہیں۔ انھوں نے دنیا میں جو کچھ خرچ کیا۔ خدا نے انھیں اس کا عوض دیا، اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے" (بزاز)

معراج کے مشاہدات کی یہ ہلکی سی جھلک ہے۔ جو چند احادیث کی زبانی پیش کی گئی، مخلص مومن انھیں سنکر دل سے ان پر یقین کریں گے، اور بے دین ان کا مذاق اڑائیں گے۔

وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ اَنْتُمْ بَرِيْٓـــُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ (یونس)

اور اگر یہ اس قدر سمجھانے پر بھی تمہیں جھٹلائیں تو تم کہدو کہ میرے لئے میرا عمل اور تمہارے لئے تمہارا عمل ہے، اور میں جو کچھ کرتا ہوں اس کی ذمہ داری تم پر نہیں اور تم جو کچھ کرتے ہو اس کی ذمہ داری مجھ پر نہیں۔"

---

" تمہارا پروردگار جو بڑی عزت والا ہے، ان باتوں سے پاک ہے جو یہ کافر بیان کرتے ہیں، اور پیغمبروں پر سلام ہو، اور ہر طرح کی تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہان کا پروردگار ہے۔"

(صٰفّٰت : ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# نبیوں پر ایمان لانیکا بیان

نیز یہ وضاحت کہ حضرت ابوذر صحابی کی طرف منسوب روایت ضعیف ہے جس میں تمام نبیوں کے اعداد وشمار بتائے گئے اور نبی و رسول میں باہم فرق بیان کیا گیا۔

جاننا چاہیئے کہ انبیاء کرام عام انسانوں کی طرح انسان ہی ہوتے ہیں، البتہ ان کا امتیاز یہ ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ انھیں نبوت اور رسالت کے لئے منتخب فرماتا ہے۔ اور ان پر اپنا کلام نازل کرتا ہے اس منصب پر فائز ہونے کے بعد خدا کے یہ برگزیدہ بندے اپنے مشن کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اور خدا کے بندوں تک اس کا کلام بلاکم وکاست پہنچاتے ہیں۔ چنانچہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے،

يَا اَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ (مائدہ ۶۷)

اے پیغمبر! جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے اسے لوگوں تک پہنچادو، اور اگر تم نے ایسا نہیں کیا، تو (سمجھا جائیگا کہ) تم نے اللہ کا پیغام نہیں پہنچایا

دستور الٰہی کو حاصل کرنے، اور اس کی تبلیغ کے اہم منصب پر فائز ہونے کے بعد ہر نبی کو اپنے خدا کے سامنے یہ عہد کرنا ہوتا ہے، کہ

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ (آل عمران ۱۸۷)

(اور وہ وقت بھی یاد کرو) جب اللہ نے ان لوگوں سے جنکو کتاب دی گئی یہ عہد لیا تھا کہ (اسمیں جو لکھا ہے) اُسے لوگوں کے سامنے صاف صاف بیان کرنا اور اسکی کسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بات کو چھپانا نہیں ،

غرض آسمانی کتاب کے حامل ، انبیاء کرام اور ذمہ دار ترین شخصیت ہوتے ہیں ، جو ٹھیک ٹھیک پیغام رسانی کے مخصوص عہد و پیمان کی منزلوں سے گذر کر دنیا میں مبعوث ہوتے ہیں ۔

اس مختصر تمہید کے بعد ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ہر نبی رسول ہوتے ہیں اور ہر رسول نبی ، ان کے نام دو ہیں ، مگر ہر دو کی ذات ایک ہے ، ان میں باہم کوئی فرق نہیں ہے ۔ چنانچہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے :

رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَکُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰہِ حُجَّۃٌ بَعْدَ الرُّسُلِ (نساء ۱۶۵)

ان سب پیغمبروں کو خوشخبری سنانے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا تھا کہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کو اللہ کے سامنے کوئی عذر باقی نہ رہے

نیز فرمایا :۔

کَانَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً فَبَعَثَ اللّٰہُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ وَ اَنْزَلَ مَعَھُمُ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ لِیَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ فِیْمَا اخْتَلَفُوْا فِیْہِ (بقرۃ ۲۱۳)

شروع میں سب لوگ ایک ہی دین پر تھے (پھر وہ آپس میں اختلاف کرنیلگے) تو اللہ نے (ایمان والوں کو رضاء الٰہی کی) خوشخبری دینے والے اور (کافروں کو عذاب الٰہی سے) ڈرانے والے پیغمبر بھیجے اور انکے ساتھ سچی کتابیں نازل کیں تاکہ جن باتوں میں لوگ اختلاف کرتے تھے (وہ) کتاب ان پر فیصلہ کردے

ہر دو آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اور رسول کے نام گو جداگانہ ہیں ۔ مگر دونوں کے کام قطعی یکساں ہیں ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جو لوگ نبی اور رسول کی اس طرح تعریف کرتے ہیں کہ "نبی صاحب شریعت ہوتے ہیں، اور اس کی تبلیغ پر خدا کی طرف سے مامور ہوتے ہیں۔ اور نبی صاحب شریعت ہوتے ہیں، لیکن اس کی تبلیغ اور دین کی اشاعت پر وہ مامور نہیں ہوتے"، ہماری نظر میں اس قسم کی تعریف ایک فاش غلطی ہے، جو قدیم زمانہ سے چلی آرہی ہے۔ اور سن سنکر ذہن و دماغ میں اس طرح رچ بس گئی ہے کہ بعض اہل علم کو بھی اس میں مغالطہ ہونے لگا ہے، اور وہ اس کو درست سمجھنے لگے ہیں۔ حد یہ ہے کہ کبار علماء اس میں مبتلا ہیں اور ان کی وجہ سے عوام میں بطور عقیدہ یہ رجحان عام ہوتا جارہا ہے، حالانکہ صورتحال اس کے برعکس ہے اور یہ فرق صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ گروہ انبیاؑء میں ایسے کوئی نبیؑ نہیں گذرے جنھیں شریعت دی گئی، امر و نہی، فرائض و احکام، اور حلال و حرام کے مسائل بتائے گئے، اور اس کے باوجود انھوں نے اس کو عام نہ کیا، اسے اپنی حد تک محدود رکھا، اور تبلیغ کا فرض انجام نہیں دیا! یہ فرق اس لئے درست نہیں کہ منصب نبوت، اس کی شان امانت، اور دیانت داری کے عام اصول سے بھی بعید ہے! اس لئے کہ ہر نبی کا فرض منصبی ہی یہ ہوتا ہے کہ دین کی دعوت، اور پیغام الٰہی کی نشر و اشاعت ان کی اولین ذمہ داری ہے۔

کہتے ہیں کہ نبی و رسول کے درمیان باہم فرق کی بحث سب سے پہلے امام نووی رحمتہ اللہ علیہ نے اٹھائی ہے اور ان کے بعد عام طور پر اس کا چرچا ہوا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ امام صاحب موصوف کو اس فرق کا سراغ ایک موضوع روایت سے ملا، جس کی نسبت صحابئ رسولؐ، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی طرف کی جاتی ہے۔ یہ حدیث اور اس کے موضوع ہونے کی تفصیل ہم آئندہ ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ!

اس سے پہلے ہم اتنا ضرور عرض کریں گے کہ یہ ایک موضوع حدیث ہی نہیں اس قسم کی بےشمار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جعلی اور برخود غلط روایتیں عوام میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ عام عقاید میں بگاڑ آنے لگا۔ اور رفتہ رفتہ بدعتوں اور اسلام کے خلاف رسموں کا رواج شروع ہوا اور ستم یہ کہ صحیح اور مستند حدیثوں پر سے عوام کا اعتماد اٹھنے لگا۔

مذکورہ بالا روایت کے موضوع ہونے کی ہمارے نزدیک متعدد وجوہ ہیں،

● یہ روایت صریح طور پر قانون قدرت کے خلاف ایک ایسا تاثر ذہنوں میں پیدا کرتی ہے، جس سے حکمت الٰہی پاش پاش ہو کر رہ جاتی ہے، جو دراصل نبیوں اور رسولوں کے بھیجنے میں خدا کی طرف سے مضمر ہے

انبیاؑ و رسل کے دنیا میں آنے کی غرض یہ ہے

اِنَّا اَوْحَیْنَا اِلَیْكَ ........................... عَزِیْزًا حَكِیْمًا

اے پیغمبر! ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوحؑ کی طرف اور ان پیغمبروں کی طرف جو نوح کے بعد ہوئے وحی بھیجی تھی اور جس طرح ہم نے ابراہیمؑ، اسمٰعیل، اسحٰق، یعقوب اور اولاد یعقوبؑ، عیسٰی، ایوب، یونس، ہارون اور سلیمان (علیہم الصلوات والتسلیم) کی طرف وحی بھیجی تھی۔ اور داؤد (علیہ السلام) کو ہم نے زبور عنایت کی تھی۔ اور ہم نے بعض رسول تو ایسے بھیجے ہیں۔ جن کے حالات ہم اس سے پہلے تم سے بیان کر چکے ہیں۔ اور بہت سے پیغمبر ایسے بھی ہیں جن کے حالات تم سے نہیں بیان کئے، اور موسیٰؑ سے اللہ نے کلام کیا، ان سب پیغمبروں کو اللہ نے خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے بنا کر اس لئے بھیجا تھا کہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کو اللہ کے سامنے کوئی عذر باقی نہ رہے۔ اور اللہ سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے

(نساء : ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۶۵ -)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



انبیاء ورسل کے دنیا میں آنے کی غرض جہاں دین کی دعوت اوراس کی عام تبلیغ اوراشاعت ہے، وہیں یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ اس آیت میں مذکورہ اولوالعزم پیغمبروں" کو شروع آیت میں" نبی" اوراسی آیت کے ختم پر انھیں رسول کے لفظ سے یاد کیا گیا جس سے معلوم ہوا کہ نبی اور رسول دونوں کی ذات ایک ہوتی ہے۔

ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پاک نے کہیں اسی خطاب سے نوازا ہے اور کہیں اس کی بجائے رسول کے لفظ سے یاد کیا ہے۔ ذیل کی آیت میں خطاب "نبی" کے لفظ سے ہے۔

| | |
|---|---|
| يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ○ | اے پیغمبر! بلاشبہہ ہم نے تمکو گواہی دینے والا، خوشخبری سنانیوالا، اور ڈرانیوالا بناکر بھیجا ہے اور سبکو اللہ کی طرف سے اس کے حکم سے بلانیوالا |
| (احزاب ۴۶) | اور روشن چراغ بنایا ہے۔ |

اس آیت میں آپ کو رسول کے لفظ سے مخاطب کیا۔

| | |
|---|---|
| يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ | اے پیغمبر جو کچھ تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے، اسے لوگوں تک پہنچادو' اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو سمجھا جائیگا کہ تم نے اللہ |
| (مائدہ ۶۷) | کا پیغام نہیں پہنچایا۔ |

معلوم ہوا کہ نبی اور رسول کی شخصیت ایک ہے، نام دو ہیں۔

● ___ بعثت کی ایک اور غرض یہ بیان فرمائی،

| | |
|---|---|
| وَمَا اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا اَخَذْنَا اَهْلَهَا بِالْبَاْسَاءِ | اور ہم نے کسی بستی میں کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر یہ کہ وہاں کے رہنے والوں کو ہم نے سختی اور |

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ (اعراف ۹۴)

مصیبت میں مبتلا کر دیا تاکہ ہمارے حضور میں گڑگڑائیں ۔

ایک جگہ ارشاد فرمایا :

وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ (زخرف ۶)

اور ہم نے پہلے لوگوں میں بھی بہت سے پیغمبر بھیجے

" کم " تعداد کی کثرت کو ظاہر کرتا ہے مطلب یہ ہوا کہ بہت سارے نبیوں کو رسالت کا یہ منصب عطا ہوا ، نیز فرمایا

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّا اِذَا تَمَنّٰى اَلْقَى الشَّيْطَانُ فِيْ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيَاتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (الحج ۵۲)

اور اے پیغمبر! تم سے پہلے ہم نے کوئی رسول اور نبی ایسا نہیں بھیجا ، جسکے ساتھ یہ معاملہ پیش نہ آیا ہو کہ جب اسنے کوئی آیت پڑھکر لوگوں کو سنائی تو شیطان نے اسکے پڑھنے میں لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا پھر آخر اللہ نے شیطانی وسوسے کو دور اور اپنی آیتوں کو مضبوط کیا ۔ اللہ بڑا واقف اور حکمت والا ہے

ان آیتوں میں حق تعالیٰ نے نبیوں اور رسولوں کو یکساں طور پر بشیر و نذیر فرماکر دعوت و تبلیغ ان کا مشترکہ مشن بیان فرمایا جس سے مفہوم واضح ہوتا ہے ۔ اور یوں بھی عقل و قیاس سے یہ بعید معلوم ہوتا ہے کہ نبی منصب نبوت پر فائز ہو ، لیکن اسکی اشاعت کی اس پہ کوئی ذمہ داری نہ ہو ، اس لئے یہ ایک قسم کا کتمان علم ، (علم کا چھپانا) ہوا ، اور علم رکھکر اُسے دوسروں تک نہ پہنچانے پر سخت وعید کی گئی ہے ۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ

(اور وہ وقت یاد کرو) جبکہ اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا ، کہ جب میں تمکو کتاب اور حکمت دوں ، پھر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لَا تَكْتُمُوْنَهٗ (آل عمران ۱۸۷) تمہارے پاس کوئی پیغمبر آئے، جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرے تو ضرور اسپر ایمان لانا اور اسکی مدد کرنا

● ــــ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر غار حرا میں جب وحی کا نزول ہوا، آپ نے فوری دعوت و تبلیغ کے کاز کا آغاز نہیں فرمایا اس لئے کہ اس زمانہ میں ایک عرصہ تک آپ قطعی گوشہ نشین اور لوگوں سے الگ تھلگ رہا کرتے تھے، لیکن حق تعالیٰ نے (اور حضرت جبرئیل نے اپنی گفتگو میں: جیساکہ آئندہ بتایا جائے گا۔) آپ کو ابتداء سے رسول کا خطاب عطا فرمایا ہے۔

اولین وحی کے الفاظ یہ ہیں ــــــــــــــ

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ، عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ ۝ (قلم ۔ ۱ ۔ ۵)

اے محمدؐ، اپنے پروردگار کے نام پڑھو! جس نے سارے عالم کو پیدا کیا، اور جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا، اے محمد پڑھو، اور تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں، جو وہ نہیں جانتا تھا

اس اولین وحی میں کہیں آپ کو ابتداء سے دعوت و تبلیغ کا حکم نہیں ملا۔ اس لحاظ سے آپ کو نبی کے لفظ سے خطاب کیا جانا چاہیئے تھا، لیکن متعدد آیات اور ان کے سیاق و سباق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسی پہلی وحی کے نزول کے بعد سے آپ کو رسول سے موسوم کیا گیا اور اسی خطاب سے آپ کو یاد کیا گیا۔ ذیل کی دو آیتیں اس کی مثال ہیں:

۱ ۔ هُوَالَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا.... (جمعہ ۔ ۲) وہی تو ہے جس نے عرب کے ان پڑھ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک پیغمبر کو بھیجا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲ ۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ‏ بلا شبہ اللہ نے مسلمانوں پر بڑا ہی احسان کیا
اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا ۔۔۔۔۔۔ ‏ کہ ان ہی میں سے ایک پیغمبر کو بھیجا ۔۔۔۔۔۔

اس آیت میں " بعثت " کا لفظ غور طلب ہے ، جس سے مراد دورِ نبوت اور زمانۂ رسالت کا آغاز ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اس طرح ہوئی کہ آپ پر ، " سورۂ اقرأ " کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں ۔ لہذا یہ کہنا مناسب ہوگا کہ آپ ابتدا ء ( ولادت ) سے رسول تھے ، اور " اقرأ " کے نزول سے آپ کو نبوت کا منصب ملا ، ( اور اقرأ جزء قرآن ہے ) اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ آپ کی نبوت کی ابتداء قرآن پاک کے نزول سے ہوئی ، جبکہ ولادت باسعادت کا واقعہ بعثت سے چالیس سال قبل پیش آیا ۔

اب اگر کوئی یہ کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اقرأ کے نزول کے موقعہ پر نبوت سے سرفراز کیا گیا ، اور رسالت یعنی پیغام الٰہی کی اشاعت کا حکم اور بعد میں ، یعنی سورہ مدثر کے نزول کے وقت ہوا ، جیسا کہ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ کی رائے ہے ، تو ہماری نظر میں یہ قرین قیاس نہیں ، بلکہ صحیح یہی ہے کہ آپ کو نبوت اور رسالت دونوں بیک وقت سورہ اقرأ ، سورہ مدثر بلکہ پورے قرآن پاک کے ذریعہ عطا ہوئی ، اور اس سے قبل آپ کو یہ دونوں اعزاز حاصل تھے ۔

البتہ پیغام رسالت کی اپنوں اور پرایوں میں علانیہ اشاعت کا حکم سورۂ مدثر کے نزول کے بعد ہوا جس میں آپ سے کہا گیا :

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ ‏ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ! کپڑا اوڑھنے والے اٹھو !
وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ‏ اور لوگوں کو عذاب سے ڈراؤ ، اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کرو اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو ، اور ناپاکی سے دور رہو ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



روایتوں میں آتا ہے کہ ان دونوں سورتوں کے درمیان کافی طویل فاصلہ تھا، بعض کے نزدیک یہ مدت چالیس دن اور بعض کے نزدیک اس سے زیادہ تھی۔

یہ بھی روایت ہے کہ اس اثناء میں حضرت جبرئیلؑ آپ کے پاس حاضر ہوتے تھے، اور یہ کہتے تھے کہ: آپؐ خدا کے سچے رسول ہیں۔

اب یہ مفہوم واضح ہوگیا کہ نبوت اور رسالت کا آغاز علیحدہ علیحدہ نہیں۔ بلکہ یہ اعزاز آپ کو بیک وقت ملا۔ اور اب ہمیں یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ نبی اور رسول میں باہم فرق اور اس سلسلے میں عام ذہنی انتشار کے حقیقی اسباب کیا ہیں؟

ہم سمجھتے ہیں کہ اس ذہنیت کو تقویت اس روایت سے ملتی ہے، جو "حدیث ابوذرؓ" کے نام سے معروف ہے۔ جبکہ دلائل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ روایت قطعی من گھڑت اور جعلی ہے، ذات رسالت، اور صحابی رسول پر یہ ایک قسم کا الزام ہے۔

یہ صحیح ہے کہ اس روایت کو امام احمدؒ نے اپنی مسند، اور ابو حاتم بن حبان نے اپنی کتاب "الانواع والتقاسیم" میں ذکر کیا، اور اسے صحیح قرار دیا۔ لیکن علامہ ابوالفرج ابن الجوزی نے ثابت کیا ہے کہ یہ روایت موضوع ہے اور اس کی ساری ذمہ داری ابراہیم بن ہشام راوی پر عاید ہوتی ہے، علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں علامہ ابن الجوزیؒ کی تائید کی ہے، اور اس روایت کو ضعیف قرار دیتے ہوئے کہا ہے

"اسماء الرجال کے متعدد ماہرین نے اس روایت پر جہاں کلام کیا ہے۔ اس روایت کے الفاظ بھی اس کی غمازی کرتے ہیں کہ روایت حقیقت میں بے اصل اور موضوع ہے۔

سردست ہم اس روایت کو بلا کم وکاست نقل کرتے ہیں پھر اس کے ذیل میں اس کے باطل ہونے کے دلائل پیش کریں گے۔ تاکہ خدا کے یہاں علم کے پوشیدہ رکھنے کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الزام سے ہم بری ہوں اور عام مسلمانوں کو اس کی اصلیت معلوم ہو جائے

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ) انبیاء کی کل تعداد کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا۔ ایک لاکھ چوبیس ھزار ! میں نے عرض کیا، اور رسولوں کی، آپ نے فرمایا، خاصی بڑی تعداد (یعنی) تین سو تیرہ ! میں نے عرض کیا، سب سے پہلے نبی کون تھے ؟ آپ نے فرمایا حضرت آدم ! میں نے عرض کیا، خدا کے نبی ! کیا وہ پیغمبر تھے ؟ فرمایا : ہاں خدا نے ان کا پتلہ اپنے ہاتھ سے بنایا، پھر اپنی روح ان کے اندر پھونکی، اور ان کو خوبصورت اور موزوں قامت بنایا۔ نیز فرمایا، ابوذر ! سریانی نسل کے چار رسول گذرے ہیں، آدمؑ شیثؑ نوحؑ اور خنوخؑ یعنی ادریسؑ جنھوں نے سب سے پہلے قلم کا استعمال کیا اور چار رسول عربوں میں گذرے ہیں، ہودؑ، صالحؑ، شعیبؑ اور تمہارے نبیؐ، اور یہ بھی جان لو کہ بنی اسرائیل کے پہلے نبی حضرت موسٰیؑ اور آخری نبی حضرت عیسٰیؑ تھے، اور سب سے پہلے نبی حضرت آدمؑ، اور سب سے آخری نبی، تمہارے نبیؐ ہیں، میں نے عرض کیا، یہ بھی بیان فرمادیں کہ خدا نے کتنی کتابیں نازل فرمائیں ؟ فرمایا ایک سو چار کتابیں، حضرت شیثؑ پر پچاس صحیفے نازل فرمائے، حضرت ادریس پر تیس صحیفے، اور حضرت ابراہیم پر دس صحیفے نازل کئے، توریت سے پہلے حضرت موسٰیؑ پر دس فرمان نازل کئے، باقی تین کتابیں زبور، انجیل اور قرآن پاک ہیں۔

حافظ ابو حاتم بن حبان البستی نے اس روایت کو صحیح کہا ہے، لیکن امام ابوالفرج بن الجوزیؒ نے ان سے اختلاف کیا ہے، اور اس روایت کو اپنی کتاب " موضوعات " (موضوع روایتیں) میں ذکر کیا ہے۔ اور اس کا ملزم ابراہیم بن ہشام راوی کو قرار دیا ہے، دیگر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ائمہ تعدیل اور رجال کے ماہرین نے بھی اس پر کلام کیا ہے۔ (واللہ اعلم)

اب ہم پہلے چند امور بطور تمہید عرض کریں گے۔

● ــــ عقاید کے بیان میں تفصیل سے یہ بتایا جاتا ہے کہ خدا پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر نہ صرف ہم ایمان رکھتے ہیں، بلکہ انبیاءؑ وسابقین بھی اس کی تلقین کرتے رہے ہیں۔

چنانچہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے،

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ (بقرہ ۱۷۷)

نیکی کچھ یہی نہیں کہ تم نماز میں اپنا منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو۔ بلکہ اصل نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ پر اور قیامت کے دن پر، اور فرشتوں پر، اور اللہ کی سب کتابوں پر اور پیغمبروں پر ایمان لائے۔

معلوم ہوا کہ تمام انبیاء پر، غیب کے علم پر، اور احکام ونواہی پر ایمان لانا قرآن پاک کی رو سے فرض ہے۔

قرآن پاک نے ایک سے زائد مقام پر اس فرض کی نشاندہی کی ہے اور یہ اقرار کرنے کے لئے کہا ہے۔

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ

مسلمانو! ان سے کہدو کہ ہم تو ایمان لائے اللہ پر اور جو کتاب ہم پر اتری اس پر اور جو صحیفے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر نازل ہوئے ان پر، اور جو دوسرے پیغمبروں کو ان کے پروردگار کی طرف سے ملیں ان سب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ. فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

(بقرہ ۱۳۶-۱۳۷)

پر ایمان لائے، اور ہم ان پیغمبروں میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے، اور ہم اسی خدائے واحد کے فرمانبردار ہیں۔ اگر یہ لوگ یعنی یہود ونصاریٰ بھی ایمان لے آئے جس طرح تم ایمان لے آئے ہو تو وہ سیدھا راستہ پالیں گے اور اگر انھوں نے منہ موڑلیا تو وہ محض ضد میں پڑے ہیں اے پیغمبران کے مقابلے میں تمہیں اللہ کافی ہے۔ وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

علماء امت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ جس نبی کا نبی ہونا صریحاً معلوم ہو، یا وہ کسی درجہ معروف ومشہور ہوں تو ان کی نبوت سے انکار، یا ان کی شان میں نازیبا کلمات کہنے والا کافر ہے، اس لئے کہ ہمیں تمام نبیوں کو ماننے، ان میں باہم تفریق نہ کرنے کی تاکید کی گئی ہے

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَن يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَن يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ۝

بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے (اور ایمان کے اعتبار سے) اللہ میں اور اس کے رسولوں فرق کرنا چاہتے ہیں اور رکھتے ہیں کہ ہم ان میں سے بعض کو مانتے ہیں، اور بعض کو نہیں مانتے، اور چاہتے ہیں کہ کفر وایمان کے درمیان ایک راہ نکالیں ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں اور کافروں کیلئے ہم نے ذلت دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



| | |
|---|---|
| وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۔ | اور ان میں سے کسی میں فرق نہیں کیا (یعنی سب کو مانا) ایسے لوگوں کو اللہ عنقریب ان کے اعمال کا ثواب دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے (نساء ۱۵۰) |

اس آیت میں پہلا گروہ اس لئے قابل مذمت ہے، کہ وہ پیغمبروں کو پیغمبر سمجھتے ہیں لیکن کچھ دوسرے نبیوں اور رسولوں کا انکار کرتے ہیں۔ جبکہ انھیں سبھوں کو یکساں طور پر تسلیم کرنے کا حکم ہے، یہ الگ بات ہے کہ پیغمبروں کے مختلف درجے اور مراتب ہیں۔ جو خدا نے قائم کئے۔

| | |
|---|---|
| تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (بقرۃ - ۲۵۲) | یہ پیغمبر ایسے ہیں کہ ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی۔ |

لیکن جہاں تک ان نبیوں کو تسلیم کرنے کا تعلق ہے، بندے تمام نبیوں پر یکساں ایمان لانے کے پابند ہیں۔

حدیث ابوذر رضؓ میں نبیوں کی جو تعداد مذکور ہے، اس پر ولی عراقی نے سخت کلام کیا ہے جس سے اس تعداد کی حقیقت، اور حدیث کی ہیئت، اور حیثیت پر خاصی روشنی پڑتی ہے، اور روایت قطعی من گھڑت معلوم ہوتی ہے۔ حفاظِ حدیث کی ایک جماعت نے ابن حبان پر سخت تنقید کی ہے، جنھوں نے اس روایت کو اپنی صحیح میں شامل کرنے کی غلطی کی ہے۔ رسولوں اور نبیوں اور ان کی تعداد پر امام احمدؒ کے نقطۂ نظر کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابن تیمیہؒ نے اپنی کتاب "الایمان" میں لکھا ہے:

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"صحیح یہ کہ کسی تعداد کا لحاظ کئے بغیر تمام نبیوں پر ایمان لانا ضروری ہے اسلئے کہ ان کی تعداد کے بارے میں کوئی صحیح اور صریح روایت نہیں پائی جاتی"۔

امام محمد بن نصر مروزی اور سلف کے دیگر ائمہ بھی یہی کہتے ہیں کہ :

"نبیوں کی تعداد اور آسمانی صحائف کی تعداد کا صحیح علم نہیں"،

اور یہ کہ :

"ابوذر کی روایت بھی پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی!"

(لوائح الانوار ج۲ ص۲۵۳)

ابتک جو کچھ عرض کیا گیا، اس کا حاصل یہ ہے کہ کسی مخصوص تعداد کی بجائے تمام نبیوں پر ایمان لانا چاہیئے۔ اب ہم اس روایت کی بعض فاش لفظی اور معنوی غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔

● ـــ روایت میں ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، حضور! انبیاء کی تعداد کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار، میں نے عرض کیا، ان میں رسول کتنے ہیں، آپ نے فرمایا، رسولوں کی خاصی تعداد ہے یعنی تین سو تیرہ ـــ پیغمبروں کی یہ تعداد، اور نبی و رسول کے باہمی فرق کو قرآن پاک صراحت سے باطل قرار دیتا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے :

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا

(نساء : ۱۶۴)

اور ہم نے بعض رسول تو ایسے بھیجے ہیں کہ جن کے حالات ہم اس سے پہلے تم سے بیان کر چکے ہیں اور بہت سے پیغمبر ایسے بھی ہیں کہ جنکے حالات تم سے بیان نہیں کئے اور موسٰی سے تو اللہ نے کلام کیا!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہ آیت مدنی ہے ۔ دوسرے یہ ممکن نہیں کہ کوئی ضعیف روایت ، آیت کے صریح نص کو منسوخ کردے!

○ ـــــ اسی قسم کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ :

| | |
|---|---|
| وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ (غافر ۷۸) | اور بلاشبہہ ہم نے تم سے پہلے (بہت سے) پیغمبر بھیجے ان میں کچھ تو ایسے ہیں جنکے حالات ہمنے تم سے بیان کردئے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جنکے حالات بیان نہیں کئے ۔ |

قرآن پاک نے ، جیساکہ مذکورہ بالا آیت سے معلوم ہوتا ہے ، رسولوں کی تعداد کو مبہم رکھا ہے ، لہٰذا امت کو اس پر عمل کرنا چاہیئے ، اور کسی تعداد کو مقرر کرکے اپنے ذہن کو ۔ یا پیغمبروں پر ایمان کو محدود نہ کرنا چاہیئے ۔ اس لئے کہ تعیین کے بعد ذہن لازمی طور پر ان نبیوں کی طرف مطلق نہیں جائے گا ، جو اس تعداد سے زائد ہوں گے حالانکہ وہ بھی نبی برحق ہوں گے ۔

○ ـــــ یہ روایت اس لئے بھی عقل میں نہیں آتی ، کہ اسے درست سمجھنے والوں سے اگر یوں کہا جائے کہ وہ تین ایسے نبیوں کی نشاندہی کریں ، جو صرف نبی ہوں رسول نہ ہوں ، یا رسول ہوں ، نبی نہ ہوں ، ہمیں یقین ہے کہ انھیں دشواری لاحق ہوگی اور وہ ٹھیک سے ان کی نشاندہی نہ کرسکیں گے ۔

○ ـــــ اس حدیث میں ہے : "میں نے عرض کیا ، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اولین رسول کون ہیں ؟ آپ نے فرمایا ، حضرت آدم ، میں نے عرض کیا کیا خدا نے انھیں پیغمبر بنا کر بھیجا تھا ؟ آپ نے فرمایا ، ہاں"

یہ ٹکڑا بھی حدیث کے صحیح نہ ہونے کی اہم دلیل ہے ، اس لئے کہ قرآن پاک اور صحیح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



احادیث میں کہیں حضرت آدمؑ کے نبی ہونے کا ثبوت نہیں ملتا! اور یہ ممکن نہیں کہ خدا نے انھیں پیغمبر بنا کر بھیجا، پھر بھول کر ان کے اس وصف کا تذکرہ نہیں کیا۔ ہاں یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ آپ ابوالبشر تھے، آپ سے کوتاہی ہوئی اور آپ نے توبہ کیا جو مقبولِ بارگاہ ہوئی، چنانچہ ارشاد ہے،

وَعَصٰى آدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَ هَدٰى (طٰہٰ ۱۲۱-۱۲۲)

اور آدم نے اپنے پروردگار کے حکم کے خلاف کیا بس وہ راہ سے بھٹک گئے، پھر ان کے پروردگار نے ان کو نوازا تو رحمت سے انپر توجہ فرمائی اور راہ پر قائم کردیا

حضرت آدم کی سب سے واضح اور صریح فضیلت قرآن پاک نے یہ بیان فرمائی کہ:۔

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ وَنُوْحًا وَّ آلَ اِبْرَاهِيْمَ وَ آلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِيْنَ (آل عمران ۳۳)

بیشک اللہ نے آدمؑ اور نوحؑ اور ابراہیمؑ کی اولاد اور عمرانؑ کی اولاد کو ساری دنیا (کے لوگوں) میں چن لیا۔"

لیکن اس میں نبوت کا کوئی ذکر نہیں جو سب سے بڑی فضیلت ہے، اگر آپ کو یہ فضیلت حاصل ہوتی تو حق تعالیٰ اسے ذکر فرماتا اور اِصْطَفٰى کا فعل صَفْوَةٌ سے بنا ہے، جس کے معنیٰ منتخب کرنے کے ہیں، لیکن اس سے ان کا نبی ہونا ثابت نہیں ہوتا اس لئے کہ یہی لفظ باری تعالیٰ نے حضرت مریمؑ کے بارے میں استعمال فرمایا،

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعَالَمِيْنَ (آل عمران ۴۲)

اور وہ وقت یاد کرو جبکہ فرشتوں نے کہا اے مریم! اللہ نے تمکو چن لیا، اور تمکو برائیوں سے پاک بنایا اور سارے جہان کی عورتوں میں تمہارا انتخاب کیا۔

اور ہر کوئی جانتا ہے کہ حضرت مریمؑ نبی نہیں تھیں، دنیا کی پاکیزہ ترین عورتوں میں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ایک تھیں، ہاں سب سے اولین نبی حضرت نوح علیہ السلام تھے، اور آخری نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے، اور ہم یہ کہنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے کہ خود حضرت آدمؑ نے بھی حضرت نوحؑ کے اولین نبی ہونے کا اعتراف کیا ہے، چنانچہ حضرت انس کی شفاعت والی روایت اس کا ثبوت ہے۔ اس روایت میں ہے کہ

ایمان والے قیامت کے دن میدان حشر میں کسی جگہ جمع ہونگے، پھر ان کے دل میں یک بیک سفارش کا خیال آئے گا، اور وہ ایک دوسرے سے کہیں گے، کاش! خدا کے یہاں ہمارا کوئی سفارشی ہوتا، جس کی سفارش پر حق تعالیٰ ہمیں محشر کی اس ہولنا کی سے نکال کر راحت کے مقام پر پہنچا دیتا، اس کے بعد وہ حضرت آدم کے پاس آئیں گے اور کہیں گے، آدم! آپ ابوالبشر ہیں، خدا نے آپ کو اپنے دست خاص سے پیدا کیا۔ فرشتوں سے آپ کا سجدہ کرایا۔ اور جملہ اشیاء کے علم اور ان کے حقائق سے نوازا اس لئے آپ ہماری شفاعت کیجئے، اور خدا سے کہئے کہ وہ ہمیں نجات دے۔ حضرت آدمؑ ان سے کہیں گے، میرا یہ منصب نہیں، نہ ہی میں اس کے لائق ہوں، پھر آپ کو اپنی لغزش یاد آئے گی، اور آپ کہیں گے، مجھے اپنے رب کے حضور شرم آتی ہے، ہاں تم نوحؑ کے پاس جاؤ، اس لئے کہ وہ سب سے پہلے پیغمبر ہیں۔ جنھیں خدا نے دنیا والوں کی طرف مبعوث فرمایا۔ (بخاری)

اس روایت سے نزاع رفع ہوجاتا ہے۔ اور حضرت نوحؑ کی اولیت اتفاق رائے سے ثابت ہوتی ہے۔

اس کے بعد بھی جو لوگ آپ کی نبوت پر مصر ہیں، ہماری نظر میں ان کے پاس محض اندازے اور زاویے ہیں، کوئی ٹھوس دلیل ان کے پاس موجود نہیں ہے جسے وہ پیش کریں۔ اسی قسم کا ایک اندازہ وہ یہ قائم کرتے ہیں، کہ اگر حضرت آدمؑ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نبی نہ ہوتے ، تو یہ کیسے ممکن ہوتا کہ آپ اور آپ کی نسل ایک مدت تک بغیر وحی الٰہی کے زندگی گذارتی ، آخر بغیر وحی اور بغیر نبوت کے انھیں زندگی گذارنے کا طریقہ روزمرہ کے فرائض اور خدائے پاک کے احکام کا علم کیونکر ہوتا ، کبھی وہ اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰئِكَةِ (بقرہ ۳۱)

اور اللہ نے آدم کو سب چیزوں کے نام سکھائے پھر ان چیزوں کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا ۔

لیکن شاید یہ نہیں جانتے کہ حضرت آدم کی تعلیم ، اور فرشتوں کے سامنے ان کی علمیت کا مظاہرہ ، تفسیر کی بعض روایتوں کی رو سے عالم ارواح سے تعلق رکھتا ہے جبکہ حضرت آدم کی تخلیق کا محض ارادہ ذات باری تعالیٰ نے فرشتوں کے سامنے کیا تھا ، اور خود حضرت آدمؑ ابھی تخلیق کی منزلوں سے گذرنے بھی نہیں پائے تھے اس لئے اس آیت سے استدلال مناسب نہیں ۔

نیز جس روایت میں عرض ارواح (روحوں کی پیشی) کا ذکر ہے ، گو وہ ضعیف ہے ، لیکن اس کے اندر مذکور ، بعض امور ذہن میں ایسے بھی نقش ہو جاتے ہیں کہ جلدی محو نہیں ہوتے ،

مثلاً اس روایت میں ہے کہ حق تعالیٰ نے اولاد آدم کو حضرت آدمؑ کے سامنے پیش کیا ، اس پیشی میں آپ کی ذریت کی کثرت کا یہ عالم تھا جیسے ہوا میں غبار اڑ رہے ہوں ، غرض ایک ازدحام تھا ، اتفاق سے آپ نے اس انبوہ میں ایک شخص کو دیکھا ، جو بیحد نمایاں تھا ، گویا چمک رہا ہو ، آپ نے باری تعالیٰ سے پوچھا ، خدایا ! یہ کون ہے ؟ فرمایا ، یہ تمہارا فرزند داؤد ہے ، انھوں نے پھر پوچھا ، اس کی عمر کیا ہوگی ؟ فرمایا : ساٹھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سال، خدایا، (اس کی عمر تو کم ہے، اس لئے) میری زندگی کے چالیس سال کا ان کی عمر میں اضافہ کر دے، (خدا نے اضافہ کو منظور کیا اور) پھر دن گذرتے گئے، اور حضرت آدم کا آخری وقت آپہنچا، اور موت کا فرشتہ ان کی روح نکالنے کے لئے حاضر ہوا، آپ نے فرمایا، تم روح نکالنے میں جلدی کر رہے ہو، اس لئے کہ ماہ و سال میں بھی شمار کرتا چلا آرہا ہوں، ابھی میری زندگی کے چالیس سال باقی ہیں۔ فرشتے نے عرض کیا، بجا فرمایا لیکن آپ نے وہ چالیس سال اپنے فرزند، حضرت داؤد کو عنایت کر دئے ہیں، حضرت آدم نے اس سے انکار کیا، (اس لئے کہتے ہیں کہ) اصل میں حضرت آدم بھول گئے۔ اور انکار کر بیٹھے، اس لئے یہی عارضہ آپ کی نسل میں سرایت کر گیا۔ یہی وجہ ہے کہ خدا نے نسل آدم کو لین دین اور معاملے کے وقت دستاویز لکھنے، اور گواہ فراہم کرنے کا پابند فرمایا۔ اور چونکہ خیر، نیکی اور بھلائی حضرت آدم کی فطرت ثانیہ تھی، اس لئے آپ کی نسل میں بھی یہ سرشت باقی رہی۔ چنانچہ ہر دور، ہر زمانے، اور ہر خطے میں اولاد آدم کا ضمیر انھیں (خواہ کتنی ہی کمزور آواز میں اندر سے) بھلائی پر اکساتا اور برائی سے روکتا ہے۔ (یہ الگ بات ہے کہ ضمیر کی اس مدھم آواز کو گناہوں کی کثرت کی وجہ سے کوئی سن نہ سکے) اس لئے کبھی ان سے خطائیں سرزد ہوتی ہیں۔ پھر وہ توبہ کرتے ہیں۔ بہت سارے توبہ تو درکنار گناہوں کا احساس تک نہیں کرتے ہیں۔

جیسے حضرت آدم کی اولاد قابیل و ہابیل میں قابیل کے ساتھ اسی قسم کا واقعہ پیش آیا قابیل نے ہابیل کو قتل کیا چونکہ روئے زمین پر یہ پہلا قتل تھا، اس لئے اسے یہ پتہ نہ چلا کہ ہابیل کی لاش کو وہ کیسے ٹھکانے لگائے؟ اور اپنے گناہ پر کیونکر پردہ ڈالے بالآخر خدا نے ایک کوے کے ذریعہ اس کو راستہ دکھایا۔ اور اس طرح دنیا میں زمین کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کا سینہ چاک کر کے جو مردہ سب سے پہلے اس کے حوالے کیا گیا، وہ ایک مقتول تھا یہ واقعہ اس قدر کربناک اور فکر انگیز تھا، کہ حضور نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم) " تا قیامت قتل و غارت گری کے جس قدر واقعات پیش آئیں گے، ہر قاتل کے گناہ کا ایک حصہ نسل آدم کے اولین قاتل قابیل کو ملے گا، اس لئے کہ اس برائی کو اسی نے ایجاد کیا تھا

(چونکہ ہماری نظر میں حضرت آدم مقام نبوت پر فائز تھے، خواہ انھیں جملہ چیزوں کی زبردست تعلیم دی گئی، اور کچھ طریقے اور زندگی کے نقشے انھیں سمجھائے گئے اسلئے ہماری دانست میں آپ کا زمانہ نبوت سے خالی زمانہ تھا، جب تو تدفین جیسے نازک مسئلے کی تلقین نبوت کے راستے سے آپ کی نسل کو نہیں کی گئی، بلکہ جانوروں کے ذریعہ اس کی ترکیب بتائی گئی۔ ورنہ حضرت آدم کو با قاعدہ اس کا پیغام ملتا، اور آپ اپنی امت کو فہمائش کرتے، اور یہ کہنے میں باک نہیں کہ زمانہ اپنے آپ کو دہراتا ہے")

موجودہ ترقی یافتہ زمانے میں بھی متمدن دنیا سے بہت دور جنگلوں اور پہاڑوں میں بعض ایسی قومیں آباد ہیں، جن تک آسمانی دعوت، اور موجودہ نئی روشنی کی کوئی کرن بھی نہ پہنچ سکی! نہ وہ دین جانتے ہیں، نہ شریعت سے ان کے کان آشنا ہیں آج ان کا اپنا سماج اور ماحول ہے، جس میں جس طرح بن پڑتا ہے وہ زندگی کے دن گذارتے ہیں۔ جیسے اگلے وقتوں میں فترت (دو نبیوں کے درمیان کا زمانہ، جبکہ پہلے نبی دنیا سے پردہ فرما چکے ہوں، لیکن اگلے نبی کی ابھی آمد نہ ہوئی ہو) کے زمانے میں نبی اور ان کی دعوت کا کام بند ہو جانے کی وجہ سے لوگ دین سے نا آشنا ہو کر من مانی کرتے تھے، اب یہ باری تعالیٰ کی مرضی اور اس کی شان کریمی پر محمول ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کہ وہ انھیں معاف کرے، یا عذاب دے، اس لئے کہ خداوند عالم کی سنت یہ رہی ہے کہ نبی کی بعثت، اور نبی کی تعلیمات سے قوموں کے انکار پر وہ ان کے اوپر عذاب مسلط فرماتا ہے۔ اس کے بغیر وہ کسی قوم کو نہ عذاب دیتا ہے، نہ ھلاک فرماتا ہے۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا اور ہم کسی قوم کو عذاب نہیں دیتے تاوقتیکہ پیغمبر نہ بھیج دیں!

(اسراء ۱۵)

دلیکن ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد سے تا قیامت چونکہ کوئی نبی نہیں آئے گا، اس لئے یہ ذمہ داری اس امت کی ہے، جو آپ کی نام لیوا ہے۔ کہ دعوت اور تبلیغ کے اس مشن کو جسے آپ نے امت تک پہنچایا۔ اب یہ امت اسے لیکر اٹھ کھڑی ہو، اور دنیا کے کونے کونے اور چپے چپے میں جہاں انسان بستے ہیں ان تک اس دعوت کو پہنچائے، اور خدا کے دین سے خدا کے ان بندوں کو آگاہ کرے تاکہ زمین پر خدا کی حجت تمام ہو، یہ اس لئے کہ نبوت تمام ہوئی لیکن نبوت کا کام یعنی دین کی دعوت بدستور جاری وساری رہے گی، وہ ابھی تمام نہیں ہوا۔

علامہ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں یہ اشارہ کیا ہے کہ بعضوں کے نزدیک حضرت ادریسؑ کا زمانہ، حضرت نوح سے بھی پہلے تھا، ہم اس نرالے قول اور شاذ روایت کی کوئی دلیل نہیں پاتے، نہ ہی کتاب وسنت سے اسے قریب پاتے ہیں۔ بعض علماءؒ نے یہ کہا ہے کہ حضرت ادریس بنی اسرائیل سے تعلق رکھتے تھے۔ ہماری نظر میں یہ قول، عقل وقیاس میں آتا ہے۔

● ——— حدیث ابوذر کے ضعف کی ایک اہم دلیل، اس کا یہ ٹکڑا ہے کہ نبی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اسرائیل کے اولین پیغمبر حضرت موسی علیہ السلام ، اور سب سے آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے ، یہ نظریہ دلائل وشواہد ، اور کتاب وسنت کی رو سے قطعی غلط معلوم ہوتا ہے ۔ اس لئے کہ بنی اسرائیل کے پہلے نبی حضرت یوسفؑ تھے جنھوں نے مصر میں بنی اسرائیل کی سب سے پہلی حکومت قائم کی ، اور اپنے والد اور بھائیوں کو بیت المقدس سے مصر بلوایا ، نیز اسرائیل : آپ کے والد ماجد حضرت یعقوبؑ کا اسم گرامی تھا اور یوسفؑ آپ کے فرزند تھے ، اسی لئے اولین اسرائیلی پیغمبر آپ ہوں گے ، نہ کہ حضرت موسیٰؑ ، علاوہ ازیں حضرت یوسفؑ اور حضرت موسیٰؑ کے مابین جس قدر طویل عرصہ تھا خدا کے سوا کسی کو اس کا علم بھی نہیں ہے ۔

خاندان یوسفی جو آپ کے پدر بزرگوار اور بھائیوں پر مشتمل تھا ، جب مصر منتقل ہوا تو قرآن پاک کی زبان میں حضرت یوسفؑ نے انھیں خوش آمدید کہتے ہوئے جس درجہ عجز ونیاز کے عالم میں یہ فرمایا تھا ، اس کی تاثیر کا آج بھی بخوبی احساس کیا جاسکتا ہے ، آپ نے عرض کیا تھا ،

| | |
|---|---|
| رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَ | اے میرے پروردگار ! تو نے مجھے حکومت عطا کی ، |
| عَلَّمْتَنِي مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ | اور مجھے خوابوں کی تعبیر کا علم دیا ، اے آسمانوں اور |
| فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ أَنْتَ | زمین کے پیدا کرنے والے ! تو ہی دنیا اور آخرت میں |
| وَلِيِّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي | میرا کارساز ہے ، تو مجھے دنیا سے فرمانبرداری کی حالت |
| مُسْلِمًا وَّأَلْحِقْنِي بِالصّٰلِحِينَ ( یوسف ۱۰۱ ) | میں اٹھا ، اور نیک بندوں میں شامل فرما ۔ |

قصہ کوتاہ ! اوّلین اسرائیلی پیغمبر ہونے کا شرف حضرت یوسفؑ کو حاصل ہے ، ہاں حضرت عیسیٰ بنو اسرائیل کے آخری نبی تھے ، یہ درست ہے ، اس لئے کہ آپ کے بعد ہمارے نبی حضرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی نبی دنیا میں نہیں بھیجے گئے

بہرکیف نبیوں اور رسولوں کی تعداد، اور ان کے درمیان باہمی فرق سے متعلق حضرت ابوذرؓ کی جانب منسوب یہ روایت من گھڑت اور جعلی ہے ہم اسے عظیم صحابی پر زبردست بہتان سمجھتے ہیں۔ اس لئے جو کوئی اس روایت کو عوام میں پیش کرے۔ اسے چاہیئے کہ اس کی حیثیت اور مقام کو بھی بیان کر دے تاکہ کسی کو دھوکہ نہ ہو۔ موضوع روایت عام طور پر جھوٹ کا پلندہ ہوتی ہے، اس روایت میں جھوٹ کی ذمہ داری ابراہیم بن ہشام پر عائد کی گئی ہے۔

امام جلال الدین سیوطی نے " الفیۃ الحدیث " میں موضوع روایت سے متعلق لکھا ہے " موضوع روایت کذب اور جھوٹ پر مشتمل ہوتی ہے، لہذا اس قسم کی روایتوں کو ذکر کرنے کے بعد اس کی حیثیت اور اس کے مقام کو بھی بیان کر دینا چاہیئے۔

اس تحقیق کے بعد کہ روایت یکسر موضوع ہے، اس کے اندر مذکور نبیوں کی تعداد اور نبی و رسول کے مابین فرق کی حقیقت بھی بخوبی عیاں ہو جاتی ہے۔ اور جیسا کہ عرض کیا گیا، یہ تقسیم اور فرق کسی صورت درست نہیں معلوم ہوتا، اظہار حقیقت کے لئے قرآن پاک پر ایک نظر ڈالنا کافی ہوگا، اس لئے کہ قرآن کی زبان میں نبی اور رسول ایک ہیں۔ اور اکثر رسولوں کو قرآن پاک نے نبی کے لقب سے یاد کیا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے۔

قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ

(مسلمانو! ان سے کہدو کہ ہم تو اللہ پر ایمان لائے ہیں۔ اور جو کتاب ہم پر اتری اس پر اور جو صحیفے ابراہیم، اسماعیل، اسحٰق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر نازل ہوئے اور جو کتابیں موسیٰ اور عیسیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ (بقرہ : ۱۳۶)

کو عطا ہوئیں ان پر، اور جو دوسرے پیغمبروں کو انکے پروردگار کی طرف سے ملیں، ان سب پر ایمان لائے ہم ان پیغمبروں میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے

اس آیت میں مذکور تمام پیغمبروں کو قرآن پاک نے نبی کہا ہے۔ اور یہ تاکید کی ہے کہ ان میں کسی قسم کی تفریق نہ کی جائے، اب اسی قسم کی ایک دوسری آیت ملاحظہ فرمائیں جس کے اندر جملہ پیغمبروں کو "رسول" کہا گیا ہے اور باہم فرق نہ کرنے کی وہاں بھی تاکید آئی ہے، ارشاد ہوا،

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ

(یہ) پیغمبر (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اس کتاب پر ایمان رکھتے ہیں جو انکے پروردگار کی طرف سے انپر نازل ہوئی اور اسی طرح ایمان والے بھی، یہ سب کے سب اللہ اور اسکے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اسکے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم اسکے پیغمبروں میں سے کسی ایک کو دوسروں سے جدا نہیں سمجھتے، (یعنی سب پر ایمان رکھتے ہیں) (بقرہ ۲۸۵)

اگر بلا دلیل کسی پیغمبر کے لئے رسالت کو ثابت کیا گیا، یا اس سے انکار کیا گیا تو یہ بھی ایک قسم کی تفریق، اور ایک کو دوسرے سے جدا کرنا ہوا، جس سے آیت میں منع کیا گیا ہے۔ لیکن اگر کسی نبی کو رسول، یا رسول کو نبی کہدیا جائے تو یہ چنداں مضر نہ ہوگا۔ اس لئے کہ اس صورت میں محض نام کا فرق ہوگا، نبی یا رسول کسی بھی حیثیت سے ان پر ایمان بہرحال برقرار رہے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور جس طرح نبی و رسول کی ذات ایک اور ان کے نام متعدد ہیں، ایسی مثالیں بکثرت پائی جاتی ہیں، کہ ذات ایک ہے، مگر ان کے نام ایک سے زائد پائے جاتے ہیں۔
قرآن پاک بہ نفس نفیس اس کی بہتر مثال ہے، کیونکہ اسی قرآن پاک کو "فرقان" اور "ذکر" بھی کہا گیا ہے، حضرت "جبرئیل" کو "روح الامین" اور "روح القدس" کہا گیا جبکہ یہ تینوں ایک ہی ہستی کے تین نام ہیں "مکہ مکرمہ" کو قرآن کریم نے مکۃ، بکۃ، ام القریٰ، بلد امین، اور "مسجد حرام" جیسے متعدد ناموں سے یاد کیا ہے۔
"مسلمانوں" کو قرآن مجید میں "مومنین" اور عباد اللہ سے خطاب کیا گیا ہے ایک حدیث میں آپ نے فرمایا۔

"تم ایک دوسرے کو آپس میں اسی طرح پکارو! جیسے خدا نے تمہیں "مسلم"، "مومن اور "عباد اللہ" کہا ہے۔"

مذکورہ بالا تمام مثالوں میں گو نام بدلتے ہیں، مگر شخصیت ایک ہی ہوتی ہے۔
نبیوں اور رسولوں کو ایک دوسرے سے جدا نہ کیا جائے، ہم اس پر زور دیتے ہیں اور اس پر اس قدر اصرار اس لئے کرتے ہیں، کہ اسی قسم کے چور دروازوں سے "قادیانیت" اور "بہائیت" جیسے گمراہ فرقوں نے سر ابھارا ہے، اور ملت اسلامیہ میں رخنہ ڈالنے کی ناپاک سازشیں کی ہیں، یہ بد باطن یہ سمجھتے ہیں کہ رسالت خدا کی دین نہیں۔ انسانی کوشش کا صلہ ہے، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری رسول نہیں، اس لئے کہ رسالت کا دروازہ تا قیامت کھلا ہوا ہے (خدا کی پناہ)
اور جب مسلمانوں نے ان کے خلاف یہ دلیل دی کہ باری تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر رسالت کو ختم کر دیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



چنانچہ ارشاد ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (احزاب: ۴۰)

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں

یہ سن کر یہ دریدہ دہن کہتے ہیں کہ آپ پر "سلسلۂ نبوت" کو ختم کیا گیا، رسالت کے سلسلے کو ختم نہیں کیا، لہذا رسول بدستور آتے رہیں گے، ۔۔۔ اسی قسم کی فتنہ انگیزی کے انسداد کے لئے بزرگوں نے کہا ہے کہ اس فرق کو باقی رکھنا، دراصل ان گمراہ فرقوں کے لئے گنجائش پیدا کرنا ہے۔ اور کون مسلمان بھلا یہ پسند کرسکتا ہے کہ بہاء اللہ مرزا علی احمد، اور مرزا غلام احمد جیسے فتنہ پردازوں کو موقعہ مل جائے۔ اور وہ اٹھ کر رسالت یا نبوت کا دعویٰ کر بیٹھیں۔ اس لئے کہ ان حماقت پسندوں کے دلوں میں خباثت یکساں سمائی ہوئی ہے۔ اور دین اسلام کی مستحکم بنیادوں میں شگاف ڈالنے کا ان سبھوں نے تہیہ کر لیا ہے

علامہ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنی کتاب میں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متواتر روایات میں متعدد بار اس کی صراحت کی ہے کہ آپ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔ یہ صراحت بار بار اس لئے کی گئی کہ امت کو معلوم ہو کہ آپ کے بعد اس منصب کا دعویٰ کرنے والا جھوٹا، فاسق وفاجر، دجال، گمراہ اور گمراہ کن ہے، خواہ کتنی ہی حیرت انگیز، اور تعجب خیز نشانیاں وہ کیوں نہ دکھلائے

اس لئے کہ کتاب وسنت، اور اجماع امت سے یہ ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی اور آخری رسول ہیں آپ کے بعد نہ کوئی نبی آئے گا، نہ کوئی رسول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مبعوث ہوگا، قرآن پاک کا ارشاد اوپر گذرا مَا کَانَ مُحَمَّدٌ.....

صحیح بخاری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، آپ نے فرمایا،

"بنی اسرائیل کی قیادت ہمیشہ نبیوں کے ہاتھوں رہی ہے۔ جب کوئی نبی دنیا سے پردہ کرتے تھے، تو دوسرے نبی ان کی جگہ لے لیتے تھے، یہ سلسلہ یوں ہی دراز رہا تا آنکہ خدا نے مجھے مبعوث فرمایا۔ لہذا خوب سمجھ لو کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔"

صحیح بخاری میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

"میں خاتم النبیین ہوں"

مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا،

"میں بنیاد کا آخری پتھر ہوں، میں نے آکر سلسلۂ نبوت کو تمام کیا۔"

امام احمد نے اپنی مسند میں ابوطفیل سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا، ہاں بشارتوں کا سلسلہ جاری رہے گا عرض کیا گیا، بشارتیں کیسی؟ آپ نے فرمایا، اچھے خواب! ایک روایت میں ہے "سچے خواب"

برقانی نے اپنی صحیح میں حضرت ثوبانؓ سے نقل کیا ہے، کہ آپ نے فرمایا:

"قوم کے ایسے رہنماؤں سے میری امت کو زبردست خطرہ لاحق ہے، جو خود گمراہ ہیں، یاد رکھو! امت میں جب ایک بار آپس میں تلوار چل پڑی، تو تاقیامت اس کا سلسلہ نہ رک سکے گا، اور قیامت اس وقت تک نہ آئے گی۔ جبتک کہ میری امت کی بڑی تعداد مشرکین کے طور طریق نہ اپنا لے گی، ان کی طرح بت پرستی میں مبتلا نہ ہوگی میرے بعد بیسیوں چھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے، ہر کوئی بزعم خود اپنے آپ کو نبی سمجھے گا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جبکہ میرے بعد کوئی پیغمبر آنے والا نہیں، سلسلۂ نبوت مجھ پر تمام ہوا، حق تعالیٰ میری امت کے ایک گروہ کو ہمیشہ حق کے ساتھ غالب اور فتحیاب رکھے گا، کوئی ان کی کتنی ہی مخالفت کرے گا انھیں کوئی ضرر نہ پہنچے گا، یہانتک کہ باری تعالیٰ اپنا فیصلہ صادر فرمادے گا

• ـــــــ اس میں شک نہیں کہ احادیث مبارکہ قرآن مقدس کی ترجمان ہوتی ہیں احادیث میں پیغمبروں کو "رسول" کی بجائے عموماً نبی کے لفظ سے مخاطب کیا گیا ہے

صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل ہے، وہ کہتے ہیں:

ہم ایک سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، ہم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا، اور ٹھہر گئے، کچھ لوگ اپنی سواریوں کی نگہداشت میں لگ گئے۔ اور کچھ لوگ تیر اندازی کی مشق اور آپس میں بات چیت میں لگ گئے، اچانک ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی کی آواز سنی، وہ نماز کے لئے پکار رہے تھے، ہم سب اکٹھا ہوئے: (نماز کے بعد) آپ نے ہمیں مخاطب کر کے فرمایا

ہر نبی کو حق تعالیٰ نے اچھے کاموں کا حکم اور برے کاموں سے روکنے کے لئے فرمایا ہے، اس امت کے اگلے لوگوں کو خدا نے عافیت سے نوازا ہے، اور بعد والوں کو طرح طرح کی آزمائش اور ایسے حالات سے گذرنا ہوگا، جو انتہائی ناگوار ہونگے، بعد کے آنے والے تہ بہ تہ فتنوں کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کریں گے۔ آزمائش کے وقت مومن کہے گا، یہ ہماری تباہی اور ہلاکت کا سامان ہے لیکن اسے معلوم ہوگا کہ .... "تندیِ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب ❊ یہ تو چلتی ہیں تجھے اونچا اڑانے کیلئے"

یہ روایت اس کی صراحت کرتی ہے کہ ہر نبی اپنی امت کو خیر کی تلقین اور شر سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



محفوظ رہنے کے طریقے بتانے پر مامور ہے، لہٰذا نبیوں کو ایک دوسرے سے جدا کرنے کے بعد یوں کہنا کس طرح درست ہوگا کہ نبی پر دین کی دعوت اور پیغام الٰہی کی تبلیغ کا فریضہ عائد نہیں ہوتا!

دراصل انبیاء کا یہی مشن ہے کہ وہ پیغام الٰہی سے لوگوں کو آگاہ کرتے ہیں اسی بنا پر انھیں "نبی" یعنی آگاہ کرنے والا" کہا جاتا ہے،

قَدْ نَبَّأَنَا اللّٰهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ (توبہ ۹۴) اللہ نے ہم کو تمہارے سب حالات سے آگاہ کر دیا ہے

نبی احکام الٰہی، اس کے نواہی، حلال و حرام اور فرائض و واجبات سب کی نشاندہی کرتا ہے۔ اور یہی ہر نبی کا فرض منصبی ہے۔

وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ (انبیاء-۷۳)

اور ہم نے ان لوگوں کو پیشوا بنایا، کہ ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کیا کرتے تھے، اور ہم نے وحی کے ذریعہ ان کو نیک کام کرنے اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا تھا، اور یہ سب ہماری عبادت میں لگے رہتے تھے

رہے وہ نبی! جنھیں شریعت ملے، لیکن اس کی نشر و اشاعت کا اسے حکم نہ ملے تو ہماری نظر میں اس قسم کے خیالی نبی حقایق کی دنیا میں کہیں نہ مل سکیں گے، ہاں کسی کے ذہن میں ہوں تو ہوں۔ نیز ہم اس قسم کے میل کچیل سے نبیوں کا دامن پاک وصاف دیکھنا چاہتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

میری اور مجھ سے پہلے کے نبیوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے گھر بنایا، اور بہت خوب بنایا۔ اسے اچھی طرح سجایا، لیکن ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، پھر اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نے لوگوں کو اپنے گھر پر مدعو کیا، لوگوں نے گھر دیکھکر تعجب اور پسندیدگی کا اظہار کیا لیکن اس اینٹ کی جگہ کو دیکھکر حیرت زدہ رہ گئے، سنو! اس عمارت کی وہ آخری اینٹ میں ہوں، میں نے آکر سلسلۂ نبوت کو تمام کیا"

نیز آپ نے فرمایا:

"ہم گروہ انبیاء روپیہ پیسہ چھوڑ کر نہیں جاتے! ہمارا جو کچھ ہوگا، سب صدقہ ہے"

نیز فرمایا:-

"ہم نبیوں کا گروہ باپ شریک بھائیوں کی طرح ہے، سبھوں کا دین ایک ہے البتہ شریعت سب کی جداگانہ اور مختلف ہے"

دین سے مراد عقائد، اور شریعت سے مراد احکام اور مسائل ہیں۔ جیسے نماز روزہ، حج، زکوٰۃ، اور حلال وحرام کے فرمان، یہ مسائل ہر امت کے لئے ان کے حسب حال مقرر کئے گئے۔ اور دوسری امتوں کو دوسرے احکام دئے گئے چنانچہ ارشاد ہے:

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا تم میں سے ہر ایک گروہ کے لئے ہم نے ایک شریعت اور طریقہ مقرر کیا ہے (مائدہ - ۴۸)

سب سے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے آخری شریعت نازل ہوئی، اس کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہ ایک فیصلہ کن اور گذشتہ تمام شریعتوں کی نگراں ہے، اس لئے کہ سابق انبیاء مخصوص گروہ، اور ٹکڑیوں کی طرف مبعوث ہوئے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تا قیامت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آنے والوں کے نبی ہیں، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

قُلْ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (اعراف - ۱۵۸)

اے محمد تم کہدو کہ لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں جسکے لئے آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت ہے

نیز فرمایا

وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا (سبا ۲۸)

اور اے محمد ہم نے تم کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبری سنانیوالا اور ڈرانیوالا بنا کر بھیجا

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کے ہاتھوں میں توریت کا کچھ حصہ دیکھا تو فرمایا، عمر! (اب اس کی چنداں ضرورت نہیں) خدا نے مجھے بیحد شفاف، صاف ستھری شریعت بخشی ہے، اس کی راتیں بھی صبح ازل کی طرح روشن اور بے داغ ہیں۔ میرے بعد جو اس سے سرمو تجاوز کرے گا ہلاک ہوگا۔ اور اگر میرے بھائی حضرت موسیٰ زندہ ہوتے، تو ان پر میری پیروی لازم ہوتی،

خلاصہ یہ کہ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین ہیں، آپ کی شریعت، شریعت کے سلسلے کا تکملہ ہے۔ دوسری شریعتوں کی نگرانی اس کی اہم ترین خصوصیت ہے۔ اس شریعت کے بعد کسی فرد بشر کے لئے کوئی اور شریعت کی پیروی کسی حال میں درست نہیں۔ ارشاد خداوندی ہے؛

ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (جاثیہ ۱۸)

پھر اے پیغمبر ہم نے تمکو دین کے کھلے راستہ پر قائم کر دیا۔ پس تم اسی پر چلتے رہو، اور ان لوگوں کی خواہشات پر نہ چلو جو کچھ نہیں جانتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ممکن ہے، میری یہ باتیں بعض طبائع پر گراں گذریں، طبقہ علماء میں بھی کچھ لوگ ہوں گے، جنہیں شاق گذرتا ہوگا، کہ وہ ایک نئی چیز سن رہے ہیں جو ابتک انھوں نے پڑھی یا سنی نہ ہوگی۔ نہ ابتک کسی نے اس قسم کا عقیدہ اختیار کیا ہوگا، مگر میں عرض کروں گا کہ یہ عذر کوئی تسلی بخش جواب نہیں۔ اس لئے کہ بیشتر احادیث کو گروہ صحابہؓ میں سے بعضوں نے نہیں سنا، ائمہ دین جن کی عظمت کا ہر کسی کو اعتراف ہے ان کے لئے بھی کہاں یہ ممکن تھا کہ جملہ احادیث کا وہ احاطہ کرسکیں۔ چہ جائیکہ عام طبقہ علماء اور عوام کو اس کا علم ہو، یہی وجہ ہے کہ ائمہ مجتہدین نے ہمیشہ پیش آنے والے نئے مسائل میں اجتہاد سے کام لیکر کوئی فیصلہ کیا، اور بعد میں جب انھیں کسی حدیث کا علم ہوا، جو اس کے خلاف پڑتی ہے، تو انھوں نے اپنے سابقہ فیصلے سے رجوع کیا، اور صحیح فیصلے کو اختیار کیا۔

اور یہ بشریت کا تقاضہ ہے کہ علم و معرفت کی تحصیل میں کوئی عمریں کھپا دے، کتابوں کو اوڑھنا بچھونا بنالے، لیکن وثوق سے کہاں تک وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ اس نے کس قدر علم حاصل کیا، اور کتنا اس سے چھوٹ گیا

اپنے وقت کے نامور امام اور زبردست عالم دین، علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "رفع الملام عن الائمۃ الاعلام" میں بعض ان روایتوں کی نشاندھی کی ہے۔ جس سے کبار صحابہ، اور ائمہ مجتہدین ایک زمانے تک نابلد رہے۔ لیکن واقفیت ہوجانے کے بعد انھوں نے اس کے خلاف فیصلہ دینے پر معذرت کی اور یہ اعتراف کیا کہ روایت انھیں معتبر راوی کے ذریعہ نہ مل سکی، اس لئے انھوں نے روایت کو نظر انداز کردیا، اور اجتہاد سے کام لیا ــــ مجتہد کے لئے یہ وعدہ ہے کہ اگر اس نے اجتہاد کیا اور راستی و درستی کو پالیا تو اسے دوہرا اجر ملیگا، لیکن اگر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فیصلہ غلط ہوا تو اجتہاد کرنے کا اُسے اجر مل کر رہے گا

ہمارا مشاہدہ ہے کہ اہل علم اگر قرآنی علوم کا گہرا مطالعہ کریں۔ تفسیر، حدیث، اور فقہ میں امتیاز پیدا کریں۔ تلاش وجستجو کی عادت ڈالیں، ظن اور تخمین کی بجائے تحقیق وتفتیش سے کام لیکر مخفی مسائل پر اس وقت تک کوئی رائے قائم نہ کریں۔ جبتک کہ مضبوط ومستحکم دلیل نہ مل جائے اور مسئلہ روز روشن کی طرح عیاں نہ ہو جائے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ متقدمین جن کا احترام کسے ملحوظ نہیں؟ لیکن جہاں تک ان کی ذاتی رائے، یا فیصلے کا تعلق ہے، انھیں آنکھیں بند کر کے قبول نہ کر لیا جائے، کہ خواہ ان کے مقابلے میں ٹھوس دلیلیں دستیاب ہوں لیکن پیروی ان کی رائے کی ہی کی جائے، اور ترجیح ان کے قیاس کو دی جائے، جبکہ تقاضائے بشریت سے کوئی خالی نہیں ہمیں سخت خطرہ یہ لاحق ہے کہ اگر معیار تحقیق اس کو قرار دیا گیا جس کو ہم نے ابھی ذکر کیا ہے۔ تو لغزش ہوگی اور قوم کا جادۂ تحقیق سے بہک جانا یقینی ہوگا

ہم پوری خردمندی، سنجیدگی، اور قوت اخلاص سے عرض کرتے ہیں کہ فقہی ماہرین جنھیں قدرت نے گہری بصیرت سے نوازا ہے۔ عمل کا ایک کشادہ اور بہت بڑا میدان ان کے لئے دستیاب ہے

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ محققین اصولوں کا جائزہ لیکر ان میں ربط تلاش کریں، دو مختلف مسائل میں وجہ امتیاز معلوم کریں۔ پھر اگر کسی مسئلہ کی نظیر مل جائے تو اس کے مطابق پیش آمدہ مسئلے میں فیصلہ صادر کریں اور اس کی پوری کوشش کریں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کہ پاس میں اگر کوئی دلیل موجود ہو۔ اوراس کا مصداق خواہ قدرے مختلف ہو تب بھی قدر مشترک کی تلاش جاری رکھیں، تاکہ دو مختلف روایتوں، یا ان کے جداگانہ احکام میں تطبیق دی جا سکے، اور کسی ایسی دلیل کو نظر انداز نہ کر دیا ئے، جس میں قوت یا صحت کا جوہر موجود ہو۔

"مذکورہ بالا مسئلے میں مَیں نے بس بھر اس کی کوشش کی ہے۔ ٹھوس اور مستحکم دلائل کا باریک بینی سے جائزہ لیا ہے۔ عوام میں رائج افکار کا گہرائی سے مطالعہ کیا ہے۔ اور پھر وہ نتیجہ برآمد کرنے کی کوشش کی ہے جسے عقل تسلیم کرے اور علماء کرام اس کی تائید کریں۔ اور میں نے یہ جسارت اس لئے کی ہے کہ جزئی مسائل میں اجتہاد کا دروازہ کھلا ہے۔ ان مسائل میں داد تحقیق دینے کے لئے کسی کو کوئی معذرت پیش کرنے کی چنداں حاجت نہیں ہے۔

لیکن ہر چند کہ میں نے پوری کوشش کی ہے اور انصاف اور مساوات کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہیں دیا ہے۔ کتاب و سنت سے روگردانی کو تھوڑی دیر کے لئے بھی گوارہ نہیں کیا ہے۔ لیکن میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں بھی انسان ہوں، نسیان اور بھول چوک سے خالی نہیں ہوں۔ اس لئے علمی برادری سے میری مودبانہ درخواست ہے کہ میری گذارشات کا گہرائی اور گیرائی سے مطالعہ کریں۔ سنجیدگی سے میری سفارشات ملاحظہ فرمائیں۔ اور عبارت کے مقصد اور اس کی مراد کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اگر میری فہم و دانش میں قصور، یا روایت کو سمجھنے میں کوتاہی انھیں نظر آئے تو بلا جھجک مجھے آگاہ کریں۔ خواہ اپنی تحریر قلمبند کریں۔ تاکہ میری اصلاح ہو۔ اور حق وصواب تک میری رسائی ہو۔ جس کی پیروی ہم سب کو کرنا ضروری ہے۔ علم، جس سے جہاں سے اور جس قدر ملے۔ اس کا سننا سیکھنا اور حاصل کرنا ہم سب کا دینی فریضہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے اور کیوں نہ ہو ہماری مراد اور مقصد ایک ہے۔ اور ہم سب کی منزل رضائے الٰہی کا حصول اور آخرت کی سرخروئی ہے۔

آخر میں ایک اور گذارش گوش گذار کردوں کہ دنیا میں کسی چیز کو ثبات نہیں اور اگر ثبات ہے تو صرف ایک چیز کو!

ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں!

زمانے کی ہر گردش انقلاب کا پیش خیمہ ہے۔ جس سے فکر و نظر کے زاویوں میں زبردست تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ اور اس قانون قدرت کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ قرآن پاک کے بنیادی اصول اور مبادی کو چھوڑ کر جن میں تاقیامت کوئی تبدیلی نہیں آسکتی ہم سمجھتے ہیں کہ بیشتر آیات کے مصداق، ان کے مفہوم و مراد، احکام کے رموز و نکات اور جزئی مسائل کے استنباط کے لحاظ سے اگر آپ قدیم و جدید مفسرین کے اسلوب اور انداز بیان کا جائزہ لیں تو آپ کو ہر ایک کا انداز جداگانہ اور فکر کا زاویہ کہیں نہ کہیں بدلا ہوا ملے گا۔ اور یہ کوئی عیب نہیں۔ تفاسیر کا یہ ایسا امتیاز ہے جو قرآن پاک کے علاوہ جس کی یہ تفسیریں ہیں۔ دنیا کی کسی اور کتاب کو حاصل نہیں اور یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک کی ہر زبان میں تفسیریں لکھی گئیں۔ اور پھر بھی لکھنے والوں کو سیری نہیں ہوئی۔ اور آج یہ حال ہے کہ آئے دن کوئی نہ کوئی تفسیر کتب خانوں کی رونق، اور مطالعہ کے میز کی زینت بنتی ہے اور ہر تفسیر کا رنگ دوسری تفسیر سے الگ ہی نظر آتا ہے

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر ست!

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے فضل و کمال اور آپ کی عظمت و جلال سے کون واقف نہیں ہے آپ کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے جس کی نظیر دیگر علماء اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اکابرین میں نہیں پائی جاتی کہ آپ کو مختلف علوم جیسے تفسیر، حدیث، فقہ اور عقائد میں قدرت نے شان تجدید سے نوازا تھا۔ آپ نے ان علوم اور ان کی کتابوں سے بہت سارے فاسد مواد کو اپنے قلم کے نشتر سے نکال باہر کرنے کا عظیم کارنامہ انجام دیا جو قدیم سے ان کتابوں میں اس قدر سرایت کر گیا تھا کہ نقل پر اصل کا گمان ہوتا تھا آپ نے ان کی چھان پھٹک کی اور ان علوم کو صاف ستھرا کر کے طالبانِ علوم کے سامنے پیش کیا۔ قرآن پاک کا یہ ادنیٰ اعجاز ہے کہ اس کے عجائب تا قیامت ختم نہیں ہو سکتے علم و معرفت، پند و موعظمت، عبرت و نصیحت، اور کلمات حکمت کا یہ وہ نسخہ ہے۔ جسے کم سے کم درجہ میں بحر ذخار سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ جس کی تہہ میں موتیاں ہی موتیاں بکھری پڑی ہیں۔ اب یہ ہر غوطہ خور کی قسمت اور اس کا مقدر ہے کہ وہ کس قدر موتیاں اپنے ساتھ سمیٹ کر اوپر آسکتا ہے۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ کسی نے آپ سے ایک انوکھا سوال کیا۔ اس نے پوچھا، کیا حضور نے آپ لوگوں کو کوئی خاص چیز عنایت فرمائی ہے؟ جس کی وجہ سے گروہ صحابہ کو عظیم امتیاز ملا! آپ نے فرمایا بخدا نہیں، ہم میں سے ممتاز تو بس وہ رہا جس نے زیادہ سے زیادہ علوم قرآنی کے سمندر میں غوطہ زنی کی اور خدا نے اسے فہم و فراست اور عقل و بصیرت سے نوازا۔

ہمارا مشاہدہ ہے کہ آدمی جس قدر وسیع الذہن ہوگا نت نئی اور انوکھی سے انوکھی چیزوں کے سننے اور انھیں قبول کرنے کا حوصلہ اس کے اندر پیدا ہوگا۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ وہ دلائل بھی اس لائق ہوں۔ کہ اس زمانے کے فقہاء اس کے اپنے مقتدا اور پیشوا، اور اس دور کے علماء کے نزدیک قابل قبول ہوں اور ان پر کوئی اعتراض نہ کیا جا سکے۔ اگر یہ صورت رونما ہوئی تو ہمیں امید ہے کہ نئے نئے مسائل کے بارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں فیصلہ صادر کرنے اور احکام کے استنباط کرنے میں عظیم انقلاب رونما ہوگا۔ دین کے مقاصد شریعت کی روشنی میں نکھر کر امت کے سامنے آئیں گے۔ اور پھر ایسا ہونا کوئی بعید نہیں کہ باری تعالیٰ متأخرین علماء اور مشائخ پر اپنے دین کی فہم اور علم کی وہ راہیں کھول دے گا۔ جو ممکن ہے۔ ہمارے دور رفتہ کے بزرگوں اور سلف صالحین کے سامنے نہ آسکی تھیں، اور یہ ان پر الزام نہیں، اس لئے کہ یہ خدا کا فضل ہے وہ جسے چاہے عطا کرسکتا ہے۔ جبکہ حال یہ ہے کہ ہمارے ان اسلاف نے دین کے لئے کیا نہیں کیا؟ ان مردان باخدا نے آخر کیا چھوڑا ہے جو ہم بعد میں آنے والوں کو کرنا پڑ رہا ہے؟ ہاں علم خدا کی دین ہے۔ بڑوں کو چھوٹوں سے اور اہل علم کو عامی سے بھی کبھی کام کی کوئی چیز حاصل ہوجاتی ہے، اور جیسا کہ پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔ حکمت مومن کا گمشدہ سرمایہ ہے جہاں سے ملے، اسے قبول کرے، اور اختیار کرنے کا وہی زیادہ مستحق ہے۔

---

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# بہائی فرقہ اور بہائیت کے پرچار کا آغاز

یہ مذہب ایران کی پیداوار ہے ۔ اس کا بانی احساء کا ایک شیعی باشندہ شیخ احمد احسائی ہے یـ۱۱۶۶ھ میں اس نے اس مذہب کی بنیاد رکھی اس مذہب کا دوسرا نام شیخیہ ہے ۔جو اس کے بانی کے نام کے پہلے جزو یعنی "شیخ" کی طرف منسوب ہے شیخ احمد نے مہدی کے ظہور کی بشارت دی ، جس سے اس کو شہرت ملی ۔

اس نے باطنیہ عقائد اور فلسفیانہ مباحث کو رواج دیا ، جن کا شریعت اسلامیہ اور نظام اسلامی سے راست ٹکراؤ ہوتا ہے ۔ اس کا دعویٰ تھا کہ بعض اہل بیت سے اُسے علم لدنی حاصل ہوا ۔ اس نے مخفی پروپیگنڈے کو ترجیح دی ۔ اس گروہ کے اراکین خفیہ طور پر اپنی سرگرمیاں جاری رکھتے ہیں ۔ اور ایک کے بعد دوسرے کو اپنا قائد اور لیڈر تسلیم کرتے ہیں ۔

باطنیہ فرقے کے عقاید کی طرح شیخ احمد احسائی نے اس فرقے کے طریق کار کو بھی مکمل طور پر اختیار کیا ۔ اور اپنے ماننے والوں کو یہ ذہن نشین کرایا کہ کتاب وسنت کے ظاہری معنیٰ کے برعکس کچھ باطنی اور پوشیدہ معانی بھی ہیں جن کو صرف امام ، یا اس کے جیسا ذہین وطبّاع انسان ہی سمجھ سکتا ہے ۔ عوام ان سے بے بہرہ ہوتے ہیں ۔ اس کے بعد اس نے کتاب وسنت کے معانی کی من مانی تشریح کی ۔ جو تمام تر اس کے ذہن اور اس کے افکار کی پیداوار ہے وہ یہ کہا کرتا تھا کہ اس کے بعد اس کے مشن کو ٹھیک سمجھنے والا ایک شخص " سید کاظم رشتی " ہوگا ۔ تم اسے تلاش کرو ، اور میرے علوم کو اس کے پاس جاکر حاصل کرو " ۔ احسائی ایک جگہ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دوسری جگہ اپنی دعوت کو پھیلاتا رہا۔ بالآخر ۱۲۴۲ھ میں حجاز کے شہر جدہ میں اُسے موت آئی۔ اس کے بعد کاظم رشتی نے مذہب کے پرچار میں سرگرم حصہ لیا۔ تا آنکہ ۱۲۵۹ھ میں اس کا انتقال ہوا۔

## بابیہ

رشتی کے مرنے کے بعد علی محمد شیرازی نے ۱۲۶۰ھ میں اس تحریک کی قیادت سنبھالی۔ اس نے "باب العلم" ہونے کا دعویٰ کیا۔ خود کو باب اور موعود کا نائب کہلایا یعنی امام مہدی کے آنے کا وقت قریب ہے۔ اور وہ ان کا دروازہ ہے اس بنا پر یہ فرقہ "بابیہ" کے نام سے مشہور ہوا۔ بہائی اور بابی ایک ہی شجر ممنوعہ کے دو پھل ہیں جن میں آپس میں گہری یکسانیت ہے باب نے آگے چلکر امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ علماء نے اس کی زبردست مخالفت کی اور ایک شورش برپا ہوئی۔ آخر باب کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ اور اس کی لاش پہلے تہران بعد ازاں عکہ میں دفن کی گئی اس نے طرح طرح کے کفر اور لغویات کا پلندہ تیار کیا۔ اس نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ اس کی شریعت نے شریعت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الف تحیۃ) اور قرآنی تعلیمات کو منسوخ کر دیا۔ لہٰذا اب روزہ رکھنے اور نماز پڑھنے کی چنداں حاجت نہیں۔ اس نے صریح آیات قرآنی کو بازیچۂ اطفال بنایا اور اس کی من مانی تاویل کر کے ظاہری اور مرادی معنیٰ کو چھوڑ کر دور از کار اور بیشمار مخفی معنیٰ مراد لئے۔ آگے چل کر اس نامراد نے "مظہر اللہ" ہونے کا دعوی کیا۔ اور یہ اعلان کیا کہ خانوادۂ نبوت سے اس کا تعلق ہے۔ آگے چلکر ایران کے علماء نے بہائی عقائد اور ان کے کردار کے خلاف سخت آواز اٹھائی۔ اور اس کی زبردست مخالفت کرتے ہوئے اسے کافر اور مرتد قرار دیا۔ ایرانی علماء کی عدالت نے اس مرتد کے قتل کا فیصلہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صادر کیا، اور بالآخر باب کو ۱۲۶۶ھ میں تبریز کے مقام پر گولی ماردی گئی۔ اس کے بعد اس کے پیروؤں کا پیچھا کیا گیا۔ اور جہاں جہاں وہ گئے چن چن کر قتل کیا گیا۔ اس کے بعد یہ فرقہ پس پردہ چلا گیا۔ اور مختلف شہروں میں پھیل کر مخفی طور پر انھوں نے اپنے مشن کو جاری رکھا۔

• بہائیہ فرقہ کی ایک عورت نے آگے چلکر اس مذہب کی سرگرم تبلیغ میں حصہ لیا یہ حسین وجمیل لڑکی " زرین تاج " قزوین کی رہنے والی تھی۔ جو بعد میں " قرۃ العین " کہلائی۔ اس کا شوہر اس کا چچازاد بھائی ملا محمد بن ملانقی تھا، جو شیعہ فرقے کے نزدیک شہید ثالث کہلاتا ہے۔ یہ لڑکی سید کاظم رشتی سے کربلا میں ملی۔ اور خود کو اس کی طرف سے منسوب کیا۔ اس نے رشتی کے نام ایک خط لکھکر اس کے شیخ " احسائی " کی تائید کی۔ رشتی نے اس کے خط کے جواب میں لکھا۔

" اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک، اور میرے دل کی مسرت "، اس وقت سے اس کا لقب " قرۃ العین " مشہور ہوا۔ یہ عورت حسن وجمال کے ساتھ ساتھ بڑی چرب زبان اور ہوشیار تھی۔ آگے چل کر اس کی بدکاری اور فسق وفجور کا چرچا ہوا تو اس کے بہی خواہوں نے اس کے برعکس اس کا نام " طاہرہ " (یعنی پاکیزہ) مشہور کیا کاظم رشتی سے جب اس کے فسق اور بے حیائی کی شکایت کی جاتی تو اس کے جواب میں وہ کہتا،

" بخدا میں اسے جانتا ہوں۔ لیکن اس عورت کا میں کیا بگاڑ سکتا ہوں۔ جسے خدا نے ساتوں آسمانوں کے اوپر سے " طاہرہ " کا لقب عطا کیا ہے!

قزوین میں باوجودیکہ علماء ومشائخ کی کثرت تھی خود زرین تاج کا باپ، بھائی اور اس کا پہلا شوہر سب اہل علم تھے۔ اور اس کی تحریک پر سخت ناراض تھے۔ لیکن اس کے باوجود قزوین بابی مشن اور اس کی اشاعت کا مرکز بنا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# قادیانیت!

فرقۂ احمدیہ کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی نام کا ایک ہندوستانی شخص ہے۔ قادیان ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب (بھارت) کا ایک شہر ہے۔ ۱۲۵۲ھ / ۱۸۳۸ء میں وہ اسی مقام پر پیدا ہوا۔ ابتدا میں کچھ فارسی عربی کتابیں پڑھیں، عربی صرف و نحو، فلسفہ اور منطق کی تعلیم بھی پائی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے دفتر میں ملازم ہوا۔ لیکن چند سال ملازمت کرنے کے بعد مستعفی ہوا، اور باپ جو بزازی کا پیشہ کرتا تھا اس کا ہاتھ بٹانے لگا۔ سیالکوٹ کے دوران قیام سے مذہبی امور میں اس کی دلچسپی بڑھنے لگی۔ مرض وفات میں جب اس کا باپ سخت بیمار ہوا تو اس نے بزعم خود یہ پیشین گوئی کی کہ خدا نے اس پر یہ وحی بھیجی ہے کہ اس کا باپ غروب آفتاب کے بعد مرجائے گا۔ اتفاق سے ایسا ہی ہوا۔ اس پیشین گوئی کے حرف بہ حرف صحیح ثابت ہونے کے بعد مرزا نے کل پرزے نکالنا شروع کئے۔ ۱۸۶۶ھ میں اس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور مختلف آیتوں میں کمی بیشی کر کے اپنے ماننے والوں کے سامنے یہ کہکر پیش کرتا کہ اس پر یہ وحی نازل ہوئی ہے۔ ہندوستانی علماء نے روز اول سے اس تحریک کا زبردست تعاقب کیا اور اس کے خلاف مختلف محاذ قائم کئے ۱۸۹۱ء میں مرزا نے مہدی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ علماء نے حسب سابق اس کا پیچھا کیا اور اس گروہ کے نام نہاد علماء کو مناظروں میں کھلم کھلا شکست دی۔ مرزا کے خلاف عوام جب بیحد غضبناک اور بے چین ہو کر اس کو مارنے کے درپے ہوئے تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس نے انگریزوں کی پناہ حاصل کی۔ انگریزوں نے مرزا کی پوری پوری مدد کی اور مرزا نے بھی ان کا حق نمک ادا کیا۔ اور اپنی تقریر و تحریر میں ان کی خوب خوب تعریف کی۔ دہلی ہندوستان کا مرکزی مقام ہے اس لئے مرزا نے اپنے مشن کو دہلی منتقل کیا رفتہ رفتہ مرزا نے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور اعلان کیا کہ نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا ہے۔ اس کا بیشتر حصہ اپنے افکار و خیالات کی اشاعت، بحث مباحثوں اور وعظ و تقریر میں گزرتا تھا۔ اس نے کتاب و سنت اور اجماع امت کی کبھی پرواہ نہیں کی۔ اس نے دعویٰ کیا کہ اس کی نبوت کا منکر کافر ہے۔ کبھی کہتا تھا کہ دیگر اقوام، جیسے یہود، نصاریٰ، اور آتش پرست جنھوں نے نبوت محمدی کا انکار کیا ہے ایک نہ ایک دن وہ میری رسالت کی تصدیق کریں گی۔ اس کا دعوٰی تھا کہ میری نبوت کی نشانیاں اتنی زیادہ ہیں کہ تم شمار نہیں کر سکتے۔

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ وحی کا نزول غلام احمد کے ساتھ ہی مخصوص نہ تھا بلکہ اس کے پیروکار اور تبعین پر بھی وحی کا نزول ہوتا ہے اور نبوت کی طرح وحی کا نزول بھی بدستور جاری رہے گا۔ اس کی خود ساختہ وحی کا ایک ٹکڑا یہ ہے۔ "ہم تمہیں لوگوں کا پیشوا بنائیں گے اور مردان غیب تمہاری مدد کریں گے۔ جن کے پاس ہمارا پیغام آتا ہے۔ اپنی شریعت کے سبب قادیانی ختم نبوت کے منکر ہیں۔ اور شریعت محمدی کو منسوخ سمجھتے ہیں۔ مرزائی اپنے باطل عقائد، جھوٹی نبوت اور من گھڑت شریعت کی وجہ سے عام مسلمانوں سے قطعی الگ ہو چکے ہیں۔ ملت اسلامیہ کا ان سے، اور ان کا ملت اسلامیہ سے قطعی کوئی تعلق نہیں ہے۔

مرزا نے نہ صرف مسیح موعود، مہدی اور نبی ہونے کا دعوٰی کیا، بلکہ مختلف مذاہب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کا اوتار ہونے کا اعلان کیا۔ مرزائیوں کی ان لغویات سے مسلمانوں میں بڑی بےچینی پھیلی۔ اکثر مسلمان ان کے مکر سے محفوظ رہے۔ لیکن سادہ اور کمزور عقیدے کے مسلمانوں پر ان کا جادو چل گیا جو جانوروں کی طرح کسی کے پیچھے بھی بلا جھجک دوڑ پڑتے ہیں اور کان میں پڑنے والی ہر آواز کو صحیح سمجھ لیتے ہیں۔

مرزا کی نبوت کوئی انوکھی چیز نہیں، تاریخ کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، اور مختار بن عبید کی اس ناپاک ذریت نے مختلف زمانے میں سر ابھارا ہے۔ اور جھوٹی نبوت کے اسٹیج سے اپنی نام نہاد نبوت کا ڈھونگ رچایا ہے۔ نتیجہ میں کچھ سر پھرے ان سے آ ملتے ہیں۔ ان کی دکان چمک اٹھتی ہے۔ پھر یہ ملت اسلامیہ کی دیواروں کو ڈائنا مائیٹ کرتے ہیں۔ امت میں تفرقہ پیدا کرنے کی خفیہ تدبیریں کرتے ہیں اور آخر میں خود فنا کے گھاٹ اتر کر تاریخ کے صفحات میں دفن ہو جاتے ہیں۔

اور اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ وہ پیغمبری کسے عنایت فرمادے

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ (شعراء ۲۲۱-۲۲۳)

اے پیغمبر! لوگوں سے کہو، کیا میں تم کو بتاؤں کہ شیطان کس پر اترتے ہیں (یاد رکھو) وہ ہر جھوٹے گنہگار پر اترتے ہیں، جو سنی سنائی بات اس کے کان میں لا کر ڈال جاتے ہیں اور وہ اکثر جھوٹے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



علمائے امت ، اور ملت اسلامیہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ نبوت محمد ، دین محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اور ختم نبوت کا انکار کرنے کے جرم میں قادیانی اور احمدی ، دائرۂ اسلام سے خارج ، اور عام کافروں کے زمرے میں شامل ہیں

(واللہ اعلم)

(بہرکیف !) تمہارا پروردگار جو بڑی عزت والا ہے ، ان باتوں سے پاک ہے ، جو یہ کافر بیان کرتے ہیں ، اور ہر طرح کی تعریف اللہ کے لئے ہی جو سارے جہان کا پروردگار ہے ۔

عبداللہ بن زید آل محمود
رئیس المحاکم الشرعیۃ والشئون الدینیۃ بقطر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت
مکتبہ دار العلوم المحمدیہ
ریلوے گودام کورٹ فاضل پورہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# تقلید کے خطرات

امت محمدیہ ﷺ کے ایمان واتحاد کی بنیاد توحید اور رسالت پر ہے یعنی اللہ کی وحدانیت کا اقرار اور حضرت محمد ﷺ کی نبوت پر پختہ ایمان، ساری امت رسول انہیں دونوں بنیادوں پر قائم ہے۔

لیکن افسوس امت کا اتحاد زیادہ دنوں تک قائم نہیں رہا اور لوگوں نے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے ہوتے ہوئے اپنے اپنے امام اور مشائخ مقرر کر لئے اور ان کی اقتداء اور پیروی شروع کر دی اور ان کے ناموں پر فرقے بنا لئے اور ان کے اقوال وفتاویٰ کو دین کا جزء بنا دیا اور بسا اوقات صحیح حدیث رسول کے ہوتے ہوئے بھی اپنے ائمہ کی پیروی اور تقلید کو دین کا جزء لاینفک بنا لیا اور اس طرح ایک امت کئی فرقوں میں تقسیم ہو گئی اور ہر فرقے والے نے اپنے فرقے کا نام اپنے امام کے نام سے مشہور کر دیا اور قرآن واحادیث کے ہوتے ہوئے اپنے امام کے قول کو دلیل وحجت بنا لیا۔

اس کتاب کے مؤلف شیخ علی خشان علامہ شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کے خاص شاگرد ہیں اس لئے ان کے عقیدے، عمل اور دعوت میں وہی سختی اور حق پرستی کا جذبہ ہے جو ہمارے سلف صالح محدثین، مجددین اور علماء امت کا تھا۔

کتاب کا اسلوب بہت واضح اور مدلل ہے، ضرورت ہے اس کتاب کو کھلے ذہن کے ساتھ تعصب اور تقلیدی قیل وقال سے پاک وصاف ہو کر مطالعہ کیا جائے تاکہ حق واضح ہو جائے اور دین کی صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق مل جائے۔

ادارہ الدار السلفیہ نے نہایت توجہ اور اہتمام کے ساتھ اس کا ترجمہ کرایا اور اس کی تصحیح وتحقیق میں پورا اہتمام کیا۔ قیمت 20/روپے۔

دار المعارف
ملنے کا پتہ:—
۱۳ر محمد علی بلڈنگ، بھنڈی بازار، ممبئی

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

.13 1

MAKTABA
AL–DARUSSALAFIAH
HAZRAT TERRACE, SK. HAFIZUDDIN MARG
BOMBAY - 400 008 (INDIA)
TEL:308 27 37/ 308 89 89 FAX 306 57 10

RS 60/-